ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خداوند کون ومکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیفہ

دفتر فصاحت

۱۲۸۳

… اردو زبان خاقانی عصر انوری دوران موجد طرز عاشقانہ ابلغ البلغا …

باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان ۱۲۸۳ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس بادشاہ بی مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنی ملک ہستی کا نظم و نسق
بیخوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی لاتعد اوس نبی مختار اور اوسکی
آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی جسکی
مطلع ظہور کی برکت سی اوس استاد یکتانی دیوان عالم ایجاد کو مرتب کی کمال
قدرت کاملہ دکہایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم
استادان من خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی
سحر تخلص حضور شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بی باکانہ نقاب خفا چہرۂ شاہد
مدعا سی اوٹہاتا ہی اور کچہ سرگذشت عمر مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان ہذا
مختصر سناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جناب

اقدس کیہی تہی فی ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین
استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسم اللہ صحیفہ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت سر دفتر ابلغا
استاذان جہان سوزیر بادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزای نازک خیالی
ناخدای سفینہ علم قوافی وعروض در یکتای بحر کمالات وفیوض آسمان ساز زمین شعر و سخن
نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ و بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود ہر نا و پیر سخنگوی بی عدیل و نظیر
جناب سید لانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر
تغمد اللہ بغفرانہ میں جمع فرمائی تہی کسیطرح حصر میں نہیں آسکتی اگر جملہ اشجار صحرا اقلام ہو جائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس بہم پونہچائین تو بہی ممکن نہین کہ ایک حرف اوس
دفتر کا تحریر مین آئی منجملہ اوسکی صفت عالی خاندانی مین بہی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تہی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تہی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سی ملتا ہی بیشتر بزرگون نی اونکی نقش فقر اور عمل
جہاد نفس سی اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی اجداد امجاد سادات عظام بزرگان ننہالی آمیزش
مرزایان دفتر سی نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانا ی حقیقی جناب غفران مآب تہی عالی وقاران وقت مین جیدہ و
انتخاب تہی فنون شاعری اور تہذیب اخلاق اور فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرہ آفاق تہی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تہی

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انہین کو حاصل تلامیذ جانتی تہی فہمی فہم رتبہ شناس
اب بہی اونکی یکتائی کی مقر ہین اور جب بہی مانتی تہی اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ
مین بہی ایسی مشق بہم پہونچائی تہی کہ لکہنوسی شہر مین انتخاب بیمثل اور لاجواب تہی توسن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تہی شاعری سی بالکل نفرت
ہوگئی تہی انتظام خانہای نقوش سی فرصت نہوتی تہی مہینون کسی شاگرد کی اصلاح
پر رغبت نہوتی تہی مگر جس روز ہندسنہ طبع کو ضرب ادہر دیتی تہی لاکہون مضامین
نور آگین یکسر کم مشقون کی غزلون مین بہر دیتی تہی عالی ہمت بہی ایسی تہی کہ اپنی ضرورت
پر حاجت روای سائل کو مقدم جانتی تہی ذوالقربی والیتامی والمساکین کے حقوق
پہچانتی تہی دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودہ نے
کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سی یاد فرمایا مگر جناب موصوف نی بعذر علالت
پای قناعت کو اپنی جگہہ سی نہ اوٹہایا فقیر کی اندازی مین سو روپئی ماہواری سے
اوسکا خرچ کم نہ تہا مگر کبہی یہ نہین کہلا کہ کہانسی آیا اور کون دی گیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتی تہی دست غیب کا احتمال کرتی تہی مانہ جناب شیخ صاحب مین
ایک کلیات جنجیم نتائج طبع سلیم سی مرتب ہوکر ضائع ہوا جب سی پہر کبہی ویسا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبہی کسی دوست کی فرمایش سی یا تلامیذ کی اصرار و خواہش سی کچہ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لی گیا بیشتر غزلون کی مسودونکو بی پروائی سی
رایگان فرمایا یہان تک کہ اکثر مہینون مین چار چار مرتبہ غزلین مع زمین جوہر طبع

عالی ہو کہا یا جب حسب اتفاق خان والاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق قدر شناس
اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آداب پسند شاہدان سخن منتخب وضعداران زمن مقبول
بارگاہ یزدان جناب **عبد الواحد خان** مہتمم مطبع مصطفائی حد سی زیادہ
مشتاق کلام ہو کر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پونہچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوی حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بہی پاس نہ تہا کچہ کچہ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوی اوسی روز سی بنای اجتماع دیوان سرزمین
دل مین قائم کی احباب سی فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوین کچہ غزلین
تلف شدہ بہم پونہچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کی لیی دی آئی اکثر زمینین
تجویز فرما کر شعر کہلوائی یہان تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرما کر نذر خواجہ صاحب
کیا چنانچہ اسطرف جو کچہ جناب مغفور نی نظم فرمایا انہین کی مزید اہتمام سی باقی رہ گیا
جب کبہی خانصاحب ممدوح فرط محبت سی عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتی تہی بی تکلف
ارشاد فرماتی تہی کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کی شعرون سی
مجکو نفرت ہی اگر مکارہ زمانہ نی فرصت دی عوارض لاحقہ سی مہلت ہوی تو
دو مہینی کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچہ موزون ہو جای گا انشاءاللہ
تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پای گا مگر اجل نی فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ کو سنہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران
ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندی بمقتضای بشریت دل قدر شناس

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مرتبہ دانان زمن و وقت اشکبار رہی ہا
جب حق سبحانہ تعالی نی صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوئی الجملہ
ہوش آیا پہر خانصاحب ممدوح نی کمال عنایت سی وضعداری کیکہ کلام فرمایا اور
اہتمام تصحیح و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے
سپرد کرکی گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پہر تو اس خاکسار بی مقدار اور
برگزیدۂ بارگاہ لم یزلی جناب سیّد محسن علی محسن تخلص نی کمر ہمت چست
باندہی راحت و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکہنو مین جسکی پاس کچھ تصنیفات جناب
خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہان سی لای یا بندہ پونہچا بیشتر خطوط
احباب اطراف و جوانب کو لکہی اکثر مسودات گمشدہ دوستون کی عنایت سی
الحمد للہ کہ بڑی دواد وش سی دو برس کی کوشش سی یہ نسخہ دلپذیر کہ نام
تاریخی اسکی ہنگام ترتیب سی انجام طبع تک ملہم غیبی نی قلب فقیر مین القا کیی تہی
یہان برسبیل تذکرہ لکہی گئی اسامی مادۂ سال ترتیب نقوش واضح معجزات سخنت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادۂ سال طبع
ستر غیب منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہوکر مع الخیر انجام کو پونہچا اور
تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سی کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کی ساتھ
مطبوع ہوکر فیضرسان خاص و عام ہوا ازبسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق
جابجا سی ہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تعلیق

پہر کو جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہوا لحاظ رہا مناسب یہ ہی کہ جن حضرات کی پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سی مطابق فرمالیں اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو لکہا ہین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سی امید یہ ہی کہ جب اس گنجینہ فیض سی استفادہ حاصل فرمائین ہمکو دعاء خیر سی بہلائین

آج خوش فضل خدا سی ہی طبیعت میری ۔۔۔ للہ الحمد ٹہکانی سے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوی تارک دنیا وہ ذکی ۔۔۔ قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد
اس زمانی مین تہی بی شبہہ طبیعت اونکی ۔۔۔ خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتی تہی وہ صرف ۔۔۔ ریختہ گوی کی قائم تہی انہین سی بنیاد
کرتی تہی لاکہون ہی مرغان معانی کو شکار ۔۔۔ دام تہی فکر اگر طبع رسا تہی صیاد
مجتمع پہلی جو فرمایا تہا دیوان ضخیم ۔۔۔ اتفاقات زمانہ سی ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سی تلف ۔۔۔ سرزمین شعر کی ویران ہوی ہوکر آباد
حق تعالی نی عطا کی تہی جو استغنا ایسی ۔۔۔ کچہہ نہ تہا رنج کیا کرتی تہی اکثر ارشاد
دو مہینی کی توجہ مین بفضل باری ۔۔۔ جمع ہو جائین گی اشعار مری جتنی ہین یاد
گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تہا بجا ۔۔۔ پر نہ مہلت دی اجل نی کہ یہ حاصل ہو مراد
تہی ازل سی یہ سعادت جو مری حصی مین ۔۔۔ بس اسی پر متوجہ ہوی طبع ناشاد
کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض ۔۔۔ حق تعالی سی طلب کرنی لگا مین امداد

اسی وجہہ مین پہنسا تہا کہ ہوئی کی شریک — میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
میر صاحب نی مری ساتہ بہت محنت کی — لائی ہر سمت سی اشعار فصاحت بنیاد
پہر تو جوہر نی بہی کچہ ہاتہ بٹایا میرا — کہ حقیقت مین ہی وہ جوہر مرآت سواد
الغرض محنت یکسالہ مین اپنی بیخود زار — جمع دیوان ہوا دل دوستونکا ہو گیا شاد
سال ترتیب یہ رو رو کی لکہا بہرین نی — آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد
۱۲۷۱

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج — ہر بیت اسکی قصر فلک سی بلند ہی
جب دیکہتا ہون ہوتی ہی تفریح بیحساب — یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہی
حسن صفای یوسف مضمون تو دیکہی — بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہی
عین الکمال کا ہی خطر اب ہمین نہین — ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہی
لکہ کلک فکر سی سن ترتیب ای سفیر — دیوان بی مثال یہ عاشق پسند ہی
۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن — گردید مرتب آن چو بی مثل و نظیر
بنوشت ز کلک معجز سال ترتیب — دیوان در شہوار بحرین وزیر
۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنی گا بلبل اب ہر اک سخندان — کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب ای محمد — گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع
۱۲۷۱

قطعهای تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزین نگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامید سند المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد الشیخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن	منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالیقدر

۱۲ ے

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در استخوان بندی	مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول	وزیر بادشه شاعران نامی بود

۱۲ ے

ایضا

چون ز دنیا گذشت گردیده	پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاهی دیگر	نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان | ناله کش خلق شد که های وزیر
دل هر کس که هست موزون تر | پر شد از درد جانگزای وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول | بسخن شاه بود وای وزیر
۱۲۷۰

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر | که بادشاه سخنش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو | قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموز دان علوم ائمه بود بجفر | که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان گوی سبقت ازین | که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران | شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما درو چون شود نه تیره جهان | که در زمانه نماند نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم | بشاعران زمان بادشاه بود وزیر
۱۲۷۰

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر | شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعهٔ تاریخ رحلت گفت مهر | ناظم ملک معانی بود آه
۱۲…

ایضا

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان | [illegible] استاد حق شہیر?
وہ عازم جنان ہوئی تاریخ کیسی مہر | ملک سخن ہوا [illegible] بی وزیر?

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود / بی‌عدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم / در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله‌هاست / چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید / سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تا ریخش / خسرو این زمانه بوده وزیر
۱۲۷۰

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا / خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور / در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن / وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر / شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری / که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم / غم او گشت چون گریبان گیر
با شه کربلا چو الفت داشت / حامیش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند / دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین / شد ندا رفت نزد شاه وزیر
۱۲۷۰

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علی خان بهادر

بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام همدانی مصحفی

رحلت خواجه وزیر اہل جہان کو ہوئی شاق ‌ ‌ خاک بر سر ہوئی اس غم سی صغیر و کبیر

کی رقم کلک نی صفحی پہ یہ تاریخ وفات ‌ ‌ خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجه وزیر وحید عصر و زمان ‌ ‌ بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع ‌ ‌ زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان ‌ ‌ دو شنبه نشین جنان باد یک مقام وزیر

از شیخ الهی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا ‌ ‌ دل زمانه ہوا مورد تعب صد حیف

یه سال ہجر ہی ہجری میں لکھ اے عشقی ‌ ‌ گیا وزیر ہی ناسخ کی پاس اب صد حیف

ایضاً

شاعر بی نظیر خواجه وزیر ‌ ‌ در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد ‌ ‌ آه افسوس حیف وا ویلا

سال فوتش چو کردم استفسار ‌ ‌ دوش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد ‌ ‌ رضی الله عنه یوم جزا

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس ‌ ‌ اس غم سی دل اے عشقی کیوں چاک نہ ہو جا

لکھہ عیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی ہے	ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای

از جناب مرزا اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار	جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای
در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت	تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

۱۲۸۴ھ

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین	ہوش قائم نہ خاطرم برجا
شکوۂ روزگار میکردم	در حوادث نشستہ سرتاپا
کہ ناگاہ از سوی افلاک	تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم کہ خیر شود	این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندای غیب آمد	ہای خواجہ وزیر واویلا
ہوش پرواز کرد از سر من	غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست	کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز یم فیضش	قطرہ میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش	در میان معاصرین یکتا
رخت ہستی ز دار فانی بست	سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او	بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگو ای مہر	بادشاہ سخن وزیر کجا

۱۲۸۴ھ

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی	استاد زبان زمرہ پرداز گہر فکر
تسلیم بباش ہمہ بیدل شدہ افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر ۱۲۷۰

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جس وقت خواجہ وزیر	گئی سیر گلگشت باغ نعیم
ہوا محشر آباد شیون سی گہر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانی کی ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سی دونیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویدای قلب یتیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سی نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین بہر سال	ہوی مائل فکر طبع سلیم
لکہا خامہ نوحہ انگیز نی	ہوا کیا سخن یا اسے آہ یتیم ۱۲۷۰

از شیخ اشرف علی صاحب عرف شنو بیس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سی خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکہی مین سنے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات — اوج بیدردی رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر — دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او — ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف بانقطہ را گرفت و بگفت — حیف لطف سخن بتمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد و استاد ہی — اس سرا سے ہو گئے راہی سوی ملک بقا
تھے وزیر بادشاہ شاعران خلق میں — انتظام ملک معنی اونکے دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھے آتی ہیں یاد — شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم میں جو میں نے فکر سال فوت کی — ہو گئی بیدار روح محزون نے دی مجکو صدا
لکھو یہ مصرع خامہ کی طرح رو کر سفیر — گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے — نکیونکر ہوا اقلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ سے تھے ناگہان — ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات دنیا سے اوٹھے والدی خواجہ وزیر — اونکے قدم سے اب اوٹھی زیب شبستان جہان
ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھی سفیر — باد اجل سے گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سی — جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق

قلق یہ صنعت منقوط مین لکھ اب تاریخ — فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

۱۲۷۰

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر — کرد رحلت ز عالم ایجاد

سال فوتش نوشتم ای محسن — گشت دار عدم وزیر آباد

۱۲۷۰

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سی ای سپہر اوٹھی خواجہ وزیر — چھایا ہی دل پہ خلق کی ابر غم کثیر

خالق نی ہر طرح کی دی تھی اونہین کمال — بیشک تھی اس زمانی مین ذات اونکی بی نظیر

کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین — دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر

جیسی سنا تہا مین نی یہ افسانۂ ملال — پڑتی تھی میری سینی پہ ہر لحظہ غم کی تیر

تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تہا — کنج الم مین طبع رسا تھی مری فقیر

ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نی دی صدا — اٹھی قریب شاہ شہیدان گئی وزیر

۱۲۷۰

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن — زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ

لکھا یہ خامۂ مجنون نی سال فوت اونکا — شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یکراہ

۱۲۷۰

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

سوی گلزار رضوان بهر سیر | بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت | پیش شاه دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا | شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت | حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ورد احباب خواجه وزیر استاد من | بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش | کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر

ایضاً

جناب استاد و قبلهٔ من | نموده کوچ زین دار فنا حیف
پی سال وفات آن یگانه | نوشتم مرد شاه شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئی وزیر | شهرت تهی اس مانی مین اونکی بیان کر
اردو کی شعر کا تها مزہ اونکی دم تلک | باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نی سال ماتم استاد یون لکها | لو شاعری تمام ہوئی سب جہان کی

از مرزا نظر علی بیگ صاحب حباب تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبر دست از دہر	ذات او بود منتخب پیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط	خواجہ شہید وزیر تلمیذ ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	کیا کہوں دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تہا	فرط غم سی ہو گیا میں جاں بلب
فکر تاریخ اسی میں پیدا ہوئی	بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نی صدا	خالی کی بائیسویں جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئی راہی	گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکہو	ہوا کافور و عنقا یہ مزا شیرین بیانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر	کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش ای جوہر	ببزم شاہ شہیدان کنند وزیر آرام

ایضا

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینہ ذیقعدہ آہ

از لالہ دہنپت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ | راہی سوے بہشت ہوے اس جہان سے
اٹھا جہان عالم سے واویلی محشر یہ لکھنؤ | کیون دل کا داغ مہر قیامت سے بجھی
گردش ہزار سال جو کہائی فلک تو کیا | پیدا بشر نہون گی کبہی اس کمال کی
درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع | افصح ذکی خلیق توکل پسند تہی
طوطی ہند شاعر بی مثل و بی بدل | واقف بہت رموز و نکات عروض سی
تہا علم قافیہ مین بہی اس مرتبہ کمال | تہی تنگ قافیے شعرای زمانہ کی
تکسیر کی علوم کو ایسا کیا حصول | امکان کیا نظیر جو کوئی نکالدی
آگاہ علم دین سی بہی شیدای اہلبیت | زاہد خداپرست وحید زمانہ تہی
پوچہا جو زار نی بدل زار سال فوت | بولا سروش والی ملک سخن اوٹہی
۱۲۷۰

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر | رفت زین دار فنا سوی جنان
از پی سال وفاتش گفت زار | بلبل ہندوستان شیرین زبان
۱۲۷۰

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح و ذکی کارگر | علیم علم بیان و معنی برنگ فردوسی و نظامی
فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم | درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال و حرمان | صدای ہاتف بمن رسیدہ ارم گرفتہ وزیر نامی
۱۲۷۰

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف قلم ‏ ‏ کشور نظم و بیان پیر ناسخ
خواجه وزیر یقین مالک ملک سخن ‏ ‏ رفت ز دارِ فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل ‏ ‏ وای شه شاعران بود وزیر حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج ‏ ‏ راہی سوی عدم ہوی دیکھیں ہیں تعجب
دنیا سی اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری ‏ ‏ طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
استاد کی حقوق نہ مجھسی ادا ہوی ‏ ‏ ہیہات دل کی دل میں ہیں آرزو ہیں سب
معجز جو شفقتیں مجھی تی ہیں اونکی یاد ‏ ‏ فرط غم و الم سی ہیں ہوتا ہوں جان بلب
کرتا ہوں نالی پڑھ کی یہ مصراع سال فوت ‏ ‏ ویران ہی وزیر بِنَی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص ایں ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجه وزیر ‏ ‏ بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط ‏ ‏ های شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر ‏ ‏ در چشم کاملان سخن شد جہان سیاه
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود ‏ ‏ ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آه آه

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوی خواجه وزیر ‏ ‏ ہی وہ سب خیل سخندان من

رلاو سنی جو اشعار کہی جاتا تھا | خار ہی نظرون مین اپنی یہ چمن
بن گیا ماتم دار ہی جان حزین | خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر ہجر یار سی یہ غم ہی ضبط ہی | مرغ دل ہر دم ہی اس سی نالہ زن
چن کی حرف باقی لکھی سال فوت | آہ خالی ہو گیا ملک سخن

۱۲

از سید محمد حسین محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتائی | سرای عالم فانی سی آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے | وزیر ملک معانی کا شتہا واویلا

۱۲

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا | کہ یکتا بود او لا مثل ہر فن وزیر ایوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل | بملک جاودانی گشت سخن زن وزیر ایوا

۱۲ ہجری

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی | گئی یان سی ای وا سی جناب
محمد سے مین تاریخ لکھو | سخندان بی مثل کیسا اوٹھا اب

۱۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر | ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی | گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

۱۲

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شاہد دواوین نام بسم اللہ سی دیوان کا
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کی کہینچو آئینی کی نقشہ سوی جانان کا
ہی تا مطلعِ خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہدِ ملکِ حسن نی جہانکا
ہر اک وزن بنا ہی چشم یوسف مصر زندان کا

نہین انبوہِ خط مین جلوہ حسنِ روی جانان کا
عیان ہی تخت پہ پریونکی جہرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن فزون خطِ سیہ سی روی جانان کا
بڑہا اس آنبوہ سی حل سی حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتہ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
شجر تیری نگین کا بنگیا ہی نخل مرجان کا

گلی سی حسرت باتونکی نظر آتی ہین حیرت ہی
عیان جوہر مین ہین شکلِ آئنہ ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن مین سودای گیسو مین
دہوان بنکر رولاتی گا نظارہ سنبلستان کا

دکہایا بی تکلف ہو کی منہ اوس حور طلعت نی
اوٹہا گہونگہٹ کہ دروازہ کہلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر او سنی جب چتون سی جو ہمکو آنکہ دکہلاتی
غزالِ چشم پر دہوکا ہوا شیرِ نیستان کا

ہمیشہ داغِ عشقِ ہستی ہین بکسہ مرا ہین ہو ن وہ دیوا
ہر اک داغِ جنون مین ہی اثر مُہرِ سلیمان کا

تری ہونٹونکی آگی رنگ جب لا سکا نہین چہپا
تو کیا کیا جوش کہاتا ہی لہو لعلِ بدخشان کا

ہی یہ حسن شگفتہ چار سونکر چاندنی ساقی
چہلک جاتا ہی بہرتی ہی پیالہ ماہِ تابان کا

نہین ہی سرمی کا دنبالہ ای تیر کر آنکہ مین تیر
پہریرا سر سی ہی یہ نشانِ فوجِ مژگان کا

ذقن مین دانہ خالِ سیہ دیکہا تو مین سمجہا
لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیبِ زنخدان کا

وہ گریان ہون جو میرا یوسفِ دل گر پڑا اسمین
کبہی پانی نہ ٹوٹی گا تری چاہِ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتی ہین یہ مہر و جامہ زیبی سی
مگر تیغِ ہلالی ہی ہلال اسکے گریبان کا

رہا کرتا ہی وہ اپنا دہانِ شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخمِ نمایان کا

دکہا ! ! سی نی عارض قبرِ عاشق کی لگی کہدنی
سحر ہوتی ہی دروازہ کہلا شہرِ خموشان کا

بنین گی دُوَل بہر بازیِ طفلان می گل کی
اثر باقی رہی گا الفتِ چاہِ زنخدان کا

حلب کی صبحِ صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعلِ لب کی شبہہ ہی شامِ بدخشان کا

بہت کچہ کہو کی پائی اسنی راہِ خود فراموشی
دلِ گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنی بیابان کا

گرا قطعہ پہ یہی [illegible] جو اوس روئی مخطط سی
تُلی گا جنسِ جان کی ساتہ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شوخیان کیا کیا
گمان ہی دامنِ مژگان پہ بازیگاہِ طفلان کا

فلک پر بہی وہ داغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خوابان نہین تختِ سلیمان کا

دلِ دیوانہ کی چندی جو زلفون مین بسر ہو گی
لقب ہو جای گا صبحِ وطن شامِ غریبان کا

نپایا بوسہ لب اوس سے سے جب تو یہ سمجھا
نہین انسان کی ہمت یہ چشمہ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہے پان کا لاکھا
نکل آیا ہے کہا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پریزادون نے دی مٹی جو مجکو بعد مرنے کی
کوی تختہ لحد مین تہا مگر تخت سلیمان کا

مسین بہیگین نہین ہین ای ضمیر اوس آئینہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہے یہ عکس مژگان کا

حیرت افزائی جہان جسم مصفا ہوگیا
چار جوہر دل کی اک آئینہ پیدا ہوگیا

پہٹگیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہوگیا
کیون نہ سوزن سوکہ کر دست زلیخا ہوگیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکہلایئے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہوگیا

ذکر آیا جب بہوونکا گرپڑے ہم سرکے بل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدہ ہوگیا

در پہ اوس خورشید چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چہالا ہوگیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکہلا دیا
آج اور رفتار جانان کار فردا ہوگیا

وای محرومی نہ دیکہا خواب مین بہی یار کو
میری اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہوگیا

سایہ قامت بہی ہرجائی ہے کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہوگیا

طوف کی حیلی مین ہم بہی کوی جانان مین گئے
گریہ پوشی سی کعبہ چشم تیرہ ہوگیا

سلسلہ جنبان ہوی گردش چشم یار کی
بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہوگیا

خود نما جب ہوگیا آئینہ سودای عشق
حلقہ زنجیر مجنون چشم لیلا ہوگیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام کی
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہوگیا

ہوگیا وحشی گہر دیکھو جو وہ موتی ہی دانت
بڑھ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہوگیا

کیا سنا یا کیا پڑھا یا ای چمن آرا نہین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھ لی ہر رنگ مین
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلا ہوگیا

خاک مین ملجای دو [illegible] جیسی [illegible]
پہوٹ جائی آنکہ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہی
ہمسی گر پوچہو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سی تیری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مری دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ سعط آنکہ کی پردی ہوی
عطر نرگس تیری آنکہون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجہین ای ساقی کہ پرتو سی تری
بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزہ عارض پر نہین بی وجہ او روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

[illegible] ہونیکی ہی اپنو سراپا آرزو
ضعف سی قد جہک کی آغوش تمنا ہوگیا

قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سی سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جامۂ تن گہٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان [illegible] نکلی [illegible] پاؤ نکا تیغا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طلا چا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
اپنو ساقی نام دریانوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنی دیکھا گہٹ کی قطرا ہوگیا
ای حباب اپنو تری گوز مین دریا ہوگیا

دانت پیاری ہی لگا کر دون کی اپنی ہو کیون
آب گوہر ل کی کیا خنجر دو آبا ہوگیا

سرخ عارض پر تری ساقی جو نکلا خطِ سبز — ساغرِ زرین یہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پر جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب — چاک چاک اس خط کو آتے ہی لفافا ہو گیا

دامنِ یوسف کا پھٹنا تھا ستم اے دستِ شوق — ٹکڑی ٹکڑی جامۂ صبرِ زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریدارانِ جنسِ جو فروش — چاہِ یوسف کی بھی دوکان جو دا ہو گیا

اوس بتِ کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا — دانہ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوشچشم کا — ہو کی کاہسین اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتشِ رنگِ حنا سے دستِ نازک جل گیا — معجزہ ہاتھ آ گیا لو دستِ موسی ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر — چاکِ پیراہن نکلنا اونکو رستا ہو گیا

بل نکالا ہے مژہ کا اوس نگاہِ گرم نے — آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشوں کی ساقیا دریا دلی — آنسوؤں سے بھر دیا خالی جو شیشہ ہو گیا

میری طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہے — آسمان پر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وائے محرومی گلے پر میرے چلکر رہ گیا — منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اب تو رونے کی صدا اوس بتان تک جائے گی — اشک شور انگیز ناقوسِ کلیسا ہو گیا

بارہ کی ڈوری کا زنار اب گلے میں چاہیے — زخمِ پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہیں — ہچکی میں عاشق کی یادِ حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہے تماشاگاہِ عالم کو جوان — جسطرف گذرے ہر اک محوِ تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن — ساتھ یہ اور ایک عالم آ کے نکلا میلا ہو گیا

ولہ

گریباں کیں اِس قدر ہر عضو شعلا ہو گیا
شبکو روشن یار کے بازو کا اکّا ہو گیا

خشک اُن دریا ہو گئی موقوف رونا ہو گیا
خاک رہی پانی کہاں چورا ہا چوکا ہو گیا

ہوں وہ لاغر جیت کہا اونکی کف نگین پہ تہہ
طائرِ رنگ حنا ہی رشتہ بر پا ہو گیا

کر دیا تحریر اپنی بی صد التقریر کو
مثلِ خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا

آفتابِ داغِ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
جامۂ تن ایجنون شبنم کا کرتا ہو گیا

وا کیا جب یار نی آتی صدا مثل صریر
خط مرا شکلِ زبانِ خامہ گویا ہو گیا

بل بی شوخی دیکھتی ہین جب مرا قدِ دوتا
ہنسکی کہتی ہین بدن کیا اُنکا دُہرا ہو گیا

آنکھ ہر اک طفل کی اب ایجنون پہنی لگی
ڈھیلی آنکھونکی چلی مجکو جو سودا ہو گیا

تہ نہالی کیا گئی اوسکو ملا یا خاک مین
ریگ ماہی فرطِ بیتابی سی دریا ہو گیا

طوقِ قمری کی بالیدہ بنا دیوارِ باغ
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہو گیا

ہاتھی مشعلِ موسیٰ چلا [illegible] قابلِ دردہ ہوئی
ہاتھ مین خامہ عصائی دستِ موسیٰ ہو گیا

اپنی جامی سی اگر باہر ہوں تا اب ممکن نہین
ضعف دامنگیر ہی تصویرِ دیبا ہو گیا

اونکی چلنی کی صفت لکھی تو ہلچل پڑ گئی
قاصدا پائی قلم سی خط روانا ہو گیا

مژدہ ایساقی جنون خیز آئی آتی ہی بہار
شیشۂ توبہ کو تیہہ جامِ صہبا ہو گیا

دینی کی قابل ہی اوکبک دری رفتارِ یار
ہر قدم نقشِ قدم چشمِ تماشا ہو گیا

کھینچ لایا حسن کو بہی عشق اپنی رنگ پر
ضعف سی مین زرد وہ سو فی سی پیلا ہو گیا

می بھی نکلا جام مے اپنی لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤں سے بھی جسطرح قنارکلک
چلتی پھرتی ہیں سدا تو جسم آدھا ہو گیا

آئینہ دیکھا تو اپنی خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فرہاد سے چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کی دیکھا جام ہمنے بی پیا خالی ہوا
فرقت ساقی میں نچورا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہیں
اس اکیلی جان پر کس کا بلوا ہو گیا

کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظروں پر پر
پار گذرا دل کی جب یہ تیر سیدھا ہو گیا

تصور یہ رہا آنکھوں میں اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری سودائی کی سائل کا
موا ہوں تو صدا دیتا نہیں [illegible]

بدن میں میرے جتنی زخم ہیں پانی چڑاتی ہیں
تیرے جو کشتہ ہے پیاسا ہو [illegible] قاتل کا

پہنچایا یار کو بھی حلق منت کی بہانی سے
فلک کی بار [illegible] پیا [illegible] کا

او [illegible] تو اخگر کی او [illegible] اوسی کی
جھکالی تھی جب گردن تو اوسنے [illegible] قاتل کا

بہت جستی او بہایا سر گزینی نظر بھی اوسکی
نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ [illegible] کا

کبھی سنبل خط کی تصویر میں جو پہچانا ہوں
تو شکل خامہ نقش پا میں ہے عالم سلاسل کا

[illegible] تصویر بھی اوسکی
کھچا ہمسے یہ کرتا ہے کچھ نقشہ بھی قاتل کا

[illegible]
پڑا ہے بال [illegible] کا سدری گل کا

نکلا کانٹون مین اپنی ہاتہ سے بی منت قاتل
مری ناخن سی حل ہوجای عقدہ میری مشکل کا

کرمون سی کنارہ کر کہ قسمت کچہ عجب شی ہی
لب دریا وہ لب خشک سنا دیکہ ساحل کا

جنون اب تہک گیا ہون پہرتی پہرتی چپ کرتی پہی
کہین جاگی نہ پائی خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الہی خون کی قطرون سی آواز آی گہنگرو کی
پہڑک جاتی تماشا دیکہ کر وہ رقص بسمل کا

کبہی ملتین کبہی آنکہون مین جا دو ان حسینون کے
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جاتین تڑپ کر مچہلیان دست حنائی کی
لہو بہر جای او قاتل اگر مجہ نیم بسمل کا

چرا کرتی ہین سبزہ کہیت کا کشتون کی جوا ہو
سمجہتا ہون مین ہی یہ بہی اشارہ چشم قاتل کا

چڑہاتی دار پر منصور کی ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکہنا منظور تہا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکہ کی سرمی نی مجکو مار ڈالا ہی
ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

[illegible] نکلی جاتی ہی مری پاؤن کی نیچی سی
مجہی مشکل ہوا ہی ساتہ دینا اپنی منزل کا

[illegible] آتی ہی وہ رہت مجکو جسمین نبض ہی مجہکو
جو تکیہ ہی ہو تو پر ہای مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا ستال آستک [illegible] مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤن کی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

[illegible] قدم ہی جسکی سبب پامال رہتی ہی
حنا نی ذبح کرنی مین تہا ما ہاتہ قاتل کا

وزیر اب سینی مین دل کی عوض کیا درد رہتا ہی
کہ رویا کرتی ہو پڑہ پڑہ کی تم دیوان بیدل کا

نشانہ بعد مردن ہی ہما مین تیر قاتل کا
بنایا کرتی ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتی تہی تو روتی تہی ہی ہین خاک مرنی پر
ہمارا کالبد شاید فقط تہا آب و گل کا

فقیری مین بہی ای دل آسمان پر ہی دماغ اپنا
گدائی بہی کرین تو لیںکی کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتہ اگر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پہر کسی گل کی تبسم نے
سکہایا خندہ گل نی ہمین نالہ عنادل کا

برائی بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مری پہ یہ نقشہ مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگرچہ حال پرسان ہو
دہان زخم سی کہنی لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکہتی ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چہینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ سی طوفان سا طوفان ہی
بندہی اس بحر مین مضمون بہلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تہی
مہ و خورشید پر دہ ہو کا ہوا جنکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتہ حل ہونا ہی مشکل کا

مری اشکونکی دریا کا کبہی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا [illegible]

پہن کر کفش نو یار دبے اگر خو بسیار وندی
مبارک ہوی دشمن زیر پا کہنا مری [illegible]

بنی ریگ رسوان خاک اپنی اور ڈہونڈہا کیی تجکو
نچہوٹا بعد مر کر [illegible] نازل کا

یو ہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتی ہین
نہین محمل تو مضمون باندہتی ہی [illegible] کا

اگر سیلاب اشکونکا ہی کا یون ہی ای وحشت
بنی گا صورت گرداب ہو [illegible] کا

بچہائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصان ہو تماشا ہی جو لون نامرو کی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت و الآنکہون مین آتی ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بدامی بہی کہادی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہیں چلنے میں اوسکی کفش زریں سے
قبا ہے آسمانی رخ میں عالم ماہِ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ہے ہرہ وش ہے گر کبھی جھانکی
زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہِ بابل کا

لگاؤں طوق کو بس اب گلے سے مدعا سمجھا
نہیں ہے وجہ قدموں پر مری گرنا سلاسل کا

جھکائی ہیں کنوئیں تک نے فرشتے کی کہوں منہ پر
ترے چاہِ ذقن نے منہ دکھایا چاہِ بابل کا

کھینچتے ہیں اسکو عرش کی زنجیر سے باندھ ہو
فلک پر ہے دماغ ابرو زوں اپنی وحشتِ دل کا

مسلماں ہوں تو جو کعبے میں کہوں سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کے کروں رخسار کے تل کا

بنے گا نامہ بر زاغ کماں اب ہے وہ تیر اپنا
ہے خط میں وصف خالِ ابروِ خمدار قاتل کا

پسِ مردن ہے مشکل بھی پہچاننا یار تنگ دل کا
لحد ہے نام ملکِ عاشقی میں پہلی منزل کا

منہ [illegible] کہ پیچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دے اے فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

[illegible] کلک فکرت نے سنائی نالہ مجنوں
کوئی مضمون جو وحشت میں لکھا لیلیٰ کی محمل کا

تو وہ لیلیٰ ہے گر پھر تا [illegible] تیری تصور میں
دکھائی آبلہ پاؤں کا میری جلوہ محمل کا

[illegible] خورشید اگر پھرتی ہیں تیغ گردوں بھی پھرتا ہے
حسینوں کو نہیں دشوار طے کرنا منازل کا

کہاں عشق میں لعنت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہیں ہے زخم گردن سر پہ ہے احسان قاتل کا

پھن کر دہانی جوڑا کھیت میں کشتوں کی آ ظالم
ہرا ہو جائے پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلیٰ میں کیا ہے لطف مجنوں ہے مزہ اس میں
تری آغوش میں عالم جو ہو آغوشِ محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھی تماشے جبہ سائی کی
دھرا رہتا ہے آگے اب تو آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتی ہین اہد راتدن گہڑیان
اری کافر یہ ادنی اک پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کہینچ لائیگا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بہر ڈہونڈہا کیا گردون
ہین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سی پہری گر بیمار اونکی ہو گئین آنکہین
تصدق کی لیی کہپواؤن وتمنا آنکہہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینی سی نکلا ہی
تماشا دیکہا اوابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تہا آسمانکو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا ڈہنگ اسنی ہی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسن ہو کی نی
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

پہر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجہا
دہان زخم ہی سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

گلی تیغ و سپر باندہی پہرا کرتا تہا وہ ظالم
لڑکپن ہی نہ تہا خالی ستم سی سر قاتل کا

نمک ایسا ہی اوس مین شور ہو تی چشمہ شیرین
پڑی گر عکس او فرہاد اوس شیرین [illegible] کا

تری حسرت کی آگی کیا حقیقت ہی گناہونکی
خدایا روبرو حق کی کہان تہہ ہی باطل کا

بس اک مدت سی ہین تنہا ہون نالان انکی ہاتہون سی
بجاتی ہین [illegible]

بنائی گلزمین شمع مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی تہہ صورت ہی [illegible]

تمنا یہ رہی اوس [illegible] تک خط یہ پہنچی کی
کبوتر بعد مرنی کی بنا اک شمع [illegible] گل کا

قدم رکہتی ہین تب دشت جنون [illegible]
پہرا دیتا جو سر جیب جنون نالہ سلاسل کا

نتیجہ [illegible] زیر آکی پریان پاؤن پڑتی ہین
نتیجہ [illegible] پانی لیی ہی نقش نامل کا

گر دم مشق خیال خط جانان ہوگا | پہر تو جو خط مین لکہونگا خط ریحان ہوگا
کب دہن خط کی نکلنی سی نمایان ہوگا | یہ وہ چشمہ ہی خضر سی بہی جو پنہان ہوگا
بعد مرنی کی مری کوئی نہ گریان ہوگا | زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا
تیری ہاتہون مین پری تہہ دو چند آن ہوگا | طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا
حال پوچہو نہ مری رونی کا بس جانی دو | ابہی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا
ہاتہ جو مین گی سبہی گبرو مسلمان میری | ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا
یار جائیگا اودہر دلسی اودہر صبر و قرار | صبح کی ساتہ مرا چاک گریبان ہوگا
اوسنی تلوارین لگائین ہین مجہی ہنس ہنس کر | گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا
اپنی دروازی کی زنجیر سی باندہی مری ہاتہ | اب تو درکار نہ کوئی اوسی دربان ہوگا
چہ ندیا ہاتہون مین مجہی دنکو نظر آئیگا | میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا
شاد ہونگا جو مجہی قتل کریگا ظالم | دہن زخم بہی رشک گل خندان ہوگا
ہوگا تیند [illegible] فتنۂ خوابیدۂ قبر | میرا لاشہ جو لب گور سی نالان ہوگا
رکہی گا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کی وقت | شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا
ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سی مری | رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا
اور بہی قاتل عالم پہ مری کی خلقت | کبہی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا
ہون مین شاعر نہ تلین گی مری اعمال ان بو | آپ موزون یہ مرا خرمن عصیان ہوگا
یاد ان سو جائین گی تو خواب مین دیکہین گی اوسی | نہ فراموش کبہی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری بدن سی جو ہین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
کوی اوس مین بہی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنی پر
خط جو گردن پہ کہینچی گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تُلین گی جو ہماری اعمال
چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس دلا پہلی ہی سی ترک سخن کر دیجی
کوچ آخر تو سوی ملک خموشان ہوگا

ہو گی مایوس سگ یار پہر یگا جو وزیر
استخوان میری ہما کہا کی پشیمان ہوگا

کبہی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکہہ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیری آنی کا یہ ڈرامی شبِ ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گہر مین مری پنہان ہوگا

کبہی جنت کی نہ دروازی پہ رضوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو درِ دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفون سی چہپ جاوی گی صبح
صاف ہو جائین گی گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مری لاشی پہ نہ روئی گا کوی
زخم تن ہی [illegible] پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکہ سی وقت آبانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ایصنم رات جو چہوٹی ہو تو دن بڑہ جائی
زلف کوتاہ جو ہی حسن دو چندان ہوگا

آزمالیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجہی ہنسنا نہین خوب
رو دونگا مین جو مرا زخم ہی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بہی دکہلائی گا یار
مو بہ مو چہوٹ کی تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگی مری ہاتہی پر تیغ
آنکہ پر تیر سے لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چڑہیگا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یون ہین زلفون نی تری کین جو بلائین نازل
ای پری تجہسی ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگی اپنی اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش اہی دادر زندان ہوگا

روز اک داغ مری دلکو جو دینگی گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سی عرش کی زنجیر ہلا دینگی ہم
یوہین گر جوشش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑی ٹکڑی اہی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹہتی ہی دست دعا پنجہ مرجان ہوگا

یون ہی ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکہنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظرون مین دلا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندہ میزان ہوگا

رنج سی رنج دی یار کی دربانون نی
گذری فردوس سی ہم وان بہی جو دربان ہوگا

استخوان تن سی نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

اوس پری کو جو خط شوق لکہونگا مین نسیم
نامہ بر آکی مرا مرغ سلیمان ہوگا

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کی ہو ساتہ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونی کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھی جو وہ دہن کی کہوں مین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جا ہی کبوتر ہو نامہ بر
نامی مین ہمنی عطر ملا ہی گلاب کا

نامہ جواب نامہ سنا جان آ گئی
بعد فنا جو وہیان تہا خط کی جواب کا

اپنی گناہ آ نہین سکتی حساب مین
زاہد کو خوش چاہیی روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئی ہین کبوتر بہی عندلیب
قاصد نکر مجھی متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مری سیل اشک سی
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑہی ہین تم سی کیون نہ بل کرین
موتی کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگہ مجھی پہلو مین کون دی
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلونکی زخم کی انگور سی کہنچی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنی مین نازکی سی غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینی سی رخ پر گلاب کا

اب سیکرونہ شوق سی ہی توسن فلک
عالم ہلال دون ہی کیسی رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھی ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پہول کی کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کی نمک زخم پر مری
ہنگام صبح پہول کہلا ہی گلاب کا

نامہ نہ لکہ سکا دم تحریر ہاتھ سی
مضمون جب مین لکہنی لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو
انداز اوڑا لیا ہی یہ ہمنی رکاب کا

بزمِ جہان مین ہی کوئی دم یہ می سرور
ہی ساغرِ نشاط پیالہ حباب کا

مجہسی کسی سے جسکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبہی نہ پہول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسی خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سی ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملی
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشکِ مہر جای جدہر منہ اودہر پہری
عالم ہوا ہی مجہین گلِ آفتاب کا

کافر ہوا ہون پہلی ہی عشقِ بت وزیر
زنار مجہکو چاہیی موجِ شراب کا

اوس مہ کی منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تاری نمود ہون جو غروبِ آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پہرا ہی مری ساتہ دشت مین
ہی اس سی اسکی پاؤن مین چہالا حباب کا

مکتب جنون مین غم کی حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ ہین
جنت مین چہین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یادِ ساقیِ کوثر سی خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پہرا ہی جو دریا کی سیر سی
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحفِ رخ کا ہو کیا کوی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی جو آئی کٹ [illegible] منہ مین تی دم
صرفہ کری گلی سی جو خنجر کی آب کا

پنہان ہی آفتابِ قیامت مراد ہی
دامانِ حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا رازِ دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا سبکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑ گئی مجھی خار کہتی ہین
ہی سبکی دلمین گھر تری خانہ خراب کا

وان بھی اوٹھی تو منزلِ اوّل ہی گور کی
ہی قصد کو بھی یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھی تو بھی خنجر مین آب ہی
گر ہو سکی تو کام بڑا ہی ثواب کا

اسطرح بجلی آج چمکتی ہے ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مری اضطراب کا

کب دی ہمین وہ بھر کی پیالہ شراب کا
اوٹھی نہ جسکی ہاتھ سی ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھی ہی پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہ ہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس دُرِ دندانکی آب کا
آبِ گہر سی بھر گیا ساغر حباب کا

یہ رو ون مین فلک سی ملی سطح آب کا
پونہچا وون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامی سی سطرین روان ہوین
قاصد روانہ ہمنی کیا اضطراب کا

رنگت وا لنسی کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مری اضطراب کا

یان ہی صریرِ کلک مین آوازِ عندلیب
کاغذ ہی انکے سرخ سی تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہ ہای چشم مین عالم رکاب کا

حرفِ سخن ہین صورتِ خطِ لبِ عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی گنتی ہین عدونکی اتر آئی
ہر شب یہان نقاب بنی تیرہ سا بکا

لوگون نی چاندنی اوسی مشہور کر دیا
دیکھا جو تیری کو تنک اوٹھا ماہتاب کا

ہر اک دہانِ زخم سی گویا ہون مثلِ نی — کیا منہ لگا ہون دیکھیی دینا جواب کا

آتی ہی [illegible] وہی خطِ جام دیکھکر — آتا ہی دھیان نشہ مین خط کی جواب کا

بہتا تہا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب — کیا کہل رہا تہا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلونکی بتو میکشی رہی — ہوتا ہی ساتہ خوب شراب و کباب کا

لڑکی جدا ہین گرد مری بلبلین جدا — ہر سنگ خون سی پہول بنا ہی گلاب کا

[illegible] شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر — کہینچا ہی جو ہلال نی نقشہ رکاب کا

ریگ روان کی طرح نہین خاک کو قرار — عالم وہی ہی بعدِ فنا اضطراب کا

قطعہ

جانی لگا جو بزم سی وہ شہسوار حسن — دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانندِ موج اسپ نی جب کی شناوری — حلقہ بہنور کا بن گیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی منہ ہون — منہ سی لگا ہی یار جو ساغر حباب کا

تعدادِ جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچہ غم نہین وزیر کو روزِ حساب کا

بزمِ صنم مین رات تہا چرچا شراب کا — روشن ہوا تہا جسکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونی پہ چشمِ پر آب کا — آنسو کی پونچہنی کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مری ماہتاب کا — دیکہا ہی منہ کسی نی کہان آفتاب کا

[illegible] ہی [illegible] آتشِ گرم کو — ای برق جل کی خاک ہو دامن سحاب کا

آیا کا آدمی دم کی لیی یار ساقیا — ہو محفلِ شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ پہم رونی جائینگی | استادہ ہو گا نجد مین خیمہ سحاب کا
میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام مین | ساقی گلوی صاف ہی شیشہ شراب کا
آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن | گویا کہ ہی وہ خال لب آفتاب کا
ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر | محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا
لکھا ہی سوز دل پہ پروانہ ہین ورق | شیرازہ تار شمع سی باندہو کتاب کا
آتا ہی غش تری دندان کو دیکھکر | چہینٹا تو دیکہ دیجیو موتی کی آب کا
گردش مین ہی برابر و پر خم ہی چشم مست | محراب مین ہی دور ہی جام شراب کا
وہ بادہ کش ہون کہون جو دشت مین قدم | ہر گردباد دور ہو جام شراب کا
سیری طرح وہ غیر سی بہی آنکہ پہیر لے | ہون منتظر زمانی کی اس انقلاب کا
زنار موجین بن گئین تا قوس مین حباب | ای بت کیا ہی تو نی جو نظارہ آب کا
کوئی صنم مین شوق سی میخواریان کرون | فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا
کہتا ہی آب تیغ سی سیراب کر کی شوخ | پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

گردش پہ چشم مست کی دل بس گیا وزیر
توڑا ہی دور جام سی شیشہ شراب کا

آج ہمنی لب جانان دیکھا | ای خضر چشمہ حیوان دیکھا
روز افزون ہی ترا حسن ایماہ | ایک ہی [illegible] دیکھا
کب [illegible] آدم | جب سراپا [illegible] دیکھا

ہین وہ بلبل ہون اٹھی پیشہ | آنکہ کی بند گلستان دیکھا
جسکو ... پرین کی ہوس اڑتی ہین | تجسا کوئی نہین انسان دیکھا
... جلی ہی ... گئی هم خوب ہوا | نہ غم رحلت یاران دیکھا
سنبھی ... تری بات آگئی یاد | جبکہ طول شب ہجران دیکھا
کی نگہ چشم فنا سی جسدم | اپنی گھر آکی مہمان دیکھا
... کی تمنا نرہی | جب سوی گور غریبان دیکھا
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین ہا | خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا
یادِ دندان مین ہی کیا دل بیتاب | ہمنی گوہر کو بھی غلطان دیکھا
تجسی ای صبح وطن ہو کی جدا | صدمۂ شام غریبان دیکھا
ایک ہی جھٹکی مین ای دستِ جنون | پاس دامن کی گریبان دیکھا
اپنی جا سی بھی ہوا وہ باہر | جسنی تجکو کبھی عریان دیکھا

گر پڑی بجلی جو ہم تڑپی فریر
روی تو ابر کو گریان دیکھا

میکشی مین ہمسی آزردہ جو دلبر ہوگیا | گردشِ ایام ساقی دورِ ساغر ہوگیا
جلوہ گاہِ زلف وہ روی منور ہوگیا | کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا
طوقِ آہن ... کی حلقۂ زر ہوگیا | سنگِ طفلان مجکو پارس کی برابر ہوگیا
... کی اثر سی کیا معطر ہوگیا | بن گیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزی ہوتی ہین تجہسی ہر قدم اے سرو قد
جاتی جاتی باغ تک سایہ چمن ہو گیا

غیرِ عریانی بہلا کیا چاہیی جامہ مجہی
ایسکہون مین اپنی ہی جامی سی باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کرتا ہی آجاتی ہین نظر
شب ہوئی زلفِ سیہ رخ ماہِ انور ہو گیا

تیغِ قاتل کا نہین احسان سر پر تنگ ہی
یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہی خورشیدِ محشر داغ ہی
صاف اب روزِ جدائی روزِ محشر ہو گیا

تیری کوچی کا جو رونا یاد آیا خلد مین
مثلِ آبِ تیغ مجہکو آبِ کوثر ہو گیا

ابروِ خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن
کہل گیا جب گیسوی پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکہی خط ایسا مین دریا بہ کی پہنچا یار تک
نامہ بر سیلابِ اشکِ دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانی پہ بہی مجہ مست کو تہی سی کام
بعدِ مردن جامِ صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکہی دیوان مین جو اوس ودی مخطوط کی صفت
صفحۂ آئینہ نما ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چہاتی سی لگا کر مر گیا مین عشق مین
قاتلِ عالم کا نامہ مجہکو خنجر ہو گیا

گردنِ مینا بنی جب شاخِ گل کو چہو لیا
گل کو چشمِ مست سی دیکہا تو ساغر ہو گیا

عالمِ سودا مین جب آیا تری خط کا خیال
پنبۂ داغِ جنون خورشیدِ محشر ہو گیا

لکہ گیا جس سطر مین تیری در دندان کا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا ناز کی صدقی مین [illegible] طایر ہو گیا
ہاتہ سی [illegible] ہو گیا

[illegible] سی [illegible] ہوئی [illegible] گیا

خار پا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا

[illegible] پہی گا چاند سا مکہڑا عیان ہو جای گا
یار کی دالان کا پردہ کتان ہو جای گا

[illegible] نکلا ہجوم عاشقان ہو جای گا
ساتہ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جای گا

ایسی ہستی ہین یا ہین پر نظر آتا نہین
دیکہنا اب آنکہ سی بہتر دہان ہو جای گا

ہم صفیر و ہو گی جو رہا غبا نسی نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جای گا

[illegible] تو اوڑا دینا ای دست جنم
طائر رنگ حنا بہی آشیان ہو جای گا

جب خفا ہوتا ہی یون انکو سمجہاتا ہون مین
آج ہی نا مہربان کل مہربان ہو جای گا

آگیا جس دن ہماری گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو ای آسمان ہو جای گا

گر زمین سی اوٹہ گیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جای گا

لطف از خود رفتگی گر دیکہنا منظور ہی
منہ دکہا دو آئنہ آب روان ہو جای گا

چل کی [illegible] وبالا زمین کو کر دیا
آنکہ پہیرو انقلاب آسمان ہو جای گا

استخوان کو تی بچا گر اوس ہمای تیر سی
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جای گا

پہر کی میری ساتہ اوٹہا یا دشت پیمائی کا لطف
اب جو مین ٹہرا ابہی تو سایہ وان ہو جای گا

وصف روی یار کرنی کو نہی گا ماہ نو
اک مہینی مین مہ تابان زبان ہو جای گا

یاد زلف شعلہ رو مین شبکو گر روشن ہوی
اوٹہتی اوٹہتی شمع کا شعلہ دہوان ہو جای گا

ہر رگ و پی مین سمائی [illegible] تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جای گا

[illegible] پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
پان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جای گا

کب سیہ کاری سی آوینگا فرشتون کو نظر | شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جای گا

یاد گیسو کی رولائی گی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھونکو دہوان ہو جای گا

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جای گا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جای گا

سوز غم سی شمع روشن استخوان ہو جای گا
جای سبزہ میری تربت پر دہوان ہو جای گا

خاک میری لی اوڑا اگر اوس سرو قد کی طرف
باؤ کا جھونکا مجھی تخت روان ہو جای گا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین یہ لا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جای گا

مہربان ہی مجھپہ یہ نامہربانی سی تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جای گا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جای گا

یار ہی نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جای گا

ڈر ہی ای جراح قاتل سی نہو قطع سخن
تا نکی لگ کر زخم میرا بی زبان ہو جای گا

گر پڑا قاصد سی تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میری نامی پر گمان استخوان ہو جای گا

خواب مین بہی وسکو دیکھون گا نہ مین فرقت نصیب
پردہ غفلت یقین ہی درمیان ہو جای گا

ملکی ہستی وہ جائی گا لکھوتا پان کا
آگ لگ جائی گی بعد اول دہوان ہو جای گا

صادقون سی عشق و بیدار اگر ہوتا کیا
صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہو جای گا

باتون سی باتون مین بڑہ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہوتی کہی داستان ہو جای گا

کبہی سی تنہائی کو جانہ نگا وسدم ای وزیر

مجھ میں اور بت میں خدا جب درمیان آجائیگا

ٹہنی سی سر کی لفا ہوش ما انوا اڑ گیا
کھل گئی ہنسنی میں دندان تنگ اختر اڑ گیا

پڑھ جب آیا شوق کی مضمون کی ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اڑ گیا

دست قاتل کو نہ دی تکلیف شوق قتل میں
سن کے یہ شمشیر پڑتی ہی مرا سر اڑ گیا

ای دل بیتاب تاکی ذلتیں کہتا ہی یار
گھر میں کیون آتا ہی سیری کیا ترا گھر اڑ گیا

بار تو جانا کی ہی ہوتا جو ہوا ان ضعف سی
کوی جانا نکو ہوا سی جسم لاغر اڑ گیا

ہون میں وہ بیتاب کہدتی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چہاتی کا پتھر اڑ گیا

سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتون سی بی پر اڑ گیا

آنسوؤن کی ساتھ دم نکلا مرا آنکہونکی راہ
مرغ جان حبشی تہا آخر راہ پاکر اڑ گیا

کردیا حیران صفائی رخ نی صاف آئینی کو
خط نی وہ دکہلای جوہر رنگ جوہر اڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تہا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی مری [illegible] اکر اڑ گیا

کسکی وہ کی حیرت افزا کا ہی آنکہونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب حیرت اڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچہین آپ
کیا بتاؤن آگ سی سیماب کیونکر اڑ گیا

بی سبب کب جلوہ برق طپان ہی ای فرید
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اڑ گیا

مر ملک کا حسن کی چپتائیگا
کسکی سر جہوٹی قسم کہائیگا

تہام لون دل کو ذرا ہاتون سی
ابہی پہلو سی نہ اڑ جائیگا

کبھی یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمائیی گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آئیی گا

کرکے اثبات دہن کیجیی جب
دیکھیی منہ کی اب یہی کہا پہنچی گا

کم ہے دینی مین بہت فائدے
بوسہ اک دیجیی دشنام پائیی گا

خط پہ خط سے لکھیی گا ای شاہ سوار
گھوڑی کاغذ کی بہی دوڑائیی گا

مردم چشم سے آئی جو حجاب
آنکھ کے پردی مین چھپ جائیی گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی
اودہر ایدست جنون آئیی گا

کبھی پاؤن ہی سے چلیی یار کی گھر
ہم جو اوٹھی لگین سو جائیی گا

کہکے یہ تم ہو بڑی ہرجائیی
دربدر کیا مجھی پہروائیی گا

کیون بناوٹ سی اجی روتی ہین آپ
جہوٹی موتی کسی دکھلائیی گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بہر کی اشک آنکھ مین پی جائیی گا

مصحف رخ کی قسم مین ہی مزہ
سی ہمیں قرآن یہ اوٹھوائیی گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہی نہ شرمائیی گا

ہنسی یوسف جو کہا کیون بگڑی
مول لیگا کوئی بک جائیی گا

حضرت کعبہ جو بن جائیی عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پائیی گا

ہم بہی آنکھین کی مسجد مین وزیر
خشت خم لیکی جو بنوائیی گا

مثلِ خورشید ہی اُٹھا گل یہ تنِ سرخ ترا — کیون نہو رشکِ شفق پیرہنِ سرخ ترا
سونگ بلبلون تو چھوتی سی اور اچھا تھا — تاب آغوش کی کیا لای تنِ سرخ ترا
[illegible] نکہین ہوتی گلگون کی بہار — رہی سر سبز ہمیشہ چمنِ سرخ ترا
جلوۂ شبنم و گل جب شب ہین دیکھا — یاد آیا عرقآلود تنِ سرخ ترا
ہی صفائی کی سبب عکسِ مسوں کا اسپر — خط سی یہ سبز نہین ہی ذقنِ سرخ ترا
[illegible] گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج — یونہین بیکار ہی یہ پیرہنِ سرخ ترا
دیکہ سکتی نہین اس ڈرسی کبھی بہر کی نظر — کہین پرچھای نہ سوسن یہ تنِ سرخ ترا
یہ بہی اک لطف تہا ہوتا جو بہم ای سوفا — دہنِ زخم مرا اور دہنِ سرخ ترا
روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی — لطف رکہتا ہی عجائب یہ تنِ سرخ ترا
مشک افشان ہی خیالِ خطِ مشکین ایدل — خاک اچھا ہو یہ زخمِ کہنِ سرخ ترا
مطلعِ صبح کو کیا جیبِ قبا سی نسبت — کہین خورشید سی روشن ہی تنِ سرخ ترا
[illegible] دمِ سیب کو کیون سونگہ لیا یوسف نے — یاد کیا آگیا سیبِ ذقنِ سرخ ترا
صدمۂ موجِ تبسم سی یہ ہوتا ہی کبود — تاب کیا بوسی کی لائی دہنِ سرخ ترا

خونفشان چشم ہی کس گل کی تصور مین وزیر
رشکِ برگِ گلِ تر ہی کفنِ سرخ ترا

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا — غبار بہی نہ صبا سی مرا بلند ہوا
تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا — کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدن ضعف سے ایسا میں دردمند ہوا | کہ سایہ پاؤں کا سر سے مری بلند ہوا
کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو | کہ رفتہ رفتہ کئی دن میں خود پسند ہوا
لکھا اسیروں کو اوسنے جو خط آزادی | ہزار طرح لپیٹا اگر [illegible]
کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میرے | ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا
وہ ناتوان ہوں کہ ساتھ اوسکی کھنچ گیا نہیں | تمہاری بام کا سایہ بھی کمند ہوا
گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح | دعا کو ہاتھ خورشید تک بلند ہوا
گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدۂ وصل | ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا
زبان شمع سے نکلی صدا یہ بسم اللہ | چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا
یہ زرد رو آتش رنگ حنائی گرمی سے | تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا
ہوا نہ آہ میں مقبول اپنے صانع کا | وہ آئنہ ہوں سکندر کو نا پسند ہوا
ہوا ہے بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان | ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا
بجھا کے زہر میں تو نے لگائی کیا تلوار | ہر ایک زخم جگر مرہم زہر خند ہوا
بجھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی | غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا
مزے اوٹھائے خطا ہو کی اونسے بیٹھے جو دانت | ہمیں تو موت الماس سودمند ہوا
ہر اک جوانکا پیری میں قد جھکا آخر | یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا
ہے خالق ایک سے آدمی جنبش اپنی ہمت کی | تو بے نیاز ہوا میں نیازمند ہوا
اوٹھا رہا یہ بصد غم جب جوانی گلشن میں | غبار تھے یہ نکا سرو قد بلند ہوا

مری غزل کی صفت کرکی یار کہنے لگا
سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا

ہجر از فنا اثر سوزِ دل دو چند ہوا — جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا
فروتنی سی نہ دستِ دعا بلند ہوا — دعا ہی سجدے میں کی عجز یہ پسند ہوا
نہ آیا محفل میں گر ایکدن ساقی — دعا کی واسطی دست سبو بلند ہوا
پڑا جو چاند سی مکھڑیکا عکس پیالا یار — سپہر کی چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا
تجہی جو بام پہ آیا ہر و گہڑی دیکہا — فلک سی آج ستارہ مرا بلند ہوا
کہلایا ایسا مجہی عشق خالِ جانان نی — کہ میری سائی پہ بہی شبہۂ سپند ہوا
گرا ہی دیکہ کی اوس مہروش کا چاہِ ذقن — فرشتہ خو تہا دل آخر کنوین مین بند ہوا
پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین — ہر اک حباب کا کوزہ مثالِ قند ہوا
شب وصال ہوی مجکو روز عاشورا — شہید دیکہ کی اوسکا حسین بند ہوا
جو دیکہا بزم مین اوسکا گلا صراحیدار — بلائین لینی کو دستِ سبو بلند ہوا
بری ہی آہ اسیرونکی دیکہا ہی صیاد — تو اپنی گیسوون سی بستہ کمند ہوا
یہ آرزو ہی تری دیکہنی کی آنکہون کو — دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا
یہ تیری افعی گیسو مین زہر ہی قاتل — پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسی گزند ہوا
قطعہ
مٹایا دلسی مری آج رنج عریانی — کیا شہید جو تو نی نیاز مند ہوا
بنی ہین صورتِ دامن یہ زخم دامندار — گلی کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میری دزد حنا کی لیی کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنی کھول دیا
سمند ناز کو اوسکی شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکی دام مین جب
پری کی طرح سی شیشی مین آپ بند ہوا

جو کہا یار زہر بھی یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتی ہی آتی مثال قند ہوا

کری غرور نہ طاعت پہ کہدو زاہد سے
مری کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانۂ لب شیرین جو تا فلک پہونچا
یہ کوزہ پشت ہی آکر کوزہ ہائی قند ہوا

اب آگی دیکھیی ای طفل کیا بڑہائی کا
الف ابھی سی تری ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیی کیا
اک استخوان تہا سو وہ اوسکی ناپسند ہوا

جو روی ہم تو گری ٹکڑی استخوانکی وزیر
جنون مین سنگ سی یہ چور بند بند ہوا

حسرت ایجان کہی دلبر سی دل زار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سی ہی بیمار جدا

... پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچی ہوی تلوار جدا

چشم سی چشم نہی ہی جو یہ دلدار جدا
چاہیی تہا رہی بیمار سی بیمار جدا

ہی یہ الفت مجھی سفاک نی جب وار کیا
شکل ابروئے جبین ہی ہوی تلوار جدا

وسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش ...
کہ زاہد ہی جدا اور گنہگار جدا

تیغ کہسار سی کیا کبک کا کلا کاٹ ہوا
ابھی ... کتنی کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا اپنا کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونی لگی نرگس بیمار جدا

تیری باتون سی جو چہوڑ دہن تجہی کیا ہی عجب
لب سی لب کو تری کردیتی ہی گفتار جدا

دیکہا تیرا اوسنی لگا یا کہ صفت کرنی لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوڑہ گیا کون کہ ہی ہاے سر دامن خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکہ
صورت دین وزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو ... ون فی نی زندان بان
آج زندان سی ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سی پتلی کیطرح دور نہین
آنکہ کی ڈوری کی صورت نہین زنار جدا

کچہ کشش تیغ نی کی اور کچہ اوسنی جلدی
آخر کار ہوا تن سی سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہی اور سایہ رہی
دنکو ہی ہجر کی شب مجہسی نہین یار جدا

میری آنکہو نمین شب و روز پہرا کرتی ہی تو
چشم بد دور زمانی سی ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی ہنی مری کپڑی جو تو
مثل پیراہن گل پہر نہو زنہار جدا

ای وزیرا سیہ ہی اب تجہکو تجہی شاہد
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا

مرہی جاتی جو ہو گیسو سی دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوی بیمار جدا

یان جدا اشک وان رقص مہ وان بار جدا
تاری سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خنجر دار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کہلا کرتی ہین گل کہا کہا کر
یان خزان مین بہی نہین ہین گل بیخار جدا

کسی جا نیاز کی گردن پہ نظر آئی گی مہر
یار کی دوش سی جسدم ہوی تلوار جدا

سایہ ساں ہم بہی تری ساتہ تڑپتی جاتین
نہوں قد موزوں سی تری کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچہ زلف نہیں ای شانی
اونگلیاں چہوتی ہی ہو جاینگی دوچار جدا

حور کا کوی طلبگار کوئی غلماں کا
یاراں دونوں سی ہیں تیری طلبگار جدا

ہوں میں وہ ہجر نصیب آ کی جو ٹہہروں کو دم
تیری دیوار سی ہو سایۂ دیوار جدا

باڑہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجکو
موج می ہجر میں دکہلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ
استخواں سی نہیں اب زاغ کی منقار جدا

ساتہ لیجاؤں گل داغ فراق گلشن
ہوں وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنیں دیکہیں جو روئی قاتل
بولی طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مراد یکہ ای قاتل
ہوگئی میانسی از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزاروں کو ہوا اوس سی گزند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکی گہر جاؤں تو ضد سی مجہی دربان گہوری
آنکہیں دکہلانی لگیں روزن دیوار جدا

ہی وہ دلچسپ تن یار کہ اوتری نہ قبا
تار سی جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

حشر کی دن بہی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سی نہوگا یہ گنہگار جدا

مر گیا لیکن نہ میں منت کش گردوں ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک میں مدفوں ہوا

ایک بہی مصرع نہ اوسکی وصف میں موزوں ہوا
سو رہا عنقا دہان یار کا مضموں ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہی افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قدِ موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اسپہ قمری مرگئی بلبل کا او سپر خون ہوا

دامنِ قاتل سے چہوٹا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکہکر کانٹا ہوی ہراک سری انگشت کا
ایکجنون خارِ بیابان کا نہین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکہکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تہا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد و ہاتہی رکہ کون اوڑ سکتا نہین
طائرِ رنگِ حنا بہی طائرِ مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ نہی
دیکہتی ہی اوسکو گویا طوطیٔ مضمون ہوا

موت سی پہلی ہی مرجا پہر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی وہی جیحون ہوا

ہنسکی بولا وہ گلِ تر این گلِ دیگر شگفت
دانۂ گوہر کفِ رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنی گہر مین خوفِ رسوائی سی دفن اونی کیا
حور کی گاڑا ابہی فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑہنی کو جب آیا وہ رشکِ آفتاب
گنبدِ مدفن ہمارا گنبدِ گردون ہوا

گرمیٔ رفتار سی اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامنِ فانوس گویا دامنِ ہامون ہوا

ماہِ نو مین بنگیا تو ماہِ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا دن بدن افزون ہوا

پاؤن جب رکہا ہماری غیرتِ مہتاب نی
فرش پا انداز رشکِ اطلسِ گردون ہوا

یادِ قاتل مین فقط آنکہین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہری سی اپنی رنگ سیلِ خون ہوا

قصرِ لیلی کا نشان پاتی نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشتِ خانہ کیا صرفِ سرِ مجنون ہوا

جانبِ ابروی قاتل ہی رخِ مژگان ام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بہی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس بہر اگئی چشمِ رقیب
آج ای تاثیرِ وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصفِ ابرو مین ہمینا بہر فلک نی فکر کی
ایک مصرع ماہِ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہمسی کا ہید ونکو اوس درسی اوٹہا یا کسلیی
آسمان تنکی لگا چھٹی لگی مجنون ہوا

جو ہہی قد تہا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ جو ہر وزن کی ناموزون ہوا

عاشق و معشوق ایکہی خاک سی پیدا ہوے
یہ بہی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہہ ڈالین فقیر
وصفِ قد مین ایک مصرع سرو سی موزون ہوا

دم بہی نکلا ساتہ جب آنکہو نسی جاری خون ہوا
شہسوارِ روح کو خونِ روان گلگون ہوا

جلوہ گاہِ قدِّ موزون دیدہ پرخون ہوا
بحرِ رنگین مین قیامت مصرعِ موزون ہوا

اونگلی جب کہی الف پر شرم سی وہ نون ہوا
تو بہی شاگرد جو استاد سی افزون ہوا

وہ پری ہی دخترِ رز دیکہکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشی کا بس افسون ہوا

ہون مین وہ مجنون اس سی طی مرا ہامون ہوا
پہرتی پہرتی صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کہاتی سگ لیلی نی جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکہکر شمشاد کو وہ سروِ ناز
ہنسکی بولا کیا تو ارد مصرع موزون ہوا

اسقدر مین رحم دل ہون جبہہ کی ٹوٹی ہین جو خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدۂ پرخون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب روح کا اپنی گذر
ماہِ نو کا نٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹہوکرین کہاتا ہی لیکن ساتہ ہی
مثل سایہ سروِ قدِ یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بہی ہی واژگون | کسنی پہیری آنکہ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلی ہین دو خال بالائی لب میگون یار | رتبہ می سی دو بالا رتبۂ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا | ساقیا شکل بط می طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹہہرا بیت مین | طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ مو باف اوسنی ڈالا زلف مین ہم مر گئے | دیکہنا اوسکا ہماری واسطی شبخون ہوا

مرکی ہم زیر زمین یہ ساتہ اپنی لی گئی | یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نی | صاد کی قابل ہی یہ تحریر اوس سی نون ہوا

گل کہلائی ہین سی وحشت نی بیجا ای عندلیب | سنگ جو آکر لگا وہ خون سی گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کی ہوتی نہین | چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کی رخ پہ گرمی سی عرق | چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاوان پڑنی پر بہی ہرگز منہ وہ دکہلاتا نہین | گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

ہوگیا لبریز می اعجاز ساقی سی وہ زہر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

خواب مین بہی تجسی ہمکنار رہا | عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سی مجکو کار رہا | تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنے طفلی مین | عشق تب سے گلی کا ہار رہا

سب کی نظرون مین ہوگیا مین سبک | خاطر یار بہی پہ بار رہا

ٹھن گئے جب کہ تو نہ آئیگا
موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہماری مدفن پر
دل کے داغون کا یادگار رہا

ہون وہ گریان کہ میری تربت پر
مدتون ابر اشکبار رہا

سر جھکائی رہا سدا گردون
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
مین تو وحشت مین باوقار رہا

شعلہ رخسار آی راتون کو
یون چراغ اپنی سر مزار رہا

صورت گرد باد گرد پھرا
ہو کی خاک اوسکی رہ مین نثار رہا

اوٹھ گیا یار میری پہلو سی
درد پہلو مین یادگار رہا

چلی ٹھکرا کے میری تربت کو
خاک سی بھی مری غبار رہا

ناز نی دی نہ رخصت آگی اوسی
دو قدم جب مرا مزار رہا

چشم میگون کا مست تہا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوون مین شام کا
طور ہی پھرنی کا تیری گردش ایام کا

وصف وہ کرنی لگا چشم بت گلفام کا
گر کبھی غنچہ کوی چٹکا گل بادام کا

مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میری نام کا
ایکنون مثل نگین عالم ہی میری بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
ٹوٹنا پانی سی ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نی ہماری منہ نہ دیکھا شام کا
یون پھری ہی [illegible] پہلا ہو گردش ایام کا

پہر تہا محفل سی جانا ساقئ گلفام کا
شیشہ ہی کیا اوڑا اوڑ گیا مینا ہی زرین جام کا

ساتہ اوسکی مین ہی کہنچ جاتا ہو فرطِ ضعف سی
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری وہ لگی کیا جانی کدہر کو لی گئی
ڈہونڈہتا پہرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹہا پاؤن تیری سو گئی
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تہی نہ مجکو بسکہ امیدِ سحر
صبح کی تاری پہ دہوکا تہا چراغ شام کا

زاہد اب سمٹا ہی اپنی اپنی حال مین
مین مستحق جام کا تو نقشِ نافرجام کا

اپنا باوا ہی وہ پٹا اک ذرا دکہلا دو تم
دیکہنا پتہر سی پہر پہوڑنا بادام کا

لائی ہی کس وحشت مین یارب مجہی سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردشِ ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
پارہ کا ڈورا تہا کیا صیاد وہ ڈورا دام کا

دیکہ طفلی مین بہی گہوارہ تو کرتا ہوست یاد
چاہیی آغاز مین رکہنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتی ہین آنکہون سی اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چہلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبانِ حال سی
حرف جو لکہتا تو اپنی بسملون کی نام کا

پاس اپنی وہ ستمگر بیٹہنی دی کب مجہی
حرف کاغذ سی اوٹہا تا ہی جو میری نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت بہی جالم سی
ضعف سی مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

اور بہی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشہ کا ساقی اور چہلکنا جام کا

ساغر بنا جو ہجر مین گردِ ملال کا
شیشہ بہی چاہیی عرقِ انفعال کا

ہوئی کمر تری نہی پہندا جو بال کا
پہنس جاہی مرغ جان دلِ نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہمائی جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پہر منہ دکہا ہی مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہوی روزِ وصل مرادن وصال کا

تصویر کہنیچ چکی تو لکہا حشر زیر پا
مانی ہی جب کہنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہہ بہی اونہی جو سستی لگای ہی
یعنی دہانِ تنگ سی یہہ دہوکا ہو خیال کا

تلوار کی ہی آنچ ہی بتی کی شعلی مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈہال کا

مردی جہی ہین سنکی یہہ ہی طرزِ گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

از بسکہ ہین تری ڈر دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرقِ انفعال کا

ہم سب سی پوچہتی ہین نشانِ دہانِ یار
ہرگز نہین جواب ہماری سوال کا

گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصہ ماضی و حال کا

وحشت مین یادِ جیب لا کر دی ہین پنجہ
ٹکڑی کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکہین مجہی دکہا کی جو دیوانہ کر دیا
پہنا وَ طوق حلقہ چشمِ غزال کا

کہولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلی کوی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سی کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتہ آی اگر تیری ڈہال کا

تو ہمکنار ہو تو نہی یہہ مہِ تمام
آغوش مین ہماری ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیری دانتونکی جانب نگہ مری
تارِ نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی ونکو چاندنی کا تری خیمونکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈہال کا

پونہچا ہین کیا ہی گہات سی دندانِ یار تک
کا ہیدہ ہو کی بنگیا تنکا خلال کا

غنچی چمن مین چٹکی چلی ناز سی نسیم
انداز اوڑا یا سب نی تری بول چال کا

ماہِ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا
شہرہ ہوا بلند جو تیری جمال کا

برسون زمین شعر مین پہونچال ہی ہا
مضمون بندہ گیا جو کبہی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکہ دیکہ کی ہنجائین یا نصیب
لوٹی او گا لدان مزا اوس او گال کا

چمٹا ہی میری زخم پہ ٹپکا یہ ضرور
روغن اگر ملی تجہی قاتل کی ڈہال کا

بر پا ہوا ہی فتنہ محشر جو ای فدیر
کچہہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

اپنی محبوب کا کوچہ رہی مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہی گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثلِ فانوس ہوا پیرہنِ تن اپنا

داغِ دل گل ہین پریشانیِ دل ہی سنبل
ای گلو قابلِ گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چہپا ئین کہ ہوا ہی نہ لگی
شکلِ فانوس ہو اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرای قیامت ہو یہ دشتِ وحشت
کم نہین صورِ سرافیل سی شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسی ہین
صرفِ فانوس ہو پہٹ جای جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سی کم نہین اپنی لیی دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی ہاتہ
غیر کی پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بہلا چاہیی کیا زینتِ تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہنِ تن اپنا

کہینچی تیغ اوسنی کیا مین نی مقابل دلکو
دوست سی اپنی لڑاتا ہون مین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوی پیری مین وہ اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتہ دکہلا کی یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہوگیا دست نگر ابتو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سی مری صورت چشم
بند کر لیتی ہی دیوار بہی روزن اپنا

دیکہنا حسرت دیدار اسی کہتی ہین
پہر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش انین پہیلتی تہی سن سن کی لا پروہ گوش
ابتو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

آج تک نوح کا طوفان اوسی کہتی ہین وزیر
ایک دن ہمنی نچوڑا تہا جو دامن اپنا

مری وحشت سی عالم محفل می ہین وصحرا کا
ٹپک کر می کا قطرہ آبلہ ہو پای مینا کا

ہمین سودا ہی تیری دیکہنی ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کی حلقون مین عالم چشم مینا کا

قد خم گشتہ نی پونہچا دیا ہی سر کو قدمون تک
گل دستار وحشت مین بنا گہٹا کف پا کا

ہوا مستی مین جو اپنا گذر گلشن مین ای ساقی
تری ہی دیکہنی والی تہی پہلی تاک کو تاکا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون بیجا ری جگر آون
پیالہ ہووی حلقہ دیدہ آہوی صحرا کا

گلی سی سرخی پان صورت می جو نظر آئی
ہوا شک سیکشونکو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیری گیسو و عارض کی شیدا کا

صراحی وار گردن دیکہ کر اوسکی یہ جلتا ہی
ہی یک شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا

اوڑا یتین وحشیان ہمنی تو اپنی جیب و دامن کی
اجازت دی جنون نکڑی کہین دامن بہی صحرا کا

بجز بیچہ طوطی آئینہ ہرگز چہوٹی بجرون مین
بڑا مضمون ہی ایچ چشم تر اشکون کی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلوون سی اپنی خار چبہ چبہ کر
برنگ دامن گل اب جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجہی عشق دہان تنگ نی ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بہلا کیا کوہی گل اپنا ہوا اس گلشن مین یا بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سی کوئی خار صحرا کا

لڑائی بی سبب کرنا بہانا کر کی کچہ ملنا
اوٹہاتی ہین مزا وصلت مین نخشن ہائی بیجا کا

ہما ہی صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کہولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی ہی آفتاب اس بزم مین تجہ سی ہی جا خالی
مہ تابان ہی پنبہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت ہی تری زلف یار سی ہی سلسلہ رکہتی
دہوان زنجیر ہی میری چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان سائے
ہماری ہاتہ مین جاتی عصا شیشہ ہوا صہبا کا

پر عنقا ہے سیمین بین اور دہان تنگ عنقا
دہن کی پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا شکل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوس مین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب سے رابطہ ہمسی کیا ہی رنج و راحت نی
کہ گل تو آشنا سر کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجہسی عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین بی دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

وزیر ایسا ہون مین وحشی کہ رون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا

شیفتہ زلف دوتا ہوگیا
خود مین گرفتار بلا ہوگیا

بیٹہی بٹہائی تمہین کیا ہوگیا
اوٹہ کی چلے حشر بپا ہوگیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا
دیکھتی ہی دیکھتے کیسا ہوگیا

ای قدِ خم گشتہ مری مرحبا
ایک تھا کہنی کو دوتا ہوگیا

فرش آئی ہی نہ مین ای جنون
جا ٹلے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمونِ خطِ سبز تھا
تیر و کبوتر بہی ہرا ہوگیا

چھوتے ہی وہ زلف مری ویرہ
تجکو جنون بادِ صبا ہوگیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعدِ مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا

پرتوِ رخسار بنا آفتاب
نقشِ قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سی
بند سی بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دستِ سبو دستِ دعا ہوگیا

لیکی پہنچ کشتی سے ساقیا
اشکون سی طوفان بپا ہوگیا

کہل گئی بس شکوونکی دفتر ہزار
ایک مزا اس جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
سکے جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینونکا تصور بندھا
سامنے پریونکا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنی جو چہرہ کا نمک
زخم کی کہانے کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بہیجا نہ کوئی پڑہ سکا
خط مری قسمت کا لکہا ہوگیا

دولتِ دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بہلا ہوگیا

صفت میں انگشت نما ہو گیا

آنکھوں میں تیری کیا میں سبکبار ہو گیا
نظروں میں ہیں تولنی کی سزاوار ہو گیا

بیٹھو جو زلف کا میں گرفتار ہو گیا
بے جرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جھانک سی بیمار ہو گیا
روزن کو دید کا تری آزار ہو گیا

آنکھیں کرائیں تو نی میں بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا

ہٹتی ہی دید چشم تصور سی ہجر میں
نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا

برسات کی دن آئی تو جگنو نکل پڑی
رویا جو میں تو نالہ شرربار ہو گیا

بیٹھی چھری سی تو نی بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی میں پاؤں ساقی مہوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ میں ہشیار ہو گیا

کرنی لگا ہی شکوہ جور و جفائی یار
دشمن ہماری دوست سی بیزار ہو گیا

ولہ

ابر کیا گھر گھر کی آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کی آتی ہی لفافا کھل گیا

آنکھ سی رومال سر کا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کھل گیا

تم جو بولی ہو گیا ثابت دہن
باتوں ہی باتوں میں عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

بی زبانی باتین سنوانی لگی
گالیون پر منہ تمہارا کہل گیا

تہا قلم بند اپنی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنی لپیٹا کہل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بولی ان مرغوں کا دڑبا کہل گیا

ولہ

نیمچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونی لگا
دیکہہ او قاتل فسان دم ان سر ہونی لگا

حالِ بیتابیِ دل پیش نظر ہونی لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکہہ پر ہونی لگا

سوزِ عشق او نوجوان گرم سفر ہونی لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونی لگا

یار کا نخلِ عداوت بارور ہونی لگا
بڑہ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونی لگا

سختیِ ایام دوڑی آتی ہی پتہر لیے
کیا مرا نخلِ تمنا بارور ہونی لگا

دیکہا و گلچین اسی کہتی ہین فرطِ اتحاد
تو نی توڑی پہول مین بی بال و پر ہونی لگا

ہو چلا پانی سی پتلا روی تابان دیکہکر
آفتاب اک کاسۂ شیرِ سحر ہونی لگا

کیا چمن مین شاد ہون مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بہی چہو گئی بی بال و پر ہونی لگا

ہو گیا بی چین مین دشمن کی بہی فریاد سی
دل نی جب نالہ کیا ٹکڑی جگر ہونی لگا

جرمِ میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلی
ابرِ رحمت سا قبا دامان تر ہونی لگا

لن ترانی کی صدا زنجیرِ در سی آ رہی گی
گرتی گرتی لامکان بندیکا گہر ہونی لگا

آسمان سمجہا جو دیکہا شب ترا قصرِ بلند
چاند کا دہوکا چراغِ بام پر ہونی لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب جو ہی نگر
ہو گئی قید مکان جب بی لمین گہر ہونی لگا

سخت لاغی سی جہرین چنگاریان ہنگام ہجر
سنگ و آہن ملکی پیہ شرر ہونی لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئی
جہانت ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونی لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہتی چمن آرا تجھی
سایی سی ہر ہر قدم پیدا شجر ہونی لگا

کاٹکر سر میری قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑہ کی سر ہونی لگا

زور عریان ہون اگر دیکھی کوئی عریان نہین
لاغری سی پیرہن تار نظر ہونی لگا

بیکہ ای بت کیا دیا اللہ نی نعم البدل
گہر سی باہر تو جو نکلا دل مین گہر ہونی لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تہم گئی
سوکہ کر گرد یتیمی گہر ہونی لگا

وصف کرتا ہی ہمین کسکی طلائی رنگ کا
گلّیان کرنی کی خاطر آب زر ہونی لگا

چشم و ابرو سی اشارے کیسی ای ساقی کئی
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونی لگا

بڑہ گئی یاد دہن کم ہو چلا لفظونکا ذکر
آج کل درس مطوّل مختصر ہونی لگا

جب لگا لکہنی لب جان بخش کی مدحت وزیر
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونی لگا

خط سی پنہان عارض رشک قمر ہونی لگا
رات اب بڑہنی لگی دن مختصر ہونی لگا

کچہ خبر ایسی سنی دل بی خبر ہونی لگا
خط کی پرزی دیکھکر ٹکڑی جگر ہونی لگا

کیا ہی لپٹا ہی مری دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونی لگا

بہر گیا جب خون مجہ بسمل کا تڑپی اسقدر
تیغ سی جوہر جدا مثل شرر ہونی لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سی
ابرو اوٹہ کر تیغ قاتل سی سپر ہونی لگا

چاہیی نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کہدنی لگی تیار گہر ہونی لگا

حسرتا میری پیری کہ اب چلنی کی تیاری ہوی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونی لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن
اک جہان دو حرف سی زیر و زبر ہونی لگا

بڑہتی بڑہتی ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونی لگا

بلبلون نی آنکہ ڈالی ہی رگ گل جانکر
پٹکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونی لگا

دو ہی باتون مین ہوی وہ بی دہن مین بی زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونی لگا

پیار کسکو تیری آنکہون پر بہلا آتا ہی نہین
سرمی کا دنبالہ آغوش نظر ہونی لگا

ہی یہ وان ہر ایک عنصر اپنی مرکز کی طرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونی لگا

خندۂ دندان نما سی دو ہلال آئی نظر
رات مجکو شبہۂ شق القمر ہونی لگا

تجسی لڑکر ہم جو آئی باغ مین اس جنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونی لگا

اب کوی رستا بہٹکتی ہین ہم ای خضر اجل
جادۂ راہ عدم موئی کمر ہونی لگا

کرتی ہین ہر روز گلگشت ریاض کوی یار
جیتی جی فردوس مین اپنا گذر ہونی لگا

تنگنائی دہر نی تاثیر سی تا ثیر کے
روزن دیوار سی کوتاہ گہر ہونی لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونی لگا

ہو گئی تیمور پائی حرص جب توڑا وزیر
ہاتہ اوٹہایا جاہ سی سر پر چنور ہونی لگا

ساقی سی آج نامہ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا
زنار بہ یاد کی بہانہ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا انجام ہوگیا
دو پیالۂ گل بادام ہوگیا

کیا تنگیا بگڑ کے مرا خانہ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہوگیا

شیشہ کہان ہی دل کا جو پتھر او گرتی ہی
مدت سی نذر سختی ایام ہوگیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بہی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچا یا تا یہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

اپنتو رہا ہی ناخن خنجر کی ہاتہ سے
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہوگیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکہونکی عشق مین
بادام گہل کے روغن بادام ہوگیا

ساغر یہ کسنی گردن مینا پہ رکہدیا
طوق گلوی شیشہ خط جام ہوگیا

دکہلا یا جذب عشق نی کیا حسن انقلاب
لکہا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا ہی نقطہ سنا تا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

کرتا ہی مچھلیونکی عوض موتیونکو صید
دہاگا تری خلال کا بہی دام ہوگیا

سچ کہتی ہو کہ مین رگ جان سی قریب ہون
تم روح بنگئی تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین ہی لکہی تو النبی شراب کی
ابجد مری سبق کو خط جام ہوگیا

کب ہین حریص بحر توکل کی آشنا
موتی کا ایک قطرہ ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتہ خالی آیا وہ صیاد روسیہ
تجہ ایسا تار اشک بڑہا دام ہوگیا

سمجھا اشارہ آنکہ کا زاہد ہون سر تا پا
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوی آپ ہی ذہن / گر اس نگین کی ساتہ مرا نام ہوگیا

راہِ خدا مین ترک تعلق نہو سکا / درکار اب بہی جامۂ احرام ہوگیا

کیا جلد آیا ہجر مین دون نقدِ جان وزیر
پیکِ اجل تو قابل انعام ہوگیا

سودا ہی عشقِ بادۂ گلفام ہوگیا / گردن مین طوق عکسِ خطِ جام ہوگیا

موقوف دورِ گردشِ ایام ہوگیا / روزِ سیاہ زلفِ سیہ شام ہوگیا

راحت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار / آرامِ دل بنا تو دل آرام ہوگیا

مژگان پہ آگئی ہین مگر اشکہای گرم / خسخانہ چشمِ ترکا جو حمام ہوگیا

ساقی نی دی شراب تو کوتاہی اسنی کی / شکلِ دہانِ شیشہ لبِ جام ہوگیا

طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کی / مین اوسکو پوچتا ہون جو بت نام ہوگیا

آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغِ دل ہوا / دانی نی کی جو نشو و نما دام ہوگیا

صیاد اوڑسکی گانہ اب عندلیب حسن / خط بہول سی عذار پہ گلدام ہوگیا

دردِ فراق نی ہمین مارا تو کہتی ہین / کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا

رتبہ بڑہا ہی آپکی قصرِ بلند کا / جہک کر فلک کلاہ سرِ بام ہوگیا

ہذیان تپِ فراق سی بکنی لگا رقیب / نکلا مرا بخار اوسی سرسام ہوگیا

دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین / مچہلی کو موجِ آب مگر دام ہوگیا

ای روح دیکہ صنعتِ پروردگار کو / مشتِ غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی گزک جو مستونکی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین مے آشام ہوگیا

اوسنے گل نے منہ لگایا تو بوسی کی واسطی
شکلِ دہانِ غنچہ لبِ جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکی چلی سوی کعبہ ہم
اک گرد پوشِ جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل سی ترا وہ دور ہین بیٹھی ہین گو قریب
جور و بر و سخن ہوا پیغام ہوگیا

ونکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوان ہوی امید دید قطع
تارِ نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شرابِ دو آتشہ
کیا جانی کون ساقیِ گلفام ہوگیا

سیکھ آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تجھ
اک دل جو چار ہوگئی اندام ہوگیا

یا شاہِ انبیا تری در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا

کہتین گنتا ہی یہ بیت دانِ بلا
مدد ای خضرِ بیابانِ بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہے
ہی مہیا سر و سامانِ بلا

مرگیا گیسوِ پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدیِ زندانِ بلا

ہار پھولون کی ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستانِ بلا

جو لی بکھرا کی وہ زلفین اپنے
ہم ہوی سلسلہ جنبانِ بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای بیم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفانِ بلا

کان سے کے یو تری زلفون مین نہین — ہی چراغ تہِ دامانِ بلا

گرمیِ رخ سی عرق ریز ہی لف — ہی گہربار یہ نیسانِ بلا

دل مری سینی مین ہی محوِ مژہ — ہی سپہی شبیر نیستانِ بلا

وله

گردش مین ہی داغِ دلِ بیتاب کا پہاہا — گرداب کستا بنا چشمۂ سیماب کا پہاہا

چہٹ جاتا ہی زخمِ دلِ بیتاب کا پہاہا — رکہتا ہی اثرات کو شہرخاب کا پہاہا

تابندہ ہی داغِ دلِ بیتاب کا پہاہا — ہمتاب ہی خورشیدِ جہانتاب کا پہاہا

بیتاب ہی داغِ دل بیتاب کا پہاہا — اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا پہاہا

چکر مین ہی زخمِ دلِ بیتاب کا پہاہا — کیا رکہ دیا جرّاح نی گرداب کا پہاہا

خورشیدِ جہان سوزِ قیامت نکل آیا — لوہٹ گیا داغِ دلِ بیتاب کا پہاہا

گلکاریان کی ہین یہ زرِ داغِ جنون نے — پہولام کا پہاہا ہی نہ کمخواب کا پہاہا

پرتو تری عارض کا چمن مین دمِ گلگشت — ہی داغِ دلِ لالۂ شاداب کا پہاہا

قاتل کی صفت کرتی ہین کی دہنِ زخم — کچہ مہرِ خموشی نہین تیزاب کا پہاہا

او چرخِ ستمگر ہی بڑا داغِ جدائی — چہوٹا ہی بہت چادرِ مہتاب کا پہاہا

پہوڑی کی طرح پہوٹ بہین اور بہی آنکہین — رومال ہوا ہی نہین تیزاب کا پہاہا

ساقی تو مری زخم کی انگور پہ رکہدی — اس پنبۂ مینا کی میِ ناب کا پہاہا

وہ زخم لگا ہی کہ دکہائی نہین دیتا — درکار ہوا مرہمِ نایاب کا پہاہا

چارہ آنکھین ہوتین زخمِ جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشیدِ قیامت ہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہوا داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبانِ سحر مین
جب ہٹ گیا داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہ کی چمک داغِ جگر پر
مہتاب ہی گیا کرمکِ شب تاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نی درِ زخمِ جگر کو
جراح نی رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان ہی چراغِ شبِ ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

اوتری جو مری زخم سی بولی اوڑی بلبل
ہم رنگ ہی برگِ گلِ شاداب کا پھاہا

قطعہ

دیکھا تھا یہ خواب وسکی نگہ نی کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوِ پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالعِ بیدار سلادی
پھر زخم لگی پھر وہ ملی خواب کا پھاہا

گلچین کو اونکی دلِ مجروح پہ رکھدو
خورشید نی بھیجا ہی مجھی مہتاب کا پھاہا

ہر روزنِ در زخم ہوا تیغِ نگہ سی
اب جھانک کی رکھ دیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہرِ شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کی کوچی مین ہی نقشِ قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سی تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلبِ بوسۂ لب مین
رکھدی کوئی برگِ گلِ عناب کا پھاہا

زخمِ دلِ وحشی پہ گریبان کی طرح سی
سو ٹکڑی ہوا رکھتی ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل تری مجروح کی نیند اوڑادی
پردا تھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پہنچی اگر سینۂ گردون پہ ترا تیر
سیارہ ہو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آئینہ ہو وزیر اوسکو نظر نہ ہم دل زار
بنجائی اگر آنکہ ہی تیزاب کا پہاہا

جو مسلح ہی وہ ترک جنگجو آیا
بڑہا یہ تیغ کا پاسنے کہ تا گلو آیا

بیان ابروِ قاتل سی منہ پہ کہانی تیغ
جو بیٹہ پیچھی کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری ہی کہ خونبار رہی
جو اشک تھم گئی تو آنکہ سی لہو آیا

نمازِ شکر پڑہی کعبی کو سلام کیا
جو حکم سجدیکا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اوسنی کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مری سینی مین مثلِ دل شیشی
تمہاری محتسبو ہاتہ کب نہ کدو آیا

وہ حال پوچھتی ہین مین خموش ہون مرزعم
زبان بند ہی وقتِ گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سی ملگئی تقدیر
کبھی جو لب پہ مری حرفِ آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھی چاند دہوپ مین نکلا
جو زرد کپڑی پہنکر وہ ماہرو آیا

پلا کی شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیلِ خضابِ اجل ہی سفید مو آیا

غضب سی قتل کیا جو پہیلائی اپنی پیار سی ہاتہ
خدنگ جانبِ آغوشِ آرزو آیا

جفا مین کیسی وفاؤنکی ذکر پر بگڑی
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بی احتیاج عالی قدر
کہ چاکِ جیبِ سحر کب پی رفو آیا

ہوئی درختون مین گلبرگ سارہی تپی سبز
چمن مین جب وہ گلستانِ رنگ و بو آیا

سفید ضعف سی کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رختشو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخِ قیامت نما
سحر کو آشفتہ حشر روبرو آیا

نہ تہی شراب کہ پیدا ہوا مرادِ دلِ مست
پیالہ ہی نہ بنا تہا کہ یہ سبو آیا

خدای جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
مسیحای روح ہماری بدن مین تو آیا

جلایا طور کو جسنی وہی گری بجلی
کدہر سی شعلۂ آوازِ گفتگو آیا

دی ہین چرخ نی چکر کہ جیسی خم تہا ہی
تماشا دیکھنی میرا وہ ماہ رو آیا

نہ مجھکو ہاتہ مین دل لو مرا پہر آنکہ دکہاتو
مزا نہین ہی اگر جام بی سبو آیا

نہای خون مین ہم ہاتہ جان سی دہوئی
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

برہمنو جو ابہی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا درِ بتخانہ قبلہ رو آیا

خط سیہ سی کانٹون کا اک ڈہیر ہو گیا
غمزہ نکہیچی سیبِ ذقن بیر ہو گیا

وہ چشم مجھکو مارکی خونخوار بن گئی
آہو شکار کرکی مجہی شیر ہو گیا

زلفون نی دلکو چہیر لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑی یہ اندہیر ہو گیا

برہ جامی کی جفا سی ہوا نوجوان وہ طفل
یہ نیمچہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا

نہ کر جو آستین سی پونہچا ہی کوس تک
ای اشک کوس بہر کا تجہی پہیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کی جو مژگان پہ تہم رہی
دریا کناری موتیون کا ڈہیر ہو گیا

جہک کر ملی جو سب سی تو [illegible] جہان
قدکو جو خم کیا جسنی شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش پس خموش رہ
مجہ بینوا فقیر کا یان ڈہیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا
آغا تجہی کو لکہنوا جمیر ہو گیا

کب دیا انگوری شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دہوکی کی ٹٹی داربست تاک کا

ظلم ابہی تو دیکہنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشہ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہنّا ململجی پوشاک کا
ہو گیا ڈہیلا ضعف سی اوتری جامہ چاک کا

دور ہو دل سی الم اس ململجی پوشاک کا
خوب پہبتا ہی سفیدا ای ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشہ انگور سی ٹپکی شراب
چاہیی بوتل بنی سایہ ہمت گر تاک کا

آب خجلت مین نہائی دیکھکر تجھکو حسین
ہاتہ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جامہ می نکلا تو اوس مہ کی لیے
بنگیا سورج مکہی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتہ آئی تو کر دیجیی ترک لباس
عیب پوشی سی کہین بہتر ہی کم پوشاک کا

کون ساقی ہی می غم سی جو ہوتا ہی سرور
ہاتہ مین کس کی ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سی ہنسکر جہکایا یار نی خجلت سی سر
زہر خندہ نی اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سی لپٹ کر ہمنی وہ فریاد کی
ہو گیا ٹکری گریبان حلقہ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھی وان کس طرح ٹہہریگا تنکا ناک کا

پوچہین گی راہ وحشی کوچہ زنجیر کے
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بی تحریک روح
پاؤن بن راکب کی چلتا ہی یہ مرکب خاک کا

زہر کہاتین گل چمن مین خیال باغبان دیکھکر
داغ مین لالی کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

ای وزیر اوسکا دہن ہی چشمہ آب حیات
موج آب زندگی نام ہی مسواک کا

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان وہ سہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگا یا غوطہ جو اوس مہروش نی دریا مین
تو لوگ کہنی لگی آفتاب ڈوب گیا

بڑہا یہ بارش ابر مژہ سی سیل سرشک
کہ خیمہ فلک بی طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نی یہ گرمی کی
کہ مین پسینی مین اب ای حباب ڈوب گیا

چہپایا جام جو ساقی نی گرمی کی شک
ستاری آی نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹہانا نہین اچہا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچہا

وحشی ہون تصویر ہی لی آہ بیابان
مانی سی کہو پاون بنانا نہین اچہا

آمادہ نہین پہر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچہا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوی
تم نیک سہی سار ازمانا نہین اچہا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجہی جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابہی جانی کا ہی اشتیاق
گر کری زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کی میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

چلا ہون دامن صحرا سی بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کی زیر پر پیدا

ولہ

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جائیگا
سنگ بھی قالب تہی کر کی سبو ہو جائیگا

وحشیون کی زخم کا جراح کیا جانی علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جائیگا

ولہ

حسن یوسف سی فزون ہی رسول اللہ کا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا

ولہ

خون میرا دیکھتی ہی سہم کر قاتل گرا
پیشتر گرنی سی اوسکی کیون نہین بسمل گرا

ولہ

چھپ گیا دوستی کی پردی مین
دشمن جان نی کیا حجاب کیا

جا لگی گور کی کنارے ہم
کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے
دھوان سا آج جو بلبل کی آشیان سی اوٹھا

ردیف بای موحدہ

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجھے [illegible] جواب

باتین سنوائین لب خاموش نی
ورنہ ہم دیتی اوسی کیا کیا جواب

بی نشان ہی وہ کمر مشکل ہی بن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بھیجا نامی کی عوض
وان سی بھی آیا ہی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سی ملتا مجھے اسکا جواب

تم جو کچھ کہتی زبان تیغ سے
مین دہان زخم سی دیتا جواب

آج مجھ سی بات اگر کرتی نہین
دینگی یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بی کہین وہ ہی تو مین ہون بیزبان
یار کی صورت ہون مین بہی لاجواب

کہی اک مصرع سو تو رہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدہی کی جو تہا نہ کو قسم
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑہا جواب

کیجیی کیا بات اس کج طبع سی
دیگا چرخ واژگون الٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چہوڑ کر
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکی کچہ آیا جواب

سنکی باتین میری حاسد چپ ہی
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

آتی ہو ہم پہ کہ تنگی صیاد دیا نصیب
بہولی ہو ونکو یون ہین کیا یاد دیا نصیب

کتنی اسیر ذبح ہوی کتنی چہٹ گئی
ہمسی ہا تغافل صیاد دیا نصیب

تصویر ہی نہ کہینچی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد دیا نصیب

تنہا ہین چمن مین ہمتو کسی سرو کی بغیر
دیکہین وصال قمری و شمشاد دیا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجہی خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیی لب فریاد دیا نصیب

ایذا ہین وقت ذبح بہی کیا کیا نہین ہمین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد دیا نصیب

سمجہا جو تجکو کہتی ہین حسرت سی خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد دیا نصیب

باقی رہا تہا جیب سو ٹکڑی اوڑادیا
دست جنون نی خوب کی امداد دیا نصیب

تا مرتی دم بہی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہی بند آنکہون کو جلا دیا نصیب

دل یار سی لگاتی ہی نظرون سی گر گئی
کیا اپنی عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب

بہولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین
پر اوسکو اک ہمین نہ ہی یاد یا نصیب

واقف کیطرح ہجر مین تڑپی نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

کسکی شمع رخ سی ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچہ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کہون مین انکو کسیجا ملوگی تو کہی
ہی وہ نادان شبکو جو پوچہی سراغ آفتاب

شمع روی یار سی اوٹہی جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجہہ جاتی چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سی لیتا ہون مدام
ساغر مہ رات کو دن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سی فرا دکہلا دی عارض کی چمک
یہ وہ شب ہی جسمین ہی روشن چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل پرداغ کی وہ رشک مہر
ہی بجا کہیی اگر آپ اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح
قد ہی شمع ماہتاب [illegible] چراغ آفتاب

خط کی نبی ہی نکل آئی ہین یون رخسار صاف
ہو گہن کی قید سی جیسی فراغ آفتاب

آسمان کو بہی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کی داغون کی طرح روشن ہی داغ آفتاب

کر دیگا دید سی قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کری ہی عزم سفر خواب
مری آنکہون سی لی پائی نظر خواب

ردیف پای فارسی

چھپت جو اتری گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتھ مرا بیری آستین کا سانپ

چمن میں دیکھ کی زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہوگیا ریحان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالی کری کہاں وہ زلف
صدای نی کی طرف آی ہو کہیں کا سانپ

گری گی پرورش صفحۂ عارض یار
پئی گا شیر سحر میری سینہ جبین کا سانپ

نہیں ہی روی عرقناک پر وہ شکین زلف
یہ اوس چاٹنی نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف میں رو کر جو اشک پونچھی ہیں
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری آئنہ رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب میں رہنی لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہو سکا دیکھ کی میں چین زلف میں دل گوش
اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف تمہارا آئی گا
ابھی ہی کیچلی میں جعد عنبرین کا سانپ

دبا کی ہونٹون میں گیسو کو ناز سی بولی
بجا ہی شیر پہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنس کی نہیں [illegible] کا گل
تو موج خندۂ لب ہو گئی نہین کا سانپ

اوٹھا کی اب گل عارض سی زلف ہاتھ میں لی
چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسوی انکار بڑھ کی غنچی ہا ہو
طلسم حسن بنا دی نہیں نہیں کا سانپ

وزیر تیسی بھی صحبت سی بھی ہوتی ہیں نیک
قسم سی کاٹی نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہیں حسن میں شمس و قمر سی آپ
آئینہ لیکی دیکھیی میری نظر سی آپ

ردیف تای فوقانی

دیکھین گر سرو قدّ یار درخت | گرین قدمون پہ سایہ وار درخت
سنگ کہاتی ہین بار بار درخت | اپنی پہل سی ہین زیر بار درخت
کب ہین مانند قدِ یار درخت | ہین شگوفون سی داغدار درخت
عشق پیچان کی طرح لپٹون مین | دیکھون گر مثل قدِ یار درخت
داغ کہاکر نہ ہم نی پہل پایا | گل کہلا کر نہ لا یا بار درخت
زلفِ مشکین کو کہولدی او سرو | تاکہون ہی یہ مشکبار درخت
وہ شجر ہی تری نگینی مین | سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت
وہ غمین ہون کہ بعدِ مرگ بنے | نخلِ ماتم سرِ مزار درخت
پہل جو ہی مجکو پہل ہی برچہے کا | ہجر مین ہین سنانِ دار درخت
کیون یہ پتہر لگاتی ہین لڑکے | ای جنون کیا ہون بار دار درخت
سرو صدقی مین ہوگیا آزاد | دیکہین ابکی ہون نثار درخت
چشمِ بد دور آنکہین ہین بادام | ہی قدِ یار میوہ دار درخت
نخلِ شعلہ ہو پہول انگاری | جلین دیکہین جو قدِ یار درخت

ولہ

زبان کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت | ہجومِ بوسۂ لب نی نہ دی اک بات کی فرصت
قدِ آدم تری تعظیم کرتی اوڑکی خاک تا | پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

تھی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی — فلک نی خاک چھنوائی نہ مری سر پہ بھی فرصت

ہوا ہی کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین — نہیں دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت

نہیں ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا — ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

ولہ

تنگی دہن سی ہی اٹکتی بات — چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑے بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی — لب تک آکر پھسل پڑے بات

مطلب پر اگر زبان دو تم — ہو منہ سی ابھی نکل کھڑے بات

دل شیشہ ہر ساعت اپنا بن جای — ساقی نکری جو وہ گھڑے بات

ہیں پیٹ کی ہلکی وہ صدف سان — موتی کی طرح نکل پڑے بات

ولہ

قصد لی اپنی ہی زاہد کسکو سودای بہشت — ہم برنگ باغ دیتی ہین جو ہاتہ آی بہشت

ولہ

جاون دوزخ کو نہ کیون [illegible] بان بہشت — کچھ جہنم کا نہیں ہالک ہی رضوان بہشت

ردیف ثای مثلثہ

بھولے تم حرف وفا کیا باعث — ہای خط بھی نہ لکھا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث — ہوی ہمسی یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو بتو قتل کیا — کرتی ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سی بھی قریب — کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی / سر مرا پھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپونہچا / وان سی قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے / دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا / داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھایا اوسے کچھ غیرون نی / خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھی ننگ ہی عار / اوٹھ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئی ہنستی مین کیا دانت اوسکی / گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے / پھر مین نظرون سی گرا کیا باعث

ایجنون دشت مین کانٹون نی مجھی / پاؤن پڑ پڑ کی رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسی گا نظرون مین / سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب گئی نالی زمین کانپ اوٹھی / آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

ردیف جیم عربی

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج / کہ خون آلودہ ہی ای اشک تو آج

ہوئی قاتل سی بیڈھب گفتگو آج / کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور / خدا رکھی ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کی خوش ہی / ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین / لیا کیون نام قاتل بی وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردائی قیامت
دکھا دی دو قدم بس چلکی تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہای
ہوی قاتل سی قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کی جانی سی پہلی
اجل نی کہلی ہماری آبرو آج

گلی کاٹی ہی ہزارون عاشقون نی
ہوی نادم وہ کہا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجسی
بر آئی دشمنون کی آرزو آج

پہونچ جائی مرا سر پای خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سی
خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجہی دیکہا ہوی گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نی ابرو کو دکہایا
نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاون سی کس گل نی روندا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سی پوچہا تو ہوتا
زیادہ گل سی ہی درد گلو آج

نہ دیکہو نگا جو فردائی قیامت
دکہاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

تری کوچی کی شاید راہ بہولے
صبا پہرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسی ای بیخودی کل ڈہونڈہ لین گی
پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسی ہو کیون خاموش بیٹھی
ہوی موقوف کس سی گفتگو آج

دل اوٹہاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج
نشاء ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مری رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون وشب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلی سی لپٹا
ایجنون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیگا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین ہوا خوان چمن باغ کی دیوارون پہ
لی اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئی وصل کی ٹھہری گی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کی تو آنی کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر جسم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہوا قبضہ تری تلوار کا آج

ردیف حای مہملہ

زندہ در گور ابتو ہی بی تیری او آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا تری آنی سی ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزی سی جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹھی ہی پی آتی چلی ہی تو بس خوش کام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینی مین
ہی عیان تیری لطافت سے ہم سی آئندام روح

عنبر ساعد جسکو کہتی ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک نی لگی
چار جوہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

رشتی کا آزار ہوگا گر اسیر کا ہی فوق
جسم بلی بکر لیگا ای صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیون پھیلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہوگئی ہی آب جسپر تو نی لگائی دل پہ تیغ
دیکھ اوسفاک پھیرا اپنا یہ جام روح

جسم سے نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک
بے لباسی بن گئی ہے جامۂ احرام روح

دم ہی دم مین نوجوانی رنگ پیری لائے گی
اے جہان جسم اک دن صبح ہوگی شام روح

تیری ہستی کی یہی جان نے کیا قالب تہی
ہے برنگ سایہ باہر جسم سے اندام روح

جو نہین ہے جان پر کردون اشارون سے بیان
بے دہن سے بے زبان ہو کر کہون پیغام روح

تو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
گر پڑا تلوار کی پانی سے قصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دے سکھیے
موج بوئے گل ہوئی ہین باغ مین گلدام روح

سوز غم سے آب و خاک و باد ہین آتش مزاج
چار عنصر کا بنا چومکھہ چراغ خام روح

طائر جان ضعف سے غم رشتہ بر پا ہو گیا
جسم فرط لاغری سے بن گیا ہے دام روح

جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانی کی راہ
ابتو ششدر رہی سراتی ہیدر وہی بام روح

کو ہے تو جان جہان مہمان سرائے دل مین ہے
دمبدم پہنچاتی ہین پیک نفس پیغام روح

ہے بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بناؤ
پیچ و تاب روح ہے گیسوئے عنبر فام روح

صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا
کیون یہ اے گردش سبکروحی بنایا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پروازیان
پا بگل ہے جسم خاکی سے اوٹھے کیا کام روح

مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹ کر کہتے ہین
اے وزیر اب تو نہین درد جگر آلام روح

پھر گئی تیری جو چشم مست او آرام روح
جام سان گردش مین ہے اب گجت نافرجام

پھر غم فرقت ہوا ہے باعث آلام روح
بیقراری دل کی پھر کہونی لگی آرام روح

ظاہر اس سی زیادہ کیا ہی لطفِ باطنی
نقدِ دل دیکر کہون قاصد یہ ہی انعامِ روح

خوب رویونکو ضرر پونہچا سکی کیا انقلاب
جو ہو جاتی جو لکہی کوی اولٹا نامِ روح

آج سی روح الامین تجکو کہون پیغامبر
میری روح اللہ تک پونہچا دیا پیغامِ روح

اوس بتِ کافر کو بیتابی مین کیا کیا کچہ لکہا
دین و ایمان اجیت و دل جان جان آرامِ روح

کیا مکانِ جسم ہی اپنی مکین کا شیفتہ
پہر رہا ہی ساتہ قصرِ لی و روبی بامِ روح

ایسی ہم قاتل پہ مرتی ہین کہ بی تائیدِ دست
کہینچ لیتا ہی نیامِ جسم سی صمصامِ روح

شیشۂ تن سی پری آتی نظر ہی کی طرح
دخترِ رز ہو گیا مشہور ساقی نامِ روح

لو خدا حافظ کہ آ پونہچا ہی عشقِ کفر زا
بہاگ جاتی دل بغل مین داب کر اسلامِ روح

کیون غضب مین آگئی ہر دم کہتی ہو قبضی ہاتہ
لو نکل آئی نیامِ جسم سی صمصامِ روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسینِ سبزہ رنگ
خضر آبِ زندگانی سی بہری گی جامِ روح

جسنکی اسمِ جو ربی بچی ہوی مرنی لگی
اولٹی سیفی بنکی نکلا منہ سی اولٹا نامِ روح

تہی مسیرِ عرش یا اب ہی اسیرِ مشتِ خاک
واہ کیا آغاز تہا اور کیا ہوا انجامِ روح

پنبۂ گوشِ جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
قامتِ پر خم دہن بنکر کہی پیغامِ روح

کہنچ سکا نقشہ نہ جب جسمِ لطیفِ یار کا
کاغذِ تصویر پر مانی نی لکہا نامِ روح

الامان ای رعشِ پیری ای جوانی الغیاث
پڑ گیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹہا اندامِ روح

چار دیوارِ عناصر گر پڑی تڑپی یہ ہم
رفتہ رفتہ بنگیا جیرا قصرِ خامِ روح

جان کی کسکو خبر دل ہی نہین ہی ای روح
ہو گیا گم وہ نگین جسم کہدا تہا نامِ روح

ردیف خای معجمہ

کہ خط لہو سے ہے کیا پیکرِ شہیدان سرخ
ہر استخوان ہے ہے مانند شاخِ مرجان سرخ

عذار و گیسوی مشکین و لعلِ لب دیکھو
حلب سفید ختن ہے سیہ بدخشان سرخ

ہوں ہجر میں بسبب جو یادِ عذار رنگین میں
قبای گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

ردیف دال مہملہ

بے سبب شمع کا ہے گل نہیں اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے یہ ساعدِ گلفام سفید

ہے ہر چند نہیں زلفِ سیہ فام سفید
ہے مگر موی کمر ای بتِ خودکام سفید

ہجر میں رونے سے ہے اب دیدۂ ناکام سفید
جوشِ باران سے ہوا ابرِ سیہ فام سفید

کس خرابی سے ہے آہ عشق بسر کی ہے ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا میں ہوں وہ میکش کہ مری محفل میں
سبز مینا ہے فلک ماہ ہے اک جام سفید

زلف و رخسارِ صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہے رخِ اسلام سفید

چشمِ میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئی بادام سفید

میکشی جام سے وہ جی سے کرتا ہوں مدام
صبح ہے زرد پیالہ تو سرِ شام سفید

ہجر میں حلقۂ ماتم ہے مجھے حلقۂ بزم
نظر آتی ہیں سیہ مجکو در و بام سفید

جلوہ گر یوں ہے عرق سرمے کی دنبالے پہ
شاخِ بادام میں جیسے گلِ بادام سفید

رتبہ بر روشنی رخ کی ہے گو صبح سیاہ
پیشِ تاریکی گیسوی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوئی صبح بس اے غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوئی موی سیہ فام سفید

دون جو تشبیہ نہیں آنکھوں میں جو بی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

ہدا اگر نیک سی پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

منہ تو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سی بر وی سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ ہو سی ہو اگر دام سفید

کچہ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سی
ہون نہ پیری مین اگر موی سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی ازروزون مین
نکہین سرخی ہی تو ہو جای مرا نام سفید

چشم مخمور صنم دیکہی تو روتی یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

دہن کی طرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکری آہی تا زبان فریاد

فلک سی گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہونچ گئی ہی کہان سی مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلی جو تیر تو کرتی لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملی انیس مجہی
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیف قتن پہ طوطی خط
ثمر بچانی کو کرتی ہین باغبان فریاد

گئی زمین سی فلک تک فلک سی عرش تلک
پہری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکہای یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بیدہن کری باتین مین بیزبان فریاد

چہپا ہی گیسوی مشکین مین رخ کرون نالی
ہوی ہی رات کری کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکی کوچہ کاکل مین دل ہی مین نالان
تمام رات کری جیسی پاسبان فریاد

جہان ہین شور ہی پہٹتی ہین کان کی پردی ‌‌‌‌ ابہی تو آہی ہی سینی سے تا زبان فریاد
فغان وہ سنکی مری ہنستی ہنستی لوٹ گئی ‌‌‌‌ نکل کی منہ سی بنی شاخ زعفران فریاد
نہو وہ گل تو دل داغدار نالان ہو ‌‌‌‌ کری ہرای گلستان یہ بوستان فریاد
ہوا وہ نہین دم رخصت جو رنج تنہائی ‌‌‌‌ تو میری ساتہ کبہی درد و غم فغان فریاد
ہلا قسم تجہی لفنون کی دو پہر تو ہو چپ ‌‌‌‌ کہ آدہی رات سی کرتی ہین پاسبان فریاد
تمہاری تیغ نی کیا کیا زبان ہی رازی کی ‌‌‌‌ نکیون کرین وہ ہین زخم کشتگان فریاد
لہو پیین گی نہ جب تک مرا جہی گی پیاس ‌‌‌‌ کرین گین یار کی بالی کی مچہلیان فریاد
دکہای گا نہ کبہی آب تیغ وہ ظالم ‌‌‌‌ کیا کرین مری بازو کی مچہلیان فریاد
جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردی ‌‌‌‌ برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد
جو آتش گل تر سی ستی ہوی بلبل ‌‌‌‌ کری گا صورت ناقوس آشیان فریاد
خموش نی کی طرح ہون ہین دوری لب سے ‌‌‌‌ جو منہ لگاؤ تو سن لو مری فغان فریاد
نہ رات دن تجہی وہ دیکہین تو پہر جلا جل سان ‌‌‌‌ کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد
کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا ‌‌‌‌ زبان تک آ کی ہوی زیر لب نہان فریاد
برنگ نی ہوی وزن جو خار چبہ چبہ کر ‌‌‌‌ کرین گی اب مری پاؤن کی انگلیان فریاد
اداسی میری نہین انگلیان وہ چٹکاتی ‌‌‌‌ یہ اونکی ہاتہ سی کرتی ہین انگلیان فریاد
ٹہہر کی آتی ہی ہر استخوان پہلو پر ‌‌‌‌ ہوی ہی ضعف سی محتاج نردبان فریاد

وزیر نالی صدائی شکست رنگ سی کر
وہ بی دہن ہی کہ اب تو ہی بی زبان فریاد

ہماری ساتھ کری کیا نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہی گنبد مین تو اماں فریاد

ملک ہوں گرم فغاں ہو پہنچی گروہان فریاد
سن او فلک کرین تیری فرشتہ خان فریاد

میانِ ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح ہی دو لب کی درمیان فریاد

شمال نی ہوی سوراخ ناوکِ غم سی
تمام جسم کی کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنی اور سرو ساقد
کہ نالی بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

تمہاہی آی سگِ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشتِ استخوان فریاد

کوی ہی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگیں بہت کی یہان وہان فریاد

تمہاری دلمین خدا جانی ہو اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کبھی فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھی ہلالِ ابروِ یار
کری زبانِ مہ نو سی آسمان فریاد

چمن مین غنچی چٹک کر جو پھول بنتی ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسنِ گلرخان فریاد

تری جلی ہی کب سوزِ غم سی نالان ہون
کبابِ خام کری آگ پر فغان فریاد

زبان تک آنہین سکتا ہی ایک حرفِ خوشی
ہوی ہی اپنی در لب پہ پاسبان فریاد

شبِ وصال کی ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سی مرغِ سحر یہان فریاد

جو رو دون دیدہ روزن سی و دین دیوارین
کری فغان پہ لبِ بام سی مکان فریاد

ہی میری قہقہی کی ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدای خندہ سی ہنتی ہی تو اماں فریاد

زمین پہ ہی دمِ رقص اونکی گھنگرو ونکی صدا
کتاری کرتی ہین بالای آسمان فریاد

کہتا اگر مری اس دود آہ کی چھائی کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد
عدو جو لاش پہ آئی نہ رنج ہو پس مرگ چراغ مردہ کری آپ سی کہان فریاد
مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل کہین جلون کہین کرتا پہرون فغان فریاد
چہپی ہی کان کی پردی مین سہم کی ماری جو بی اثر کبہی آئی ہی تا زبان فریاد
خیال لف رخ آتشین مین نالان ہون عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دہوان فریاد
کہین جو شی سی فریاد ہی غم مرا مشتاق ہنسی سی پیشتر آتی ہی تا زبان فریاد
جفا مین اونکی بیان کیجیی وفاؤن کی ساتہ ہنسی ہی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد
صدای پاسنی اوس سرو کی جو وقت خرام گمان ہوا مجہی کرتی ہین قمریان فریاد
بس اک گہڑی مین بنا دیجیی ہین گہڑیال وہ کیجی آہ کرین ساتون آسمان فریاد
برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا لبون پر آئی جو یاد مسی مین یان فریاد
فزون ہی نالون کی باعث سی قیمت بلبل زیادہ کیون نکری قدر عاشقان فریاد
نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندہ گل ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد
بگوش دل سنی بلبل تو دم پہڑک جائی ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد
سنا ہی کرتی ہین وہ درد گوش کا شکوہ پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد
تری خیال گلستان رخ مین ہم او طفل چمن مین کرتی ہین پڑہ پڑہ کی بوستان فریاد
پہٹی ہین کان کی پردی جو دم آیا ہونٹون پر وبال گوش ہی نالہ بلای جان فریاد
زبان پہ آتی ہی اپنی صدا برنگ نفس ہوئی ہی بزم ہدن مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قدمین ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیرِ عاشقان فریاد

رکوع الفت ابرومین ہی خمِ قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

ولہ

خط نہ شبگون ہی مثلِ صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسمِ حسن سی ہو جبین سیہ دریا سفید

ناتوانی سی ہلی ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جای گا بہر کربلا آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گوری گوری ہاتہ سی
ہو گیا چونی کی صورت پان مین کتہا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشائی سی ہی آنکہ سرخ اور تل سیہ مکہرا سفید

گوری گوری انہی کانون کو اگر چہو لیجیے
ہو حنائی ہاتہ بہی مثلِ یدِ بیضا سفید

گوش زد ہو جای گر وہ شہرۂ حسنِ صبیح
ہو بیاضِ چشم سان مژگان کا پردا سفید

تیری پیشانی سی او مہ رو عرق ٹپکا نہین
آسمانِ حسن سی ٹوٹا کوی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئی تو بہی ای صبحِ وصال
ہو گیا مین ہیرا اور زلفِ شبِ یلدا سفید

تیرہ بختون کو نہو کچہہ فائدہ منعم سی بہی
جسم اگر چاندی کا بتّر ہو نہو سایا سفید

رنگ بدلی تہا جو خط مین ضعف و خط و نقشِ رخ
ہو گیا اکثر کبوتر بہی ہرا نیلا سفید

نازکی سی خاک پر گر کی ہوا ہی سیہ کبود
ورنہ تہا مہتاب سی بہی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کی ہو جاتی ہین کالی ہرن
تو اگر آنکہین دکہاتی ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چہوی یار بن غیرِ روسیہ
آستین کی طرح اوسکا ہاتہ ہو سارا سفید

پر روش منظور ہی آنکہو ن طفلِ اشک کی
شیر بنجاتی لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

ہو گئیں زلفیں سفید اب ناز بیجا چھوڑ دی
صورتِ کافور عنبر ہو گیا سارا سفید

میکشی منظور ہی اب اک گل عنائی ساتھ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ می شیشا سفید

تار بستر ہو گیا ہی میرا تنِ لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دہاگا سفید

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خطِ سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گردِ قمر ہالا سفید

ضعف سی اپنا تنِ لاغر ہوا ایسا سفید
بسترِ غم پر پڑا ہی ایک مُو گویا سفید

تم جو کہتی ہو نہ ہوگا خطِ سبز اپنا سفید
واہ سچ کہتی کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالہ ماہِ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہی اوس مہرو کا نقشِ پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکلِ مرجان سرخ موتی پرتوِ لب سی ہوا
مثلِ گوہر عکسِ دندان سی ہوا مونگا سفید

چشمِ اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتی ہین
کیون نہیا دون تیری طفلِ اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سی پونچھی لگ گیا ملبوسِ خاص
برہنہ تہا طفلِ اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسی ہین گل جنکی آگی ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکی آگی ہی سرما سفید

آگئی صبحِ اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہو گئیں آنکہیں برنگِ پنبۂ مینا سفید

روبروِ علی کی ادنی کو نہین جچتا فروغ
مہر کی آگی ہی جیسے اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثلِ قبائی گل بدن کی رنگ سی
پہنی شبنم کا اگر وہ رشکِ گل کرتا سفید

وہ جوانی کا نہین پیری مین ہی ستار رنگ وہ
ہو کی خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کی سوتی کو چہٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکو نسی منہ کالا سفید

پہاڑ کر پہینکی ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سی پہون گر ای رشک گل
سرخ ہو جاتی تری دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی پہر میکشی
پہول پہر کر لائیو ساقی کوی شیشا سفید

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکی آگی خجلت سی ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین پہوا اشکہائی گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا طالع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکہون پہ اوس محجوب اک پردا سفید

کی وزیر اشکون نی یون ہین ہجر مین گرشست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہو گا سفید

وصل مین رفتار معشوقانہ دکہلاتی ہی نیند
آج کن اٹکہیلیون سی آنکہون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرگین مین شب کو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکہون سی اڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکہ سی باہر ہی باہر آکی پہر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری سمجہا چاہیی
اہل غفلت کی تو بیداری بہی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لیتی ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آ جاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہو پہو سرگذشت خواب چشم
آج کل بالی نگہ کی پہو کرین کہاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتی ہین
عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر بیخواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتی ہین سونا اسی چونکا نہ روز حشر تک
اس ہماری بخت خفتہ کی قسم کہاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھی وہ آئیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ
آنکھ مین خوف شب فرقت سی تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آتی نہ تھی
وصل مین آتی ہوی آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزی کرتی ہی آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوی جانان سی جو کہتا ہون تو سو جاتی ہین پاؤن
دفعۃً آنکھون سی پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کیا یا آب تیغ پی کر سو رہی
کثرت آب غذا سی واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود دکھلاتی ہی نیند

ہاس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
آنکھ کی ڈھیلی لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بل بی فرط اتحاد
غش پہ غش آتی ہین مجکو جب اونہین آتی ہی نیند

سوتی ہو تو چشم بد دور آنکھین رہتی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونی کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سی جسی آتی ہی نیند

اللہ ری حسن رخ نیکوی محمد
ہی چشم خداوند جہان سوی محمد

تلتی ہین شفاعت نی عمل تول لیی ہین
پلی پہ ہی امت کی ترازوی محمد

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سی ملتی ہوگی ہی خوی محمد

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا — واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

ردیف رای مہملہ

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر — کوی دم اور بھی ای دم وفا کر

اگر پوچھی وہ بربادی ہماری — صبا کہدیجیو کچھ خاک اڑا کر

ہزارون ہوگئی ٹکڑی گریبان — چلی اس ناز سی دامن اوٹھا کر

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین — تو کیا کہتا ہی کچھ اپنی دوا کر

مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع — اجل پھر جای گی بالین تک آکر

گریبان صبح محشر نی کیا چاک — قیامت کی ہے کیا قامت دکھا کر

چھوان کا چھپ کی جانا یاد آیا — تو کیا رونی لگی ہم منہ چھپا کر

یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ — جو گر پڑتی ہی سب بجلی تلملا کر

جو یاد آیا خم محراب ابرو — کئی سجدی گئی سر کو جھکا کر

نہین اوٹھنی کی قاتل کی گلی سی — کہ ہم بیٹھی ہین سر سی ہاتھ اوٹھا کر

ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی — بگاڑا تو نی ظالم سر چڑھا کر

مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجکو — لگا جب کوسنی وہ ہاتھ اوٹھا کر

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر

کرتی ہو باتین کبھی جو شمشیر دوش پر — سیکھی زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر　　یا مجہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نی کب یہ سر کہی شمشیر دوش پر　　ہی ابروی خمیدہ کی تصویر دوش پر

آئی گی بڑہ کی پاؤن تلک کاکل دراز　　رہنی ندی گی اب اسی تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد　　کیا دن تہی وہ جو کرتی تہی تقریر دوش پر

یان تک پہنچا ہی ضعف کہ ہاتہونکو ہی گران　　پہرتا ہون رکہی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نی میری جیب کی ترک اپنی ظلم　　خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرے نہ ای مکان تو ٹہرا ایک مست　　لیجائی خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سیاہ سی مین　　چڑہ جای میری پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئی نظر آفتاب حشر　　اوس طفل کو چڑہا ہی اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر　　کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑہا ہی اسکو بگاڑا ہی یار نی　　بل کہا رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکہکر　　پہبتی کہون یہی کہ ہی کلگیر دوش پر

تو ہاتہ سی چہوی تو ابہی شمع بزم مین　　رکہی اوٹہا کی پاؤن سی کلگیر دوش پر

جائین گی اوڑ کی تیری طرف وہ پہونچ کر ہم　　پر بنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گہر کر سکی دل مین یہ بیہودہ خاک چہان　　ہٹتی اوٹہا نہ تو پی تعمیر دوش پر

بل کہا کر رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا　　ہوتی ہی میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس تشک سی کیا نہ کبہی مین نی ذکر یار　　کرلین کہین نہ فرشتی نہ تحریر دوش پر

کاندھی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مری گلی پہ تو رکہہ دیجیو اوسی
گر ناز کی سی بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکی ہوی ایسی بیحواس
ترکش مین تیغ رکہنی لگی تیر دوش پر

کاندہا دیا جنازی کو قاتل نی ہی فقیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

تیغ رکہدی مری قاتل نی جو عریان سر پر
جوہرون کی ہوی پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سر پر
نظر آتی ہی دہوان کا کل پیچان سر پر

جاتی ہو باغکو پہنی ہو کلاہی ٹوپی
بلبل بی ادب آ بیٹھی نہ بیجان سر پر

رات صیاد نی یہ کہکی سرافراز کیا
رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سی ہی غربال مرا کاسہ سر
خاک چہانون جو پڑی گرد بیابان سر پر

ای جنون نالی کرون وحشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابہی آجاہی بیابان سر پر

جاکی دل بہول گیا راہ نہ آیا پہرکی
کوچہ زلف ہی یا بہول بہلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سر پر

اک پری کی اثر نقش قدم سی بہاگی
آگئی تہی جو بلائی شب ہجران سر پر

ہم تری پاؤن پہ سر رکہنی نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسی کہتی ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتارِ بلا رہتا ہے
روز لاتی ہی بلا زلفِ پریشان سر پر

صبر جیب آج کل اے جوشِ جنون بیٹھا ہو
ہاتہ وڈرائیو یہو پہنچا ہی گریبان سر پر

قدتر ا اصاف ہی سا پنچی ہین ڈہلا شمع صفت
شعلۂ رخسار دہوان کا کل پیچان سر پر

آئین گی وقتِ خزان چہوڑ دینگی ہی بہار
لی لی صیاد قسم رکھدی گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چہٹکارا
لیچلا بارِ غمِ فرقتِ یاران سر پر

یاد[illegible] مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کہینچ کی تلوار گریبان سر پر

داغ سودا سی ہوی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگی بن گئی مژگان سر پر

سرخ پوستار ہی اپنی قاتلِ دوران سر پر
سچ کہو یا ہی چڑہا خونِ شہیدان سر پر

سر جہکا کر نہجی اپنی سنگ پہ دیکہین گی
حشر کو ہوینگی جب دیدۂ انسان سر پر

قیدِ یوسف تہا جہان جا کی لیخائی کہا
اوٹہ سکی تو ہین اوٹہالون ابہی زندان پر

گل جو ہین کفش مین تو پہول ہین ٹوپی مین تری
بوستان زیرِ قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکرِ رخ کرتی ہین اگر سرِ بالینِ مزار
منہ پڑہ جاتی ہین کس لطف سی قرآن سر پر

ای جنون نوچون مین پیری ہین بکہون [illegible]
صاف دہوکا ہی کہین تارِ گریبان سر پر

پہر جنون ہوگا ہمین ہین گی پہر زنجیرین
پہر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدتِ قیدِ اسیران کہون کیا تجہسی
گل کی سو بار گری تختۂ زندان سر پر

نام کاکل ہی نہ جہلی کفِ نگین کی [illegible]
ہاتہ یون رکہکی نہ بیٹہا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سی عیان   سرخ دستار جو تم باندہی ہو جانان سر پر
دل عشاق بہت گیسوئی پیچان میں ہین   گرد وا از دکہ ہی شور اسیران سر پر
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹہالی مزدور   اہی جنون یون ہین اوٹہاون میں بیابان سر پر
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین   صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
دامن دشت میں جب پہاڑ کی پہینکا ہمنی   چوم کر قیس نی رکہا وہ گریبان سر پر

ناتوانی نی خمیدہ یہ کیا مجکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

چلا ہی وہ دل راحت طلب کیا شادمان ہوکر   زمین کوی جانان سے ردی کی آسمان ہوکر
کیا ویران چمن کو آئی ہو کیا بوستان ہوکر   ہوی گل پائمالی ہم چلی آب روان ہوکر
اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تہی   اکیلی پہر رہی ہو تو سبک بل کاروان ہوکر
جوانا خانہ سہ کیا لایا تن بیجان میں جان آئی   گیا یان سی کبوتر وان سی آیا مرغ جان ہوکر
غضب ہی روح سی اس جامۂ تن کا جدا ہونا   لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہوکر
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس   صدائی جنبش لب بیٹہتی ہی صد می فغان ہوکر
عذار آتشین خط سیہ اکر نکالے گا   ہوا لی گی کا یہ شعلہ میری آنکہونکو دہوان ہوکر
ہمکدر ہو اگر تو مجکو کاڑ و اسطرف دیکہو   کہ زیر خاک ہون گرد کہ سی ناتوان ہوکر
کیا غیرون کو قتل اونسی ہوی ہم شک کی مارے   اجل بہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

کمان ابرو کی اپنی سم سے آئی گا جو ناوک
رہی گا استخوان میں اپنی مغزِ استخوان ہو کر

چھوائی جو ہس کر ہمنی مسی تو کیا ہی ستم آیا
لب و مسی محجوب کا چھپنی لگا منہ میں زبان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھی بہی پیس ڈالی گا
اوڑیگا ای ہما اک روز گردِ استخوان ہو کر

ہما سی ہی کڑا اپنی ای سگِ جانان جو تو کہاتی
ملائم استخوان ہو جائیں مغزِ استخوان ہو کر

جہان جو چاہیی ویسی ہی وہ کہلائی نیرنگی
بصر آنکھوں میں گویائی زبان میں دین جان ہو کر

ستم کو اوسکی [illegible] مائل ہو
کری سنگِ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانی میں جو لہراتی ہی زلفِ یار دریا میں
تڑپنی لگتی ہیں پانی پہ موجیں مچھلیان ہو کر

اداسی جھک کی ہلتی ہو نگہ سی قتل کرتی ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتی ہو کمان ہو کر

اوٹھائی کی جو ہم حسرتِ وصلِ یار کی در سی
رگڑین گی پاٹری پاؤن اپنی ایڑیان ہو کر

کہا جو اونی چپکا ضعف سی ہاں لب نہیں ہلتی
سبک کر دیتی ہیں حرفِ سخن بارِ گران ہو کر

اثر باقی رہا بلبل پی شبِ فرقت کی تاریکی
چراغِ روز سی شعلہ نکل آیا دہوان ہو کر

خطِ نوخیز میں عارض جو تیری چھپتی جاتی ہیں
پری چھپ جائیں گی اس سبز شیشی میں نہان ہو کر

گرا قدموں پہ صیدِ ناتوان تہا ہاتھ سی چھٹ کر
چگوری اپنو نقشِ پای صیاد آشیان ہو کر

تری وحشی کو بیہوں ای ہی کب نیند آتی تہی
اگر خوابِ گران آیا ہی تو سنگِ گران ہو کر

وزیر اوسکا ہون میں شاگرد جسکو کہتی ہیں منصف
لیا ملکِ معانی بادشاہِ شاعران ہو کر

گذر جا عالمِ امکان سی ای [illegible] جان ہو کر
گرا دی چار دیوارِ عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ کی بگاڑا باتین سلونا ئین خموشی کی
نہو چھوٹہی کیا ہی منہ کی کہانی بیزبان ہو کر

کہلیگا رازِ الفت گریہ جیب سینہ کی چاک چہ ہین
کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سی
مسیحا ہوتی ہو مشہور ایسی معجز بیان ہو کر

درِ غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان مین
مگر گرد بیٹہی لی سے چلے ریگِ روان ہو کر

یہی کہہ کی شب بہر یار کو پیشِ نظر رکہا
دکہائین گی تماشا تمکو آنکہین پتلیان ہو کر

وہانِ حلقۂ در سی مکانِ یار کہتا ہی
نکالون تجکو [illegible]

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی نکلی آ پہونچی
اوڑا لائی مگر بادِ مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑی پہول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پہریگا نالۂ رنگِ چمن پی آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکہون سی کی یوسف دیکہ آیا
غبار دامنِ نظارہ گردِ کاروان ہو کر

رخِ گلگون کا نقشہ اور گردی سبز ابرو کی
بہارِ نظم دکہلائی گلستان بوستان ہو کر

تری آنکہون کی نظاری کا سودا ایسا ہو جائی
ہمین پائی نگہ مین انکی حلقی بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنی جب کہینچی
نکل آئی دہانِ زخم سی سو کہی زبان ہو کر

زمین پر نقشِ پا سی خط پہ خط تحریر ہون قاصد
جو تو پونہچا ای نامہ صورتِ خامہ روان ہو کر

لبِ بام آگی گر دیکہو تماشا تمکو دکہلاؤن
کمند آسا چڑہون تارِ نگہ پر ناتوان ہو کر

کہین گر زن درگور ای فریب تو زیبا ہی
کیا ہی مینی پیدا سنگِ مرقد سخت جان ہو کر

وصال مین تو کرو رحم سب مجہسی لاغر پر
الہو تو لیٹ رہون ایک تارِ بستر پر

وہان ہی چشم گلی سی اگر ذرا چہوٹون | سمٹ کی آب ہو قطرہ زبان خنجر پر
نقیبہ خانی مین جو آئی بس یہین بیٹہی | گلی سے ایہ دیوار ہی بچہی در پر
تمہاری یوسف رخسار کو اگر دیکہی | در و دا آئنہ پڑہنی لگی پیمبر پر
ادہر ادہر ہی گہر سی تمہی کبہی نہ گیی | برنگ سایہ ہین دیوار پر کبہی در پر
پری کی طرح جو شیشی سی نکلی دختر رز | گمان بد سی رکہا ہاتہ چشم ساغر پر
فلک [illegible] اگر شیشہ [illegible] جای | پسینا بن کی نکل آی آب خنجر پر
جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گہر ترا وجیب | پڑی ہی سائی کی مانند چاندنی در پر
کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نی | کہ اپنی پاؤن کو جا دی ہی آنکہون پر سر پر
خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم | ہمای تیغ کا سایہ پڑا مری سر پر
کسی نی آنکہین چہپائی ہین کیا تمہاری لیی | گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر
تری مژہ کی صفت لکہ کی خط مین بہجوائی | پہری اجل کی چہری گردن کبوتر پر
وہ بدگمان ہون کہ خط وہی کی سنکین آنکہین | پنہای باز کی ٹوپی سر کبوتر پر
اوٹہی جو موج دم خندہ آب دندان سے | نہی ہی چادر آب اوس رخ منور پر
عیان جبین سی ہی گل ہو مثل چین جبین | جو پاؤن رکہو تم ای جان جان گل تر پر
غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا | خدا بچای کہ شیشہ گرا ہی پتہر پر
نگاہ قہر سی ای جان نامہ بر پہ کرو | کبہی تو باز کو چہوڑو مری کبوتر پر
خدا لیی ستم سی کہو ہوا [illegible] پر | نشان پای نہی پڑ گئی ہین پتہر پر

موشگافی سی ہی فرسودہ مرا ناخنِ فکر
نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ مو ہو کر

پای نازک مین نظر آتی ہین پوسنکی نشان
آئی ہو کیا چمنستان سی لٹ ہو کر

ساقیا ہمنی شبِ وصل مین پی تہی جو شراب
سوزِ فرقت نکل آئی ہی وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم سے ہائی سی ہین پانی پانی
دیدہ چاکِ قفس سی چلی آنسو ہو کر

دیکھکر چہرہ بت بہتی ہین نہادکی اشک
پانی سورج کو دیا کرتی ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمیِ رفتار نی اعجاز کیا
اوڑگئی نقشِ [illegible] یار [illegible]

ہون وہ غمدیدہ گرا نظرون سی اک پل مین وزیر
کی جگہ ہی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر

قبر کا ساتھ پسِ مرگ نچھوڑی پتہر
بہتر انسان سی قامت [illegible] ہی پتہر

قبر مین بہی سرِ شوریدہ کو پہوڑی پتہر
قتل کی ڈھیلون کی عوض چلتی ہی توڑی پتہر

لائی اب تیشہ فرہاد عوض نشتر کی
کہدو جراح سی ہان سر کی ہین پہوڑی پتہر

ابکی کچھ فصلِ بہاری مین یہ ہی جوشِ جنون
سرکالی جو ثمر شاخ سی پہوڑی پتہر

ابتو عاشق ہوی ہم تجھپہ لگا جو [illegible]
تیر تلوار تبر برچہیان کوڑی پتہر

ولہ

منہ آئی نظر صاف وہ ہی یار کی تلوار
آئینی کا آئینہ ہی تلوار کی تلوار

ردیف زای معجمہ

جانی نہین دیتا مجھی دربانِ درانداز
ہان [illegible] اشک [illegible] تیرانداز

کیونکر وہ بلین ہمسی حساب اتنی ہوین دراز
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامتِ سوزن سی کیون ہی رشتۂ سوزن دراز
بدنما ہوتا ہی قد سی ہو جو پیراہن دراز

ردیف ضاد معجمہ

سبزۂ خط سی بڑہا اور وقارِ عارض
خضر آباد ہوا نامِ دیارِ عارض

نرہا حسن گئی صبحِ بہارِ عارض
خطِ شبرنگ اجی ہی شبِ تارِ عارض

اوبہان جلکتی ہو گا پیراہن سفید
صبح ہو جای گی اک دن شبِ تارِ عارض

ای رنگ کرتی ہو کیا حسنِ دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمنِ رخ مین بہارِ عارض

دولتِ حسن پہ یہ خاک اوڑا رکہی ہی
غازہ عارض پہ نہی ای ہی غبارِ عارض

اوس رخِ صاف پہ کیا روی مخطط کہون
پہول سی گالون مین چبہ جاتین گی خارِ عارض

دولتِ حسن کا ٹوٹی تو نگہبان ہوتا
زلف اوس سیم بدن کیون نہ ہوا مارِ عارض

صاف ہو آئنہ سان پہر خطِ مشکین منڈ جای
پہر جلی ہو مری اللہ نتارِ عارض

ہی کہان خطِ سیہ صدمی ہی اسکی ہی کبود
سایۂ زلف نزاکت سی ہی بارِ عارض

ہی تری زلفِ سیہ دودِ رخِ آتش رنگ
رنگِ خط بہوری ہین عارض پہ شرارِ عارض

موجۂ نکہتِ گل ہی پی بلبل گلدام
عندلیبِ دلِ نالان ہی شکارِ عارض

قطعہ

گال پر گال دہرا رکہ کی تماشا دیکہو
اپنا رخسار ہی یہ عاشقِ زارِ عارض

کر ہی قالب کو تہی شوقِ ہم آغوشی مین
وا ہی شکل ہی نہ ہو کنارِ عارض

گل کہلائی ہین پیشانی پہ رخِ رنگین پر
بہر دیا پہولنسی دامان بہارِ عارض

کیونکر ای حسرتِ دیدار تجہی سمجہاؤن / ہای نظارہ نزاکت سہی ہی بارِ عارض
نازیبا نکری خطِ آسیہ رنگ صفحہ / دیکہ ڈالی ہین بہت لیل و نہارِ عارض

کیا تجہی دی وہ بہلا رخصتِ نظارہ وزیر
رنگِ رخسار نزاکت سہی ہی بارِ عارض

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہارِ عارض / نگہ بیٹہ رہی جا کی کنارِ عارض
تیغِ ابرو کہینچی تیرِ مژہ بہی نکلی / گہر گیا [illegible] عارض
آگئی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا / نہ بہڑک جای کہین اور بہی نارِ عارض
آیا پیشانی گردون پہ ستارون سی عرق / دیکہی آپ ذرا گرمیِ نارِ عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہرِ منیر / رنگ بدلا کیا وہ شعلہ [illegible] عارض
خالِ رخسار دکہاتی ہین اعجازِ خلیل / نخلِ گل ہو جو بڑہی شعلہ نارِ عارض
کوچہ زلف سی کیا آئی صفا بیز ہوا / اوڑ گیا تہا جو خطِ یار غبارِ عارض
یاد رخسار مین بوسی لیی منہ رکہ رکہکر / رات گل تکیہ سی لیتی رہی کارِ عارض
شستشوی اشکون سی کرون تہا ای حسرتِ دید / گردِ دامانِ نگہ ہو نہ غبارِ عارض

قطعہ
اونکی ہر عضو پہ شیدا تہا ملی یہ سزا / تہا فقط ایک مین عاشق زارِ عارض
ٹکڑی ہو ہو کی گری ہاتہ کہین پاؤن کہین / کہین آنکہین ہین کہین جا ہی مزارِ عارض

قطعہ
گر جدا کرتی ہو ہر عضو صنم یہ بہی سنو / عاشقِ چشم ہون اور عاشقِ زارِ عارض
نخلِ نرگس کی تلی آنکہین مری دفن کرو / کیجیی سایہ [illegible] مزارِ عارض

رم کری جلد یہ آہوی سیاہِ شبِ ہجر
جلوہ افروز ہوا ہی شہسوارِ عارض

خطِ شبرنگ وہ آغوشِ زلیخا ہی مگر
یوسفِ روز سی افزون ہی وقارِ عارض

آبِ شمشیر پلا دو مجھی احمر کی عوض
بہر دو قبضی کی کٹوری ہی ساغر کی عوض

آبلی پھوٹ گئی دل کی بھر آئیں آنکھیں
سیپ میں آب بھرا ہو تو ہی گوہر کی عوض

نازک جو جرا دیکھی ہی فصد کہی
رگِ گل فصد کو درکار ہی نشتر کی عوض

جانبِ زاغ کمان کیوں میں اوڑا جاتا ہون
تیر کی پر مری بازو میں ہیں کیا پر کی عوض

ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دی مری منہ سی کو ہی ساغر کی عوض

گلِ رخسار کا دیوانہ ہوں نازک ہی مزاج
پھول کیوں مجکو لگاتی نہیں پتھر کی عوض

وحشیِ چشمِ سیہ عین عنایت سمجھیں
سنگِ سرمہ جو لگاتا نہیں پتھر کی عوض

رشک کی جا نہیں ہر چند مجھی سو ہی نہیں
مرغِ دل نامہ جو لیجا ہی کبوتر کی عوض

کشورِ حسن ملا پرتوِ رخ سی تیرے
سلطنت آئنہ کرتا ہی سکندر کی عوض

مثلِ شبنم عرق آجا ہی رخِ گلگون پر
غنچۂ گل جو انگیٹھی میں ہو اخگر کی عوض

سنگِ رہ ہو گئی بت کبھی چلی تھی جو خضر
مل گئی راہ میں رہزن ہمیں رہبر کی عوض

سوی دریا نگہِ گرم سی دیکھا کسنی
آبلی سیپ میں پیدا ہوی گوہر کی عوض

دخترِ رز عوضِ روح بدن میں ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کی عوض

اونسی خط جو صنم نی کہا ہی مجکو
مرغِ یاقوت پر آتی گا کبوتر کی عوض

مر گئی ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربان سے
گئی اللہ کی گھر آج مری گھر کی عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجھی زر کی عوض

جنکو بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتی ہین خاک پہ وہ پہولونکی بستر کی عوض

ساقیا آب جو مانگون می احمر کی عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کی عوض

سر مرا کاٹ کی تلوار گلی پر رکھدی
دی ہی شمشیر دو سر یار [illegible] کی عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
اوسنی خمون کی جو خط پڑ گئی مسطر کی عوض

ناتوان ہین جو اوٹھی وان سے یہان آبیٹھی
دی جگہ روزن دیوار نی تو در کی عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کی عوض

زر کو مکھی کو ملی اوٹھا تو وہ زر ہو جائی
زر ملی طالع واژون کی سبب زر کی عوض

میری نالون سی شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑی آج نہ اختر کی عوض

ابرو یار پہ قطری یہ پسینی کی نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوئی جوہر کی عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کی عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑہا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہی اب چادر کی عوض

ساقیا مژدہ کہ آپہنچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کی عوض

آج اسواسطی روتی ہین یہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کی عوض

خواہش اسباب کی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہی ہی خاک پہ بستر کی عوض

دی کی خط حال نہ بانی کہی وس نو خط سی
مرکی کہتی ہین لب گور سی ہم حسن ہیت تر
یا دبستان جو مجہی کرتی ہی دیوانہ وزیر

جا ہی طوطی سخنگو جو کبوتر کی عوض
آئنہ لوح کو درکار ہی پتہر کی عوض
سنگتری پڑتی ہین گلزار مین پتہر کی عوض

ردیف ظای معجمہ

چلی بتخانسے لو خدا حافظ
تیری کوچی سی تپنج اوٹہا کی چلی
دم عیسی سے ہی شفا ہو ئی
ہی بہت زود رنج دل میرا
اوس صنم کو خدا کہو نہ کہون
دلکو بتخانہ کرکی کعبے سے چلے
ہی فرنگن کے گورے ہاتہ مین دل
دیر سی مثل نالۂ ناقوس
بات بہی سکے تو یہ کہا شب وصل
شۂ خوبان کی غم مین جان چلی

تم سے بہی زاہد کہو خدا حافظ
گیسوِ مشکبو خدا حافظ
لو سرا ہی ہمد مو خدا لحافظ
یار ہی تند خو خدا حافظ
ہی سخن گو مگو خدا حافظ
زاہد و زاہد و خدا حافظ
جان کا صا حبو خدا حافظ
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ
جائین ہم تم کہو خدا حافظ
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

شعلۂ رخسار اگر دیکہی ہی پروانہ شمع
آتش سنبلی گر وشوں کر جہی جانانہ شمع

دو دسان پہرنی لگی گرد سر جانانہ شمع
کرمک شبتاب سان بنجای پہر پروانہ شمع

پھونک دون گل کر کی مین پیش سے جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزہ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہے
ہی بجا کہتی سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس سے ہو سکی نہ اوٹھایا رخ سے محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہین دہوان و ہار اوسکی زلفین قد ہی سایہ مین بلا
پنجہ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آہ کی شعلی سی گل ہونی مین قلقل کی صدا
پہونک کر منہ سی بجہائی گا جو وہ مستانہ شمع

اک تسی آنی سی ای ساقی ہی بزم آراستہ
ہین گل چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایکہی روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روی روشن سی اوٹھائی تو نقاب
شرم سی چھپنی لگی زیر پر پروانہ شمع

بیٹہی پرنور و چشم مست ساقی دیکھکر
کہتی ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہی
تیری محفل مین قدم رکہتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دہوین سی شعلی سی اک آفتاب
آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح سی
بہرتی ہی فانوس مین شب بہر پر پروانہ شمع

ای حسین یہ سوز غم کا ہی اثر مرنی کی بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کری احسان عالم پر ہو کیا اوسکا کوی
کب کری روشن بہلا بی نور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینون کی ہی لیس بنیاد ظلم
گنبذ بی نور ای شاعر ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنی لیا اپنی صفائی ہاتہ مین
ہو گئی روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بی تری پروانی بہاگین مرغ وحشی کیطرح
گو دکہائی آشنہ ہون سی اپنی آپ بیگانہ شمع

ہوس بہہ ہوکی کو اگر دیکہی قبا پہنی ہوی
جامۂ فانوس پہاڑی صورت دیوانہ شمع

دل کو کر خالی خدا تا بخشی اپنا داغ عشق
جب نہ جی کوئی جلائی آپ صاحبخانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بہی گردش مین رہی
ہون وہ سرگردان سنی میرا اگر افسانہ شمع

ہون کیسکی چشم مست و روی روشن کا شہید
میری تربت پر چڑہانا چاہیی پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکہکر
جا ہی مشعل منہ مین کہتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ہلتا نہین
ڈہونڈتی پہرتی ہی کاشانہ ہر اک ویرانہ شمع

رشتہ موج اشک کی زنجیر سی پابند ہو
بی تری محفل سی بہاگی صورت دیوانہ شمع

آتش غم بعد مردن اپنی کام آئی وزیر
استخوان میری جلائی جان کر جانانہ شمع

ہی یہ دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایک تن چہپاتی ہی اور بالین پہ اورنگی و شمع

ہون کیسکی فندق و ساعد کا مین پامال و شہید
قبر پر بہر نشان کہنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سی ہوئی زائل نہ روی یار کی
اشک یکسان ہی وہ آئینہ پر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تہا کافور رنگ
رات یکجا تہا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبہی گرتا نہین کیا ضبط ہی
گرچہ سوز عشق سی یکسان ہین ہین دل تنگ و شمع

چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہین جام شراب چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون دل نہ اہل بزم کی
ہی مشابہ اوس سہی کار وی آتش رنگ و شمع

تھا بہم مذکور جو سوز و گداز عشق کا
شام سی روتا رہا تا صبح مین دل تنگ و شمع

جامۂ سبز تن پر نور دہ یاد آگیا
رو دی شب کو دیکھکر فانوس مینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کی ہمراہ ہی
نالہ و لخت دل سوزان پر نگ تنگ و شمع

لٹکی ہاتہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

کہینچتا تصویر اگر مجہ دل جلی کی ای فریر
سوز مین پہر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

ہو مثل شمع طور جو تنویر پای شمع
اون پاون کی نہ آگی ہو توقیر پای شمع

ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پای شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پای شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسری وصف
کب ہو سکی پتنگ سی تقریر پای شمع

رتبہ ہی آگی شمعون کی یون پای یار کا
پروانون مین ہی جلنی کی توقیر پای شمع

پونہچا ہی ہاتہ تو شعلہ سر اوسکی پاون تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پای شمع

لغزش قدم کو کچہ تہوی سر کٹا دیا
رکہتی ہین اپنی پاون ہی تاثیر پای شمع

رکہنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیی تعزیر پای شمع

ہمتو قدم نرکہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنی پاون سی تقدیر پای شمع

یہ آرزو ہی پاون ترا کرکے روبرو
کچہ کر چکی ہم پتنگ سی تقریر پای شمع

دیتا ہی اپنی جان عبث جل کی ای پتنگ
لی سیکہ شمعدان سی تسخیر پای شمع

دل جلتی جلتی سینی مین کہنچ رہا جو نیم
کہینچی ہی سوز عشق نی تصویر پای شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہِ سوزِ عشق مین — سب عاشقون مین چاہیی توقیر پای شمع
زنہار بزم مین نہ ٹہہرتی ترے حضور — ہوتا نہ شمع دان جو زنجیرِ پای شمع
دیکہی اگر وہ روشنیِ نقشِ پای یار — کرنی لگی پتنگ بہی تحقیرِ پای شمع
کچہ ساقِ یار سی جو کری ہمسری تو دود — ہر لطمۂ صبا سی ہو زنجیر پای شمع
شب عذرِ لنگ کر کی نہ اوس بزم سی ہٹا — اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پای شمع
ہی گرمِ وصفِ پای نگارین جو بزم مین — منظور کیا ہی یار کو تحقیر پای شمع
پروانہ رات مر کی لگن مین جو رہ گیا — لوحِ مزار بنگیا گلگیر پای شمع
زلف دراز چلنی مین لپٹی ہی ساق سی — ایما یہ کہ شب ہوی زنجیر پای شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکہا ہی جو وصفِ پا — ہر سطر مین ہی عالمِ تصویر پای شمع

ولہ

روبرو تیری کہان وہ رونقِ رخسارِ شمع — ہوگئی کافور ای مہ گرمیِ بازارِ شمع

ردیف غین معجمہ

سوزِ غم سی یان جلا کرتی ہین کئی تن چراغ — بنگئی ہین مو فتیلی داغہای تن چراغ
یادِ عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ — آنکہ دکہلاتا ہی شب بہر صورتِ رہزن چراغ
چینِ گیسو سی نمایان یون ہی عارض کا فروغ — شام کو جسطرح سی کردی کوئی روشن چراغ
کیا یہ خانہ مرا پہبول آفت خیز ہی — افعیِ شامِ جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکہی جو اوسکی آستین پر رخ کا فروغ — چاک کر ڈالی حسیر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغِ عارضِ پر نور ہی نامِ خدا
داغ چیچک کی نہین ہین ای بت پر فن چراغ

دانت مسی ملنی مین چمکی دہانِ تنگ سی
یا شبستانِ عدم مین ہوگئی روشن چراغ

کیا حرارت ہی تری مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی نہی ہی شعلۂ زخمِ تن چراغ

کوچۂ زخمِ سیہ بختان مین کہاتا ٹہوکرین
جوہرون سی گر نہ رکہتا خنجرِ آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغِ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجہی غیرت سی گر دیکہی ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتی ہی کرنی لگا شیون چراغ

یون مری موئی سپیدِ سر مین ہین داغِ جنون
چاندنی مین جسطرح ہی نور سی روشن چراغ

گوشہ گیری دشمنِ جانی سی دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہِ دامن چراغ

گرمیِ وصفِ شعلہ رویان ہون جو بعدِ مرگ ہی
بن گیا ہی صاف ہر اک رخنۂ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلی مین اوسکی ہی کمال
گر بنا تو لی کی خاکِ وادیِ ایمن چراغ

عشقِ زلفِ خانہ برباد آیا کہینچون آہِ گرم
کالی آندہی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذارِ آتشین
یا لیی ہین خضرِ پیغمبر تہِ دامن چراغ

چہپ گیا جب پہول پتون مین کمی کی عندلیب
ہم یہ سمجہی ہی حفاظت کو تہِ دامن چراغ

داغِ عشقِ شعلہ رویان پہونک دیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصرِ تن مین آتش زن چراغ

اشتعالِ آتشِ غم سی ہین داغِ تن چراغ
چار دیوارِ عناصر مین ہین یہ روشن چراغ

دیکہتا ہون ساری عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوسِ خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بہی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سی ہوا روشن چراغ

سوز غم سی بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبون کی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرۂ افشان کا تم ابرو مین کہتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یا روشن چراغ

اژدہا بہی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

[illegible] ہی پروانون سی جب وہ شمع رو
مثل شعلہ تنک سی سر دہنتی ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسوی افشان رخ کی دیکہی سوز وصل
دن کو ملک شام مین آئی نظر روشن چراغ

تم جو بی پردہ دکہاؤ گی عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چہپ جاوی گا روشن چراغ

اوس لب شیرین کی تل کا تہا جو سوز عشق
ہون سر مدفن ہی بیٹہی تیل سی روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سی جل گیا ہون ای وزیر
اس سی میری عرس مین کرتی ہین سب روشن چراغ

پہولون سی تیری سحر مین ہی نا غدار باغ
طاؤس بن کی نالی کری گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سی یہ رشک ہزار باغ
پہولا پہلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکہاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دو تا کی صدقی کری ذوالفقار باغ

ردیف فا

دیکہ ادب اگر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ رو ہین پاؤن سر ہی کوی جانان کی طرف

دونون ہاتہ اپنی نہین بیکار ای دست جنون
ایک دامن کی طرف ہی ایک گریبان کی طرف

تہ قید یوسف کو کیا پرتہا زلیخا کو نہ چین
نالی کر آتی تہی وہ جا جا کی زندان کی طرف

ہم ہی لپٹی جاتی ہین دامن سی مثل گرد راہ
ناز سی دیکھا تو ہوتا پھر کی دامان کی طرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کی طرف

آئیو دامن اوٹھائی مدفن عشاق پر
ہاتھ لیجائی نہ کوئی تیری دامان کی طرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سی نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھی مسلمان کی طرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتی ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتی ہین جو ای بلبل گلستان کی طرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
رو کی جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کی طرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیی یکنفس کی میری چشم گریان کی طرف

غمزدہ جیسی کنوین مین گر نکی کا رکھتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کی طرف

ہو کی غافل اس ادب سی ہم نہ سوئی ای قمر
پاؤن ہو جاتین نہ اپنی کوی جانان کی طرف

ردیف قاف

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلون کا پای نگہبن کی سوی خانۂ عشق

نہ کم ہو ن سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پرا رہی یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس نہی سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہی داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوی بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کھلکی پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملی تو خرمن مہ دی کی لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوی شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ مین وہ ہوکی مین پیچ گرا
قضا جو آئی ادا ہوگیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمی کا دنبالہ تازیانۂ عشق

چلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شبچراغ دانۂ عشق

ہمین ملی کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سی دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی ہتو سکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سی دانۂ عشق

جو خال بن کی خط رخ مین دل ہی میرا
کہون مین حشر مین مہ مین ملا یہ دانۂ عشق

کسی کی ابروی پرخم کا دہیان ستاہی
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

صدای ماتم دل سنکی خوش وہ ہوتی ہین
نوای سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کی طرح ایک نہ سن
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودہر وہ اوٹہائین ادہر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑجای تازیانۂ عشق

جو تولی اسی کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین گنج آسیا سی دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان سکے
حباب حسن نہی ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتی ہین
سرشک دیدۂ تر ہی دُر یگانۂ عشق

ہی میری دل کی طرح اس سی پہ پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑہا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سردار
جدا ہی خانۂ عالم سی کارخانۂ عشق

ٹہکانا گہر ہو جو ٹوٹی جہاد نفس سی دل
خراب ہو تو نہی لامکان یہ خانۂ عشق

وہ دل لگا کی سنین وہ استان کی صورت
بیان کیجیی اُس حسن سی فسانۂ عشق

وہ بیج تخمِ محبت کو دل مین بوا پینی
زمین وہ شور ہی جس مین اوگی نہ دانۂ عشق

ردیف کاف عربی

پیش عاشق چشمِ گریان و لبِ خندان ہی ایک
چل گیا جو تخل اوسکو برق اور باران ہی ایک

دیکھنی دیتا نہین اوسکو حجابِ عشق ہای
ہوون مین وہ محروم جسکو وصل او ہجران ہی ایک

ناتوانی سی تری بیمار کی رخسار پر
سیلیِ دستِ ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون مین ہی جسطرح سی تن مین روح
چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک

ماہ سی تشبیہ پہر تجکو نکیونکر دیجیی
چاندنی اور سایہ تیرا ای مہِ تابان ہی ایک

آپ سی بہتر کی آگی خودنمائی ہی یون
رو برو ہی مہر ماہ و ابرِ بی باران ہی ایک

چاہیی ہنسکی چہڑکنا ای لبِ جانان نمک
آتشِ غم سی کباب اور یہ دلِ سوزان ہی ایک

عاشقون کی آگی مشکل ہی بت یکتا ہوین
گر کہون مین حسن مین تو اور مہِ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان ہین یہان اسیرِ دامِ غم
خانۂ صیاد اور یہ گنبدِ گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دل مین ہر اک کی جلوہ گر
شیشی ہین لاکہون پری سب مین وہ انسان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک کی پار گیا لا مکان تلک
او تیرِ آہ بی ادبی اب کہان تلک

ردیف کاف فارسی

ظاہر تری گلی سی ہی نگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سی عیان ہی بدن کا رنگ

نیلا ہوا نگاہ سی تیری بدن کا رنگ — ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ
کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر — کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ
آسیب سی نگاہ کی اللہ ری ناز کی — نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ
ہوتا ہی یہ سفید کبھی وضعف سی — لاتا ہی رنگ روز ہماری بدن کا رنگ
جلتا ہی بعد مرگ جو خورشید کی طرح — کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ
پوشیدہ آفتاب دائی شفق مین ہی — پایا ہی حجاب تن یہ تری پیرہن کا رنگ
ہوتی حنائی کبھی برہنہ جو کوہی پاؤن — فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ
کن حسرتون سی دیکھتی ہین ہم سہیل کو — آتا ہی یاد جبکہ کسیکی ذقن کا رنگ
ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان — گلگون تری شہید کی کیا ہی کفن کا رنگ
چہری پہ تیری آنکہین تمہی کیون ہین سیاہ — ہوتا ہی آفتاب سی کالا ہرن کا رنگ
اوترا نہ زہر افعی گیسوی عنبرین — نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا ور یہ
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنی دہن کا رنگ

دیکہ بی بادہ کیا ہی اپنا رنگ — رحم ای آسمان مینا رنگ
شعر کہلا رہا ہی کیا کیا رنگ — واہ وا ای جہان رنگا رنگ
ہو گئی ضعف سی سبک ایسی — لی اوڑا ہمکو سب ہمارا رنگ

ردیف لام

کیونکر نہ جھڑین منہ سی ترے وقت سخن پھول
چھپ ہنسی مین غنچہ پہ ہی تو ہنستی مین دہن پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا شفق مین پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سی گرین ہین تو وہ آنکھون سی اوٹھائین
کیا ضعف سی مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑی گا مگر آنکھ کی ٹیڑھی سی ہرن پھول

شاخون سی گلستان مین ہین کیا پاون نکالی
چلدین نہ کہین کود کی دیوار چمن پھول

آئی جو صبا کوچۂ گیسوی حسن مین
بن جائین ابھی نافۂ آہوی ختن پھول

پرتو سی گل رخ کی ہوا روغن گل تیل
جھڑتی ہین چراغون سی ابھی سیکڑون بن پھول

کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگھتی ہین باغ مین آ آ کی ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نی تری نقش قدم کو
نظرون سی گری جاتی ہین ای شوخ چمن پھول

پھبتی ہی نئی رخ کو کہون پھولون کی ڈالی
گل عارض گلگون تھی تو ہین پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گرنی کا کری عزم
یون دیکھتی ہین یار سی چاہ ذقن پھول

سودی نی تری زلف کی کس پیچ مین ڈالا
دہ ہا گئی سیج پٹی تو ہوی مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتی ہو نرگس
کیا سحر سی بن جاتی ہین ای جان ہرن پھول

آئی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخون سی نکالین نہ ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتی دل بلبل کی طرح سیکڑون بن پھول

پڑ جائی تری روی مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل رگ گل خوشۂ کرن پھول

ای حب وطن کہتی ہین غربت مین یہ رو کر
نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم رسنِ چاہِ گلستان سے نکلی تھی
جب فصلِ بہار آئی ہوئی خرم رسن پھول

بوٹا سا ہے قد یار کا نخلِ چمن حسن
پتی ہین اگر برگ تو ہین پہل لگن پھول

ہوتی ہین خجالت سے سفید آپ کی آگی
چاندی کی ہوئی جاتی ہین سیوتی کی لگن پھول

کیا دیکھون بہارِ شفقِ شامِ غریبان
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبحِ وطن پھول

ہر دستۂ گلِ خورشید و گلِ ماہ کو دیکھا
تازہ کوئی دکھلائی ہین چرخِ کہن پھول

بلبل کی ہے ہتانی کو نیا راگ ہین لائی
اور رام کلی گانی لگی بنکی دہن پھول

کوچی ہین رگِ گل کی گمر و شوق سے گلگشت
بالیدہ ہین ایسی کہ فضا مین ہین چمن پھول

چوتھی کو سوم سمجھین اگر پھول اوٹھین یا دائین
مرجائین مگر پہنی نہ دولہا نہ دلہن پھول

پیاری ہو سبک وزن ہین قیمت مین گران ہو
نظرون مین ہین تول لیا ہے یہ بدن پھول

ہین صبحِ شہادت کی گریبان کی طرح چاک
کیا مانگ کی لائی ہین شہیدون کی کفن پھول

اربابِ تعلق کا تعلق نہین جاتا
مرقی یہ بھی درکار ہے کافور کفن پھول

گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دمِ تحریر
پیدا تو کری ایسی بہلا شاخِ نشیمن پھول

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کی بسمل قاتل
دہنِ زخم پکارا اسے کہے قاتل قاتل

کیون نہ انگشتِ شہادت سے ہو بسمل قاتل
تیر دیتی ہین نہین تیری انامل قاتل

دستِ نازک کی ترا انگشت حسرت دیکھی
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل

آج مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین کہ یون
ایسی لیلی کو بھی چاہیے محمل قاتل

جان دیتے ہیں کیوں نہ مرین عاشق جانباز ان پر
تیغ خون ریز ہے یہ حور شمائل قاتل

ضعف سے جاتے ہیں کیا خون کی چھینٹیں اوڑ کر
آستین کا تہی کوس ہیں منزل قاتل

پاؤں نے کہا جو سنائی تو یہ ٹھوکی کا ہو
دہن زخم نہ ہو گا لب ساحل قاتل

پھیر دی گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل سے ہی کیا اہل ہی یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود دکھائی جو ہمیں
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جا کے کوچے مین رگ گل سے کی سینکو سمت
ناوکوں مین ہے جو پر ہائے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہوے شمشیر گلے
خاک ہو جائے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تو نے لگائی ہے مین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہے زبان تیغ کی مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانوں سے نکل آئے عنادل قاتل

سخت جان ہیں مری گردن پہ چھری پھیر اگر
تیز کرنے کی لیے خوب ہے یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آ گئی مری پہنچی سر منزل قاتل

بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہے وزیر
دہن زخم سے ہم کہتے ہیں قاتل قاتل

دل ترا قتل پہ کیونکر نہ ہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہے داخل قاتل

ہے بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدوں مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہے یہی دن تو ہے قربانی کا
آج تلوار کی مانند گلے مل قاتل

ہوں جو شاعر دل گم گشتہ کا یوں حال کہا
پڑھ دیا آگے تری مصرع بیدل قاتل

جلد یہ عاشق سے ہی گلزار میں پھولوں کی عوض
توڑی گا غنچہ منقار عنادل قاتل

دل میں ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنوں سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل یہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں دیتا مجھے چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جو نہ ہو تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دی
بیڑیاں پاؤں کی کاٹی یہ سلاسل قاتل

کھینچی تلوار تو ہو جای و چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی ہے کامل قاتل

سر سے سینے میں اوترای جگر سے دل میں
تیری تلوار کری قطع منازل قاتل

پاؤں گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھوں
رگ پا بنکی لپٹ جای سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتاروں پھینکوں
زخم کھاتا ہی مجھے ہو جای گا مشکل قاتل

بیٹھتا ہی نہ گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جای مرا دل قاتل

زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر
بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل

نالان فراق دل میں ہی ماتم سرای دل
سینے سے آرہی ہی صدا ہای ہای دل

ایسا کیا ہی تذکرہ نالہای دل
آنی لگی زبان سے ہماری صدای دل

خاصہ ہی لیجیی یہ اگر کام آی دل
کچھ اور پاس ہم نہیں رکھتی سوای دل

مقصد بر آمی میان سی لی تیغ یار نی — او ترا غلافِ کعبہ حاجت روای دل
آتی ہی اونکی کوچۂ گیسو سی یہ صدا — آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرای دل
جز یادِ دوست غیر کا خطرہ نہ آ سکا — وسعت نثار تجہہ پہ ہوای تنگنای دل
بو ہو کی گل مین کیا دلِ بلبل سما گیا — توڑا کسینی پہول تو آئی صدای دل
جانا پری کی خون مین بلا کا ہی سامنا — قاصد ٹہہر کہ ساتہ کرون مین دعای دل
مانندِ ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف — آئی غبار اگر نہ چہپائی صفای دل
دنیا کو چہوڑ دی سگِ دنیا کی واسطی — یہ استخوان پسند کری کب ہمای دل
بنکر پیالہ ہو لبِ میگون سی آشنا — ساقی بلا کی خاک مین دیکہی صفای دل
چکر مین ایک آہ سی ہی گرد بادِ جسم — اللہ ری زور شور تری ای ہوای دل
رہتی ہین گرد اونکی ہوادار کی رقیب — اب شمعِ زندگی کو بجہا دی ہوای دل
ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتی ہین — تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنای دل
ہین سنبرِ بخت دل کی تڑپنی سی مرگیا — چہاتی پہ مونگ دلنی لگی آسیای دل
کاہیدہ ہو ریاضتِ باطن سی جسم اگر — لیجای سوی خلد اوڑا کر ہوای دل

عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
باخلق آشنا نشود آشنای دل

ہی عرش آستانۂ دولتسرای دل — اللہ ری رتبہ حرمِ کبریای دل
بہنتا ہی کیا کباب کی مانند ہای دل — خونبار ہی جو نالۂ دردآشنای دل

پہلو مین میری رکھی جو پیکان بجای دل
میری طرح کہی لب سوفار ہای دل

ہر عضو تن کو دردِ محبت بنای دل
وہ نی ہون بند بند سی آئی صدای دل

ای جذر اپنا جذب جو تجکو دکہای دل
جنت سی چار باغِ عناصر مین لای دل

پای نگاہِ یار پہسلتا ہی بار بار
پیدا کری نہ گردِ کدورت صفای دل

دکہلا رہی ہی شعلۂ آواز برقِ طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگِ درای دل

جوبن ہی آج کر رہی جگہ دامن کہتی ہین
کل ڈہونڈتی پہروگی کدہر ہی سرای دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسی
کعبی کا ہو غلاف جو اوتری قبای دل

یہ سات آسمان جو دن رات پہرتی ہین
ہین گردبادِ وادیِ بی انتہای دل

پہنچا نا ہی سہل کوچۂ گیسوی یار مین
دستِ دعای عاشقِ مضطر ہی پای دل

اک تارِ آستین ہین یہ نہ اطلسِ سپہر
دامانِ حشر سایۂ جیبِ قبای دل

گلشن مین جو ہوا دل بلبل کی بندہ گئی
آئی شکستِ رنگِ چمن سی صدای دل

ساقی اسی جام آپ چلی سو ہی میکدہ
دستِ سبو کی طرح سی پیدا ہوا پای دل

بہنی لگی ہین چشمِ دلِ مضطرب سی اشک
دانی اوگل رہی ہی مری آسیای دل

بنتا ہون سی رات پہرا جو ادہر ادہر
داغِ درونِ سینہ نہی نقشِ پای دل

آنکہین لہو بہاتین جو ساغر سی می گری
شیشہ جو گر پڑی تو مرا ٹوٹ جای دل

[illegible]گی تو میری تیغ کی لائی ہی گہاٹ پر
ای دوستو ہی بادِ مخالف ہوای دل

پہنچی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکہ گئی آسیای دل

کہتی ہین لامکان جسی ہی فنا کی ذات
دونون جہان ہین حلقۂ زلفِ دوتای دل

راحت گئی اگر تو کیا رنج نے گذر
خالی رہے **وزیر** نہ مہمان سرای دل

جسکا کہٹکا تہا وہی آیا ہی غارتگرِ گل
ہہو کی غش کرنی لگی خاکِ تہِ گل بر سرِ گل

ردیف نون

ای بتو شیفتہ کاکلِ پیچان ہون مین
آج پہر حلقۂ [illegible] پریشان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سی مسلمان ہوا
اب تو کافر ہو تو پہر ضد سی مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پہر جای گلی پر خنجر
دیر سی منتظرِ جنبشِ مژگان ہون مین

چاہیی تہا یہی یوسف سی زلیخا کہتے
تو رہا قید سی ہو قابلِ زندان ہون مین

کیا محبت ہی جو چہیڑی وسی صدمہ مجہی
وان جو ہو زلف مین کنگہی تو پریشان ہون مین

دوسری تیسری تلوار کا پانی دینا
ہر گلِ زخم سی قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سی نہ آیا کبہی لب تک نالہ
ای اجل آ کہ لبِ گور [illegible]

کیا خالق نی قدِ عاشق و معشوق مین فرق
یار ہی سروِ روان سروِ چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کی ہون گلشن مین
کاش خارِ سرِ دیوارِ گلستان ہون مین

شکلِ سوفار جدا لب سی ہی لب یارب
پاؤن تغیرِ جدائی مین [illegible]

شورِ محشر ہوا بدنام فغان مین نی سے کے
باعثِ برہمیِ بزمِ خموشان ہون مین

آدمیت تری دیکہی تو پہڑک جاتی دم
یہ تمنا ہو مری کو ہی کہ انسان ہون مین

بس و لا ضبطِ فغان گرچہ بہت سنج دیے
کوئی دم شاد کنِ خاطرِ یاران ہون مین

اتنی جامی سی ہون باہر دمِ جوشِ گریہ
یہ نہو مجھسی کہ منت کشِ دامان ہون مین

ہند مین ہوگئی یہ برباد مرا مشتِ غبار
ای خدا خاکِ درِ شاہِ شہیدان ہون مین

ای فلک آئی تو شبِ وصل کا ہونا معلوم
صبحِ محشر کی طرح چاک گریبان ہون مین

استخوان کا مری سوفار بنایا اوس نے
جا ہی گریہ ہی کہ اس طرح سی خندان ہون مین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسی ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوئی ہی کہ مسلمان ہون مین

کیون ہوا ہون مین تمہی ہاتہ سی تنگ ہی ہی
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہون مین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہون مین

میری شاگرد تلک صاحبِ دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحبِ دیوان ہون مین

وصف اک گل کا کیا کرتی ہین
منہ سی یان پہول جہڑا کرتی ہین

دم نکتا آکہ ہین ای صبا و
یہ نکہتا کہ رہا کرتی ہین

اپنی گلزارِ محبت مین صبا
ہوش بلبل کی اوڑا کرتی ہین

کہول دیتا ہے تصورِ در یار
آنکہ جب بند کیا کرتی ہین

آنکہین یا عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچی خون مین بجہا کرتی ہین

[illegible] جو ہر گوش شنوا
ساری بت حمدِ خدا کرتی ہین

ہاتہی ہوتی ہی جو اون سی سخن
آپ ہم اپنا گلا کرتی ہین

ہو غنی بوسہ لب دیدا لو ۔ ہم فقیرانہ صدا کرتی ہین

جنس دل جانچ کی لیتی ہین یہ شوخ ۔ نظرون ہین تول لیا کرتی ہین

عاشق اوس سرو کی ہین کیا صوفی ۔ ذکر قمری جو کیا کرتی ہین

کوی قاتل کا یہ قاصد ہی پتا ۔ نامہ بر قتل ہوا کرتی ہین

پڑی رہتی ہین خطون کی پرزی ۔ پر کبوتر کے اوڑا کرتی ہین

تیری زلفون سی اوسی کیا نسبت ۔ مشک کہتی ہین خطا کرتی ہین

نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے ۔ چاہ یوسف مین رہا کرتی ہین

مرہم سبز لگاتی ہین جو وہ ۔ میری زخمون کو ہرا کرتی ہین

اوس کا خط دیکھتی ہین جب صیاد ۔ طوطی ہاتہون کی اوڑا کرتی ہین

ہی وہ بازار مری یوسف کا ۔ مشتری جس مین بکا کرتی ہین

صبح کو ہم عوض آئینہ ۔ منہ ترا دیکہ لیا کرتی ہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر
دہن زخم ہنسا کرتی ہین

ستم ایجاد جفا کرتی ہین ۔ ستم ایجاد کیا کرتی ہین

جو تری کوچی سی آجاتا ہے ۔ پاؤن ہم چوم لیا کرتی

دور بانون سی سدا مار سیاہ ۔ صفت زلف دوتا کرتی

زلف کو کالی بلا کہتی ہین غیر ۔ ہم بلا ہین جو لیا کرتی ہین

آسیا ہی ہین وہ گردش چشم — یعنی ہم او سپہ پسا کرتی ہین

جستجو مین تری او صید فگن — طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقی ہوتی کو تری ابرو کے — صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دیکی لگاتی ہین ہم آنکہ — قصّی یون مول لیا کرتے ہین

سب او نہین کہتی ہین شانک ادریش — تیری کپڑی جو سیا کرتی ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہم — بت عبث دہاگی دیا کرتی ہین

سنگی بالین مری ہوتا ہی جنون — نکتہ چین سے تنکی چنا کرتی ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہی — ایسی ہم مول لیا کرتی ہین

کسی دل سوختہ کو ٹہکرایا — کبہی ہو تلوی جلا کرتی ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سی کہی — دہن زخم سیا کرتے ہین

دیکہنی پاتی نہ تہی جسکو وزیر
اب وہ آنکہون مین رہا کرتی ہین

مستعد ہی رق یوسف مین او راپنی یار مین — گہر خریدار اسکی آتی ہین وہ بکی بازار مین

آنکہ او ٹہاکر جسنی دیکہا مجکو وہ نالان ہوا — تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کی تار مین

ہی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بہی مین نی لکہین — خط سنبل مین کہی سطرین کہی گلزار مین

سنگ طفلان ہی کبہی پیچیدہ صحرا جنون — سیکڑون پتہر پڑی ہین دامن کہسار مین

عشق گل رویان چمن بلبل نہین ہی عارضی — ہی خط تقدیر بہی لکہا خط گلزار مین

پاؤن پر مہندی گری گر تو کری جانی کا عزم
خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہیون ہرزہ گرد
اوس نی دروازہ کیا تہا بند اگر ای تیر آہ
سلسلہ کہتا ہی میرا کفر کچہ اسلام سے
یاد مین اک بت کی جب بہنی لگا دریای اشک
ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتہ منہ پر رکہ کی وہ بت کہل کہلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سی نہ خط مجہ دل جلی کا جا سکا
شمع کشتہ جنبش دامن سی روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہی بہاری مردم بیمار کو
جوہرون پر اوسکی ہو جاتا ہی جو بنکا گمان
کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سی
چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا زجر
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوپین ای وحشت کہ ہی
چبہ گیا کانٹا فلک کی ماہ نو اسکو نہ جان
غیر کی دل مین ہی اب ہنسی لگی ہی یاد دوست
میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا

گل کرین نالی شکست رنگ سی گلزار مین
پہول وو کوری کی ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون وزن بنائی ہی تجہی دیوار مین
ہین کئی تسبیح کی دانی مری زنار مین
تسبیح کا عالم نظر آیا مری زنار مین
دین ہی سو گرہین جنون نی توڑ کر زنار مین
مل گئی موتی سی دندان ہو تپنا کی یار مین
نامہ باندہا ہین نی بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین
کیون سبک ہون مین سیہ بختی سی چشم یار مین
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین
عشق پہچان بنگئی ہی [illegible]
اشک گویا آبلی ہین ہر مژہ کی خار مین
جیب کی تارون سی ہی بخیہ زخم دامندار مین
یہ بہی ہاتہ اپنی پہرا تہا وادی پرخار مین
کیون نہ کہاؤن خار ہین ہی گلی خار مین
سر جہکا یا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روی روشن سرخ رو ہی لف پیچان رو سیاہ
منہ پہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آ پہنچا ہی صیاد بہار
بچہہ گئی گلدام موج بوی گل گلزار مین

پہرتی ہین ہستی مین میکش گرد پروانون کی طرح
ہی خم می شمع روشن خانہ خمار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختہ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کی سایہ دیوار مین

جس مین پریاؤن کہون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میری ملین اشعار مین

یار کی جانب جو پہنچین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدہ اغیار مین

ہیکہ کی گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پہول کتنی ہین پہ سر پر ہین ایک پہل تلوار مین

کر دیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل کی باندہا روزن دیوار مین

اپنی پاؤن کی بہی ہم ای ضعف شرمندہ ہین
جب خود رفتہ ہوی جا پہنچی کوی یار مین

وہ پری رو حور سی بہتر کہین ہی ای وزیر
نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین

اٹھا کی [illegible] جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ہماری دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ثواب جانکی زاہد گناہ کرتی ہین
ہی دل ہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتی ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجہ پر نگاہ کرتی ہین
شکست رنگ سی گل واہ واہ کرتی ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتی ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کی ماہ کرتی ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتی ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتی ہین

لگا کی سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتی ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتی ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سی ہم واہ واہ کرتی ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نی
گذار باغ سی روزن کی راہ کرتی ہین

نکیون ہو سرمی پہ گرد سپاہ کا دہوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتی ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سی نگاہ کرتی ہین

یہ کسکی منہ سی جہڑی پہول باتین کرنی ہین
چمن کا غنچی پہ سب اشتباہ کرتی ہین

نہ آؤ خوش رہو جیسا رہو مری صاحب
ملو یا نہ ملو ہم نباہ کرتی ہین

لکھی ہی حسن نی قار تخطی پہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتی ہین مہر ین گواہ کرتی ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتی ہین

دلا دلا کی کسی بت کی یاد کرتی ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین فریاد میری سن سن کر
چٹک کی غنچہ گل آہ آہ کرتی ہین

ہماری خون کی گواہی کو جاتی ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتی ہین

جو دیکھی سرو تو ای گل ہوا مجھی ثابت
تری فراق مین گلشن بہی آہ کرتی ہین

مزا فرشتون سی پوچھ آدمی کی چاہنی کا
کنوین مین آج تلک جا کہ چاہ کرتی ہین

نہین ہی تجھسی ہمین کچھ بہی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتی ہین یہ رشک ماہ کرتی ہین

ذرا سی جرم پہ جا کی کنوین فرشتون نی
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتی ہین

جنون ہی سینی سی آنکھون مین آمد دل
مژہ کی خار کو اب فرش راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کر دین
کہ پہول جہڑتی ہین جسوقت آہ کرتی ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتی ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتی ہین جب
زمین کو نقش قدم سی سیاہ کرتی ہین

جو کبھی جاتی ہین تنہائی سی کبھی اوٹھ کر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتی ہین

لکھین سمجھ کی گناہون کو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتی گناہ کرتی ہین

ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سی وہ دن کی چاہ کرتی ہین

بجای تاج تو رکھ اپنی سر پہ داغ جنون
وزیران تجھی بادشاہ کرتی ہین

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اشارہ سی کری گی رقص پتلی چشم آہو مین

اسیرون کی لیی دانی تو ہین زنجیر گیسو مین
اری بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی ہستی ہین تیوری سی بل جو اسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ہین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سی
کرون گا سجدی ای قاتل تری محراب ابرو مین

تجھی کیا طعنہ ہی ہمدم یہ اپنی اپنی قسمت ہی
کوئی سجدی کری محراب مین اور کوئی ابرو مین

نسیم چھوہاتہ تو مضمون نیا جو ہاتہ آتا ہی
مہینی مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اوجھنی سی مری تو پیچ تاب اتنا نہ کہا یا کر
کرون کیا دل مرا اوجھا ہوا ہی تیری گیسو مین

حنائی ہاتہ سی شانہ نکیجی پیچ ہی اس مین
کف رنگین کی مچھلی پھنس نجائی دام گیسو مین

تجھی جب دیکھتی تھی شانہ بیچ چٹین مین کہتی تھی
دل صد چاک سی ہوتی گا شانہ اسکی گیسو مین

گری قدمون پہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ
کری کنگھی چمن سی لیکی سنبل تیری گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام [illegible] ہی
[illegible] مین ہی آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون خشت پیمانہ کرم [illegible]
[illegible] کا [illegible] مین تابلی پڑجاتین تاپو مین

سمجہ کر دام تڑپی کیون مچہلی [illegible]
[illegible] الف یار کی تعویذ بلندو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفل [illegible]
[illegible] ہی الہ رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہوجای تسبیح [illegible]
اگر [illegible] مین یاد سرمۂ چشم پریرو مین

اگر کعبہ ہی تم ہوتی کبہی سجدہ [illegible]
ہو واللہ دل ہوتا جو اپنا اہی قابو مین

جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف [illegible]
[illegible] ہو ٹہہری پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر اسمین ہی ع [illegible]
[illegible] تری پہری ہی نگہ پہنستی ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی واللیل گیسو [illegible]
خط رخ سورۂ یوسف ہی انکی مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستون [illegible]
برابر [illegible] سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجہا ہر منجم برج میزان مین [illegible]
[illegible] کی اسطی بیٹہا کبہی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ یار ور مجنہ ہی حوا [illegible]
مری [illegible] کا [illegible] سبکی ترازو مین

زمین جو مین نکالون آسمان سمجہین [illegible]
[illegible] مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جاتی
[illegible] کی گل مین فزون پہولون سی خوشبو مین

پہرہی پہولون کی ہی تلوار اثر سی [illegible]
[illegible] سی یادہ مین سپر کی پہول خوشبو مین

نہین مکتوب [illegible] ادست مغرور تک [illegible]
خدا کا نام لیکر نامہ باندہا بال باہو مین

جو مین خوش چشم اونہین کیا احتیاج [illegible]
[illegible] تاہی بہلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن مین حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
دل صد چاک سی شانہ کرون مین اوسکی گیسو مین

مری تا کفن نالان ہین گی بعد مرنی کی
کہ بیتابی سی ہی مضراب کا عالم ہر اک مو مین

وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی رہتا سی پہلو مین

ہاتہ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی طرح دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونی کا مین ہی تیغ سی یہ کہتا ہی
خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین

دیکھ ای چشم مری نقش تصور کا اثر
کون سی اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سی کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ کرون مثل گریبان ٹکڑی
صورت فاختہ یان طوق گلو گیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دی کی وہ قاتل ہوی مین چپ جو رہا
خامشی سی کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کری دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تنگی منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کا مری چھوکا نہ نشانہ اک بار
ای کماندار ہما ہی یہ ترا تیر نہین

راستی سی میری کیا کیا دل مین کٹتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کی جس مین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میری نام کی تاثیر سی
مُہر مین سنگِ فلاخن سی نگین کچہ کم نہین

خشک آنسو ہوگئی گرنی لگی لختِ جگر
نکلی ہین جگنو مگر برسات اے ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کہ نہ گریان اے فلک
گلشن تصویر کو آتش سی کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پہڑکتی واہ ری شوخی تری
دستِ رنگین کی ہی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کی تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بہی مری صحرا مین جائی رم نہین

کہاتی کہاتی غم بہی ہوجائی گا راحت اے وزیر
سم اگر کہانی کی عادت ہوگئی تو سم نہین

ای پری نی کا مجہ وحشی کی کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سی زنجیر دن کی حلقی کم نہین

یار تنہا گہر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کی قبضی مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دستِ غیر مین ہی غم نہین

گردشِ چشمِ سیہ نی یہ بہلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیری مجالِ رم نہین

شورِ قلقل سا قیامت ہی صاف نالہ صور کا
گریہ ہی بیدماغی دیکہتا پہر ہم نہین

آتشِ حسن اور بہڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغِ برق کو روغن سی گو کم نہین

نی سبائی سی مین دعوائی سلیمانی کرون
مُہرِ خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

تو وس بہبہو کی لی چمن مین جاگی ہین گل میان
آگیا ہی عارضِ گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بڑہی بہ نہی موجِ شراب
بزمِ مَی سی ہجر مین کس کو خیالِ رم نہین

خاک گرد اوسکی پا کرتی ہی شنگرف باد — بعد مردن بہی ہماری بدگمانی کم نہین
دیکھکر تیری گلِ عارض کو ایسی ہین خجل — پانی پانی ہین گلِ تر اوپر ہی شبنم نہین
پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما — ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین
ہون وہ مشتاقِ شہادت ہوگا پیدا گٹ کی — تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سی ہین کم نہین
آتی ہی اوس مہروش کی یہ ہوا رنگِ چمن — ہی گلِ تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین
چہرہ ہی ملکِ سلیمان سبع وہ ہی زیرِ نگین — اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین
دیکھا اوسر کشن نہین گستی ہی تیغِ خانہ ساز — فرق اصالت مین ہی جوہر تو اصع خم نہین
جام کو گردش فراقِ یار مین دشوار ہی — ساقیا یہ می کی قطری آبلون سی کم نہین
تیغ رہتی ہی گلی پر فرقتِ دلدار مین — جز دمِ شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین
دیکھتا ہون جسکو ہین دلگیر آتا ہی نظر — کاشن تصویر ہی یہ گلشنِ عالم نہین
وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسپہ ہی چاک — دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین
ای گل شادی نہ یادہ مور واندوہ ہی — نکلی ہین آنسو بہت ہنسنی سی کچہ شبنم نہین
تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید — صبح تو ظاہر ہوئی پر نیرِ اعظم نہین
اوسکی گلتکیی کو رکھ دو سینۂ مجروح پر — مرہم کافور کی پہاہی سی کچہ کم نہین
کان کی پروی مین آواز اوسکی اگر چہپ گئی — یار سی شرم و حیا تھی گفتگو بہی کم نہین
کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے — میری زخمون کی لیی غیر از نمک مرہم نہین
شرم سی ہی پانی پانی روی گلگون دیکھکر — آئنہ بہی وہ بروتری کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی اسپہ عکس | مغز بادام ای پر پریوی سبب توام نہین

بوسہ شمشیر قاتل کی تمنا مین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین

تیغ وہ آبدار لاتے ہین
دیکھیی پیاس کب بجھاتی ہین

پاؤن پڑتی ہی اپنی جب زنجیر
طوق کو ہم گلی لگاتے ہین

زخم پر میری کیون نہ چھڑکین نمک
عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین

زلف پر خم کو کب چھوا مین نے
آپ کیون پیچ و تاب کھاتی ہین

شکل آئینہ اوسنے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتے ہین

حشر برپا ہوا خرام نکر
مُردی قبرون سی نکلی آتی ہین

ہی کبوتر جو نامہ بر میرا
چٹکیون مین اوسی اوڑاتی ہین

عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل
دیکھنا کیا کنوین جھنکاتی ہین

خنجر آبدار سے قاتل
میری دل کی لگے بجھاتی ہین

ہم خریدار تو ہین مژگان کی
کیون وہ خنجر گلی لگاتی ہین

گل زخم اب چمن کی تیر سے کب
بلبلون کی وہ پر لگاتے ہین

وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر
لن ترانی کسے سُناتی ہین

تو بھی دکھلا دی کعبہ ابرو
ہم بھی دست دعا اُٹھاتی ہین

جو کبوتر گیا ہوا وہ گلے
اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتی ہین

خط مین لکھتے ہین شوق دید وزیر
آج ہم قسمت آزماتے ہین

قوت بازو ہوئی ہین ای سخن بر اونگلیان
طائر رنگ حنا کو بنگئین پر اونگلیان

پار کردین دل کی جب کہدین جگر پر اونگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان

کیا ہی خط ورون پر چڑہی ہین ای ستمگر اونگلیان
پہیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر اونگلیان

گر توقع ختم جو ہو پست و بلند دہر کا
جب ملین جہک کر ہوین پانچون برابر اونگلیان

یون بلائین ہین تیری وہ گل کہل کہلا کر ہنس پڑی
گل کہلائین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکہنا
کانپتی ہین کسقدر ضعفی سی تہر تہر اونگلیان

ہاتہ مین لیجا تن لاغر مرا نامی کی ساتہ
ڈر نہ ای قاصد کہ چہہ جاتی ہین اکثر اونگلیان

بل بی مستی می ٹپکتی ہی پسینی کی طرح
گردن مینا سی ای ساقی ہین بہتر اونگلیان

دست وحشت نی کیا ٹکڑی گریبان قرار
جہانکتی ہین کسکی تہین پردی سی باہر اونگلیان

ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سی ربط ہی
دل چرا لیجائین گی اب چور بنکر اونگلیان

جام خالی پر رکہا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کی طرح بہر دین گی ساغر اونگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چہلون پر تری
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان

رکہدی کیا پاؤن گستاخی سی دست سرخ پر
لال اسقدر کہان تہین ای کبوتر اونگلیان

واہ یا اوستاد کیا لکہا مخمس آپ نی
دست و پا مین پانچ پانچ اچہا بنا کر اونگلیان

کم کسی سمجہین تمہی دست حنائی کی شہید
سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

ہوتا نہ ذوق میکشی پا ساقی کوثر اوسے / شیشی نازک ہین بہت ہاتہہ کی تہر اونگلیان

آئنہ عارض نہین یوسف ہی کہلا تین نہ آپ / کاٹ ڈالین گی ابہی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین ان پر قیامت کا ہی کچہہ تحریر حال / پاس رکہتی ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پہاڑی گا گریبان آ گئی گر فصل بہار / تل ہتیلی کی نہین اپنی ضعف کہل گر اونگلیان

مشورت کچہہ قاتلون مین ہی ہماری قتل کی / بیطرح اوٹہنی لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سی ہوا جاری لہو / کرتی ہین اپنی دست وحشت کا نشتر اونگلیان

چل رہی ہین پاؤن کی بہوی اچہی ہنگام رقص / کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو تو کہتی ہین یہ سب ہی مشتاق قتل / ہاتہہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنی یوسف کو مری یوسف سی تو نسبت نہ دی / ای لیخا اس پہ سر کٹتی ہین اوسپہ اونگلیان

شعر تر لکہی ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر اتہو مین موج آب کوثر اونگلیان

بہری ہی تو نی جو ساقی شراب شیشی مین / پری اوتاری ہی اپنی حساب شیشی مین

نہین نمود یہ دُرد شراب شیشی مین / ہوا ہی صورت کسوف آفتاب شیشی مین

ہی پاس ساقی کی ہوش شراب شیشی مین / بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشی مین

سوای شیشہ محل وہ کہین نہین سوتا / پری کی طرح سی کرتا ہی خواب شیشی مین

غروب چار پہر آفتاب ہتا ہے / نہان ہی آتہہ پہر کیون شراب شیشی مین

گر آدمی ہی نہو زیر آسمان غافل / پری کی طرح نہو مست خواب شیشی مین

کیسکی آتی ہی ساقی کی یہ جو اس سے گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشی مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بہری
فلک نے کہا ہی مجہی انقلاب شیشی مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بہی دعا ہی یہی
ہماری روح پہ ہوئی عذاب شیشی مین

سوا ہی روز مری میکدی مین رات کہان
فلک کی طرح سی ہی آفتاب شیشی مین

ولہ

میری نالون سی تہ و بالا ہوئی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک اور بارہا سر پر زمین

ہی دیار راہ روکا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وہان کی سر زمین

کس طرف جاؤن کہ ہوان و بلاؤن سی نجات
آسمان گہر گہر ہی ہی اور یہی گہر گہر زمین

باری باری یہ مجہی پیسین برنگ آسیا
آسمان مین پہر رہی گردش مین ہو شب بہر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سی
کانپتی ہی ٹہنڈی سانسون سی مری تہر تہر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیری مژگانکی شہید
وان عوض سبزی کی پیدا کرتی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئی محبوب جانی خاک ہی
رکہتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سی عالم کورۂ آتش ہوا
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق جانان یار نی ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھ رہنی کو مری کافی ہی اب تل بہر زمین

ولہ

مین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون
ہمصفیرو اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن کہا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفوں کی درازی دیکھکر ‏ ‏ کہتی ہی عمر خضر میں کیسے کوتاہ ہوں

آسمان پر بھی سیہ بختی میں ہی میرا دماغ ‏ ‏ خال ہوں مہر ہوں داغ جبین ماہ ہوں

کہ رہی ہی آسمان سی یار کی گہر کی زمین ‏ ‏ طور ہوں صحرائی میں ہوں تجلی گاہ ہوں

بیٹھنا کیسا ادہر آیا اودہر راہی ہوا ‏ ‏ دن جو ہوں تو مختصر ہوں شب جو ہوں کوتاہ ہوں

اللہ اللہ کیا ہی اوسکی پاؤن کی ٹہوکر کا لطف ‏ ‏ ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہوں

روز محشر سی **وزیر** افزون ہی اس کافر کا طول
اب بہی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہوں

گوہر اشک سی لبریز ہی سارا دامن ‏ ‏ آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین ‏ ‏ کچھ گریبان سی کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہی ‏ ‏ پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

جامہ چین نی نہیں پہول چنی نرگس کے ‏ ‏ سیکڑوں آنکہوں سی کرتا ہی نظارا دامن

بہت ای وحشت جنون تنگ نظر آتا ہی ‏ ‏ باندہ دی دامن صحرا سی ہمارا دامن

خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتون ہاتہ ‏ ‏ مل گیا آج گریبان سی پیارا دامن

آمد آمد ہی اشکوں کی مگر سن لی ہی ‏ ‏ جہاڑ کر گرد جو صحرا نی سنوارا دامن

ولہ

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین ‏ ‏ تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

ای صبا پہنچا دی ہاتوں ہاتہ دست یار تک ‏ ‏ خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر یہ جو کہ کر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کی چھٹ جانی سے خارِ آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خارِ دامنگیر انروزون ہی خارِ آستین

دو نوانہی کام مین ای جان جان مصروف ہین
روح دامن کی تصدق دل نثارِ آستین

دوش پر رکھا اولٹ کر کسنی دامانِ قبا
ہو گئی دامن کی کلیون سے بہارِ آستین

لگ گئی ہی آنکھون مین آنسو آتی ہی پل بی دماغ
دیکھنا کیا کر رہی ہین انتظارِ آستین

اونکی [illegible] کی طرح ہر عضو دشمن ہو گیا
بن گیا ہی آستین مین ہاتھ مارِ آستین

دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنی ای وزیر
اشکِ گلگون سی ہی انروزون بہارِ آستین

جو خاص بندی ہین وہ بندہ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکی غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوزِ الفتِ حق
کبھی جلانی کی قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سی خامشی کا ہمین
دہن کی ہونی نہ ہونی مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلفِ سیہ نہین تو نہو
چراغِ روز کو کچھ احتیاجِ شام نہین

عزیز عاشق [illegible] کا ہی دل اسکو
نگین وہ ہاتھ مین کہتا ہی جسمین نام نہین

[illegible] ہاتھ مین وضو کی پڑھ دوگانہ عشق
جو بی نماز ہی وہ قابلِ سلام نہین

یہ [illegible]
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ [illegible] میری دربی قتل
الٰہی اسکی سوا اور انتقام نہین

[illegible] وست [illegible] ہاتی ہین خاک
یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہمنفس رلائی گا تجھکو خمارِ بادۂ عیش
ہی نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پہنسی نہ قیدِ تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائرِ نکہت اسیرِ دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹی محبت کا جسمین نام نہین

رہی گا ہجر کا دن کب کٹی اگر شبِ وصل
مدام روزِ قیامت کو بھی قیام نہین

بنی جو بال کا پہندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغِ جان کی لیی بہتر اس سی دام نہین

ہی دو آتشہ کفر و دین سی خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشربو حرام نہین

پکار اپنا گدا کہکی مجکو ای شہِ حسن
فقیر ہون تری کا وزیر نام نہین

عذارِ یار پہ زلفِ سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراقِ یار مین دونو سی ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوی شام نہین

ولای کعبۂ ابرو سی منہ کو کیا پہیرین
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثلِ پری ہی قد
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زرخرید ہی اپنا
کیا جو بندی کو آزاد [illegible] غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجتِ امام نہین

کسی طرح شبِ فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ [illegible] سے بھی کام نہین

جو اوس سی بات نکی ہو گیا مجھی اثبات
دہن وہ تنگ ہی کہ [illegible] کا مقام نہین

ہمیں ہی آپ سی کیا تیری تیغِ تیز کی آنچ
کہ خونفشان ہمی [illegible] کباب خام نہین

پھری ہی جب فرقتِ جانان مین چشمِ دخترِ رز
یہ گردشِ آنکھ کی ساقی ہی دورِ جام نہین

نہ دیکھا نقشِ قدم کا صدای پا نہ سنی
سمندِ عمر سا کوئی سبک خرام نہین

[illegible] ہتی ہی شمشیرِ ابروِ قاتل
مثالِ تیغِ اجل حاجتِ نیام نہین

بنا ہین وہ ہات حنا سی کیا ہی جن سی شہید
کچھ اور یار سی منظور انتقام نہین

جلا ہی وہ شبِ فرقت کا دلکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سی سینی سی دل سی گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارۂ فلکِ حسن کیسی کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہِ تمام نہین

پھری طلب مین جو دنیا کی وہ نہین دیندار
مثالِ دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

نہ خطِ مصحفِ عارض کا معتقد ہو فقیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

ہی غلط گر تری دانتون کو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحفِ ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین بہی آثارِ فنا سارے ہین
شام کو ڈوبی ہین اور صبح کو تم تارے ہین

کیا ہی [illegible] عیان جہان ابھارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت ہین نہ سیارے ہین

[illegible] ہونٹون کا [illegible] گا نہ سنی کبھی
ہون گی یہ قند سے ابتو شکر پارے ہین

[illegible]
خار یا چوب ہین اور آتشی انگارے ہین

[illegible] غبارِ صبح
دن ہی کم شام کی آثار عیان سارے ہین

ساغرِ چشم کی [illegible] گی بوسی
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط یہ خط رو بہا کر اوسی پونہچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکارے ہین

آب جاری کیا اعجاز سی ای بحر کرم
اونگلیان کا ہیکو ہین نور کی فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکہلاتین اگر تیسون دن
نہی پہبتی مجہی سوجہی کہون سیپارے ہین

ہاتہ اگر چہو دی سی جل جای ید بیضا ہو
لعل لب اوس بت کافر کی وہ انگارے ہین

رونگٹی کب ہین ان آئینون مین ہین گہی بال
ہاتہ زانو یہ کبہی یار نی ... ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوی ہی تیغ کی طرح
چار پہول اوسکی نہین پہولونکی کشتارے ہین

رو برو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
انتو ہی منت خلق آپ کی نظارے ہین

دیکہکر تجکو حسین کٹتی ہین پہولی ہین بناو
لنگہیان کرتی ہین ... ہین

دل یہ جو گذری خبر اشکون نی دی آکی وزیر
لائق خلعت و مال یہ ہرکارے ہین

سب کو رخسار مخطط یہ تری پیاری ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینی وہ رخسارے ہین
اپنی بہی دیدہ ہی اور اونکی بہی نظارے ہین

زہر ان کالون مین ایسا ہی جو دیکہی جاے
سیکڑون ان سانپ کی ... ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی ہی صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو مین گریان ہی
... ہین

آہ مین دل کا غبار اشکون مین ہین لخت جگر
بادمین خاک ہی او آب مین ... ہین

منہ چہپاتی ہوی ہین نازسی اطفال حسین
ای معلم ابہی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین [illegible] کی حسینانِ جہان
دست و پا تک عرقِ شرم سی فوّاری ہین

اب بہی کہتا ہی اوسی کچہ نہ لکہا شوقِ وصال
پشت قاصد پہ دلا نامونکی پشتاری ہین

چشمِ جانان کی اگر دشت ہین ہم ہولی ہین یاد
ڈہیلی آنکہون کی ہمین آہوون نی ماری ہین

مستِ آہو وہ نہین تیری ہی لبِ آتش رنگ
اپنی نظرون ہین دہوان دہار یہ انگاری ہین

[illegible] ہفتون سی ہین جو دو نو عارض
پہول خوشبو ہین جلا دینی ہین انگاری ہین

کہینچکر اوسکی تصاویر کہی صورت گر
یہ کہی مصحفِ رخسار کی سیپاری ہین

لکہہ دیا ہی مری سینی پہ شہادت نامہ
صنعتین کہین ہین یہ تیر اوسنی نہین ماری ہین

الفتِ چاہِ زنخدان ہین یہ لاغر ہون وزیر
روزنِ گور مری نظرون ہین اندہاری ہین

عاشقِ زلف و رخِ دلدار آنکہین ہوگئین
مبتلائی کافر و دیندار آنکہین ہوگئین

سرخ پلکین ہوگئین خونبار آنکہین ہوگئین
دیکہ لو اب زخمِ دامندار آنکہین ہوگئین

دیکہکر محوِ جمالِ یار آنکہین ہوگئین
جام ہائی شربتِ دیدار آنکہین ہوگئین

[illegible] لگا ہی خون گرم
بہیجیو پانی کہ آتش بار آنکہین ہوگئین

[illegible] مسی جو آنکہ [illegible] اگر صبح
کیجیی دو دو باتین چار آنکہین ہوگئین

[illegible] ساقی پہونچ پہرِ خدا
بی تری محفل ہین دریا بار آنکہین ہوگئین

[illegible] انکہون ہین خطِ رخسار کا
آئنی کی طرح جوہردار آنکہین ہوگئین

ای بتِ کافر نہی بس بی عنایات اللہ کی
لب تری عیسی ہوی بیمار آنکہین ہوگئین

بہ گئین پلکین بہ رنگ خس مری اشکون کی ساتھ
اپنو نظرون مین گل بیخار آنکھین ہو گئین

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سی
ای پری آہوی خوش رفتار آنکھین ہو گئین

میری پاؤن کی طرح سیماب گردش مین ہین
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھین ہو گئین

عین نادانی ہی یہ اپنی جو ہی چشم داشت
شکل مژگان پھر گئین ہر بار آنکھین ہو گئین

تخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
آ دیکھو جوہری بازار آنکھین ہو گئین

دو تو ہین چشم سخنگو پر نہین ہی اک دہن
چپ ہین ہی قابل گفتار آنکھین ہو گئین

عشق پنہان دیدۂ گریان نی ظاہر کر دیا
ہنسنی کی جا ہی لب اظہار آنکھین ہو گئین

ابلق چشم صنم کس ناز سی گردش مین ہی
خوب کاوی ہوتی ہین رہوار آنکھین ہو گئین

ہر کسی نی آنکھ جب ڈالی گلوئی صاف پر
ہنس کی فرمایا گلی کا ہار آنکھین ہو گئین

تولتی ہین سدا نظرون مین جنس حسن کو
پلۂ میزان مری یار آنکھین ہو گئین

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کی طرح زردار آنکھین ہو گئین

کہتی ہو سب دیکھتی ہین تیری آنکھونسی مجھے
سچ کہو اغیار کی بیکار آنکھین ہو گئین

چلیی اب صحرا سی کیا دیدار انہین دکھلائیی
آبلون سی پاؤن مین بیخار [illegible] آنکھین ہو گئین

پھول نرگس کی بنائی کب ہان معمار نی
یہ ہمارا نقش بر دیوار آنکھین ہو گئین

ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہے
جب [illegible] کی بہت پہ [illegible] آنکھین ہو گئین

ایسا انکو بنایا عشق تیر یار نی
ہی سری [illegible] تو فار آنکھین ہو گئین

پیش نرگس ہاتھ پہیلاتی ہین شاخ نسی درخت
کسکو دیکھین گی جوابدار آنکھین ہو گئین

چھپ کے میں بنگلی ہین نقش بر دیوار ہم
آؤ دیکہو روزنِ دیوار آنکہین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتی ہین نظر
بادۂ وحدت سی کیا سرشار آنکہین ہوگئین

بیماری روتی ہجر مین سج جی ہین یہ چشمانِ تر
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکہین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کنارا دیدہ و دانستہ قتل
جوہرون سی تجہین لی تلوار آنکہین ہوگئین

آنکہہ [illegible] تری کچہ توبہنا گی دی
ای صنم جو قاتل زنار آنکہین ہوگئین

پہر گیا وہ آکی اب جاگی تو کیا حاصل وزیر
سو گئی جب بخت تب بیدار آنکہین ہوگئین

ہوس چشم کی باقی کو کہان باقی ہین آنکہین
کیون کہوڑی تصور کی یہ دوڑاتی ہین آنکہین

جب آنکہہ لڑاتا ہون تو وہ شرماتی ہین آنکہین
بس دامن مژگان مین چہپ جاتی ہین آنکہین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کی طرح صبح کو چہپ جاتی ہین آنکہین

وحشی ہون دم نزع ہی پتہرا گئی حسرت
اطفال سرشک آؤ کہ پتہراتی ہین آنکہین

جاتا ہی طلب کرنی ہر اک نہر سی کشتی
دریا کو اگر دیکہ کی لہراتی ہین آنکہین

ولہ

[illegible] کیا جہان رنگ ہی اس اختیار [illegible]
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

[illegible] جسکو [illegible] ہی
بس ایک رنگ ہی ہی جسم صاف مین

[illegible] سرشک اسکی گال پر
موتی کمر تیا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مہنی آلودہ لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

غزل فارسی

به بین در وقت رفتن حسرت دیدار نگار من
که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من

نگه از دیدن او چون پر پروانه می سوزد
نگه دارد چراغ از داغ دل شبهای تار من

فلک گر داد از فرط حرارت کوره آتش
معاذ الله فتد گر بر زمین مشت غبار من

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید
به بیند گر کسی آئینه لوح مزار من

اگر از سستی بختم سمندر در نمی آید
بپائی او رسد ای کاش این مشت غبار من

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نهی
صفا با صورت آئینه می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی میں سودائی ہیں
موج بوتی زلف کی پڑی جہینائی ہیں

شوق میخواری میں ساقی بہ چلا دریا اشک
کشتی مے اب بہی لیکن کو مرحی آتی نہیں

وله

نظروں سے بھی ور رہنی کا بیماری گلہ نہیں
دل سے قریب ایسی ہو کچھ فاصلہ نہیں

وله

چلن انفاس کی ہیں بند نوں کچہ نکہت گل میں
کہ آمد شد ہی اسکی کوچہ بلبل میں

وله

بہ رنگ بو ہی سبکر وحی ایسی بلبل میں
پہر چمن کی کو چہ رگ گل میں

وله

صدا روئی کی آئی گرا بھی چہیڑی اے مطرب
جو میری آنسوؤں کی تار ہوں

وله

خدا کو مان نہ اے شور حشر ہمکو جگا
لحد سے

جگا دیا بھی ہو تی ہیں ہیں باغ ہوں نین
ابھی لحد میں نکیرین گفتگو کرنا

ردیف واو

تو جوانون سی تہی پایا کنارِ پیر کو
اس کمان مین تیر پہر ہمنی نہ دیکہا تیر کو

تیرچہی نظرون سی نہ دیکہو عاشقِ دلگیر کو
کیسی تیر انداز ہو سیدہا تو کرلو تیر کو

مارے ڈالا ڈہونڈہ کر ظالم نی نخچیر کو
چشم کیا سوفار کی بدلی ملی تہی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بہی تنکی جینی
کہربا کی رنگ سی کہینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دی سکا لیکن تری دیوانی نی
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پہٹتی ہی تیری مکان پر یار جو ہر اک کی آنکہ
گرد دامانِ نگہ منگوای تہی تعمیر کو

ہی بہی باتین کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتی ہین مری تحریر کو

جال اس غفلت کدہ کا تہا عیان ورنہ سست
خواب دیکہا بعد پہلی سن لیا تعبیر کو

پڑ گئی ہین سیکڑون چہالی جو اے خونخوارِ خلق
کسکی خونِ گرم سی تونی بہرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکی لیے
تشنہ ملا زخمون کو میری او زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہادِ شیرین گر کہین قدم
دودہیا پتہر سی جاری کردین جوئی شیر کو

... اوس گل کا جو لگا پہر کی دیکہا ناز سے
دی اسبابے بلبل دعائین خارِ دامنگیر کو

جاکی بہری انتظار ہی جب لگانی تو نہ تیغ
کیون نہ ای قاتل ہما کہیی تری شمشیر کو

ہاتہ ... جیتی نہ ہین آتا تو اطفالِ حسین
کہینچتی پہرتی ہین پہرو مری تصویر کو

پاؤن پر شمعین گرین جان فکر مین ہی
مت سمجہو عبث پانی شمع پر گلگیر کو

یار ہا بجلی گرانی شعلۂ آوازنی
لن ترانی کی صدا کہیی تری تقریر کو

پستی ہی بہدی چمن مین دیکہنا رفتار یار
پہول منہ سی جہڑتی ہین سنا در اتقریر کو

اپنی اشکون کی سبب دریا روان ہر گہر مین ہی
ہاتہ آتی ہین مچہلیان گہر بیٹہی ماہی گیر کو

آسمان کی پار گذری دل کی ایسی آہ سے
اپنی ترکش کی کمان کی طرح پہینکا تیر کو

کوہکن تجہسی نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چہپاتی استخوان کی طرح جوئی شیر کو

بہر استقبال جاؤن مین کئی تیر آپ سی
وہ نشانہ ہون جو آتی دیکہون اوسکی تیر کو

ہو گئی لاغر تیر کی مانند چہوڑی ای وزیر
کہینچا جانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

دیکہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹہرنا مشکل اب ترکش مین تیری تیر کو

خواب مین دیکہا جانان سی اوٹہ سکتی نہین
پای خفتہ چاہیی اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تونی ہمین وحشی کہا اچہا کیا
اب کوی ہم چہوڑتی ہین زلف کی زنجیر کو

موی آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لی شمشیر کو

دامن جانان جو چہوٹا دامن صحرا لیا
دیکہ لی وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مری خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دی شب تقدیر کو

رہ گئون زیر تیغ قاتل اسقدر دبلا ہی
صورت کشتی ہلا دون مین خم شمشیر کو

اوس بہبہو کی سی بہلا ای شمع کیا نسبت تجہی
مثل پروانہ جلا دی چہب دی گلگیر کو

ہاتہ اوس انگیا کی چڑیا تک پہونچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکہا کر شانۂ زنجیر کو

جب ہم کیا کریاہی خواب غفلت مین سی تو
روز محشر ستیو ہر ہر عضو سی تکبیر کو

خط سنبل پہ لکہون کی صفحہ جانان کی — سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ہی گل زخم جگر تیر انشانہ کیا — بلبلون نی اپنی پر بخشی ہین اوسکی تیر کو

جو گیا تیری کمان مین پہر نہ نکلا عمر بہر — نقش حب کا گہر ہی گویا گہر تر تسخیر کو

پرورش طفلی سی پائی دامن کہسار مین — کوہ کو پستان مین سمجہا شیر جوی شیر کو

گرمیان وہ غیر سی کرتا ہی مین مرتا ہین — آگ لگجاتی ہے آہی موت کی تاخیر کو

بندہ گیا ہی غیر سی مضمون غزال چشم کا — اوس مین اشعار چین نکالی کہدو آہو گیر کو

ضعف سی مذکور خال لب گران ایسا ہوا — مہر خاموشی ہوا میری لب تقریر کو

بیقراری دیکہ کر میری کہا بہزاد نے — چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ ادا زیر
صورت مژگان جگہ آنکہون پہ دین ہم تیر کو

بی چین ہی یہ دیکہ کی مجہ بیقرار کو — ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین ہی نکرون کا مین یار کو — پہلی کیطرح تلوی چہپائین گی خار کو

دل مین جگہ دی یار نی مجہ خاکسار کو — شیشی مین اک پری نی اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹی ہین پہولونکی ہار کو — پہولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجہی — گل کردیا صبا نی چراغ مزار کو

اوس گلعذار سی کہو سرکای منہ سی بال — پہولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مری آنسو نکل پڑی — دیکہا جو بیچراغ کسیکی مزار کو

ای گل گمان نہین مری وفی کا تذکرہ
تولی صبا پہای گر تیا بر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخِ غزال مین
دیکہون جو تیری سرمہ دنبالہ دار کو

ہی مجہہ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑا نا غبار کو

گلبن کو سرخ دکہاکی کیا اوسنی عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑی اوسکی آنکہ مین
دیکہی نگاہِ بد سے جو آئینہ یار کو

لی گنتی اوس قمر کی لیی بوسی رات بہر
دیکہو تو میری آرزوِ بی شمار کو

گل ہنستی ہنستی لوٹ گئی میری قبر پر
یون روئی شمع دیکہ کی میری مزار کو

مسّی نی تیری دانتون کی برباد کردیا
گردستی تیی گہرِ آبدار کو

میری طرح جو غیر سی وہ آنکہ پہیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چہوکر حنائی ہاتہ سی اوس گل نی باغ مین
روشن پتنگِ شمع کیا شاخسار کو

ہم مرگئی مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہِ الم سمجہتی ہین سنگِ مزار کو

وحدت اوٹہائی پردہ کثرت جو آنکہ سی
پہر ایک اس چمن مین کہی تو ہزار کو

دستِ طمع دراز ابہی شاخ گل کری
دیکہی اگر چمن مین گلِ کفش یار کو

بولا ہوا کی گہوڑی پہ اب بہی سوار ہی
دوشِ صبا پہ دیکہ کی میری غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گری
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بیدماغ خوابِ عدم سی چونک اوٹہون
خاموش کر صبا مری شمعِ مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری مین لب پہ فغان کرون
چیٹین جو منہ لگائی تو مجہہ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اٹہاؤن پہ ہین ... — لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو
پہنا جو تو نی یار گیا یہ خوشی سی پہول — پہولو نکا ہار کر دیا موتی کی ہار کو
تربت پہ میری کون یہ گرمِ خرام ہی — نقشِ قدم چراغ بنی ہین مزار کو
گر تو نہ آئی موت کا مین منتظر ہون — آنکھین خدا نی دی ہین مجہی انتظار کو
تر دامن اسقدر ہون کہ ای آفتابِ حشر — سایہ مرا خجل کری ابرِ بہار کو
پہر سوال آئین جو مجہہ ناتوان کی پاس — ڈہونڈہین فرشتی لیکی چراغِ مزار کو

آئی ہین میری ہاتہ وہ مضمونِ آبدار
نسبت نہین وزیر درِ شاہوار کو

مر ہی گئی بلبل جو گیا یاد چمن کو — غربت مین خدا یاد دلائی نہ وطن کو
لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کی سخن کو — جہوٹا نہ کہین جہہ بہری اس لعل یمن کو
باتون مین لگالون گا غزالانِ ختن کو — آنکہون سی تری سیکہہ لیا طرزِ سخن کو
مین مر گیا ہون دیکہہ کی اعجازِ سخن کو — اب سوزنِ عیسی سی سیو میری کفن کو
دکہلایا تری تیغ نی جوہر تری چمن کو — پہر تازہ کیا داغِ اسیرانِ کہن کو
اندہا ہی وہ جس نی ترا دیدار نہ دیکہا — بہرا ہی وہ جس نی نہ سنا تیری سخن کو
نقشِ قدمِ یار کی دیکہو تو صفائی — آئینہ دکہاتا ہی عروسانِ چمن کو
ای بت دیا اللہ نی نعم البدل اس کا — دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو
بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری — کہنا ہی بجا ابرِ سفید اپنی کفن کو

منہہ مین جو نعمان کی طرح پانی بھر آئی
ہی کی بہی یوسف جو تجہی دیکھی یعقوب کو

کرباتین لڑائی کی لبِ لال سی ظالم
دی لال کی مانند لڑا لعلِ یمن کو

دل چاہِ ذقن مین تری لٹفونکو نہ بہولا
افتادہ جہ یاد کری جیسی رسن کو

مرتا ہی جہان تجہ پہ یا ای قاتل عالم
اب ندی بہی بہتی ہی چہی مرتی ہین کفن کو

بلبل کی بہلا پوچہتا کاہیکو کوی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچی کی دہن کو

قمری کو اوسی دن سی ہلا طوقِ اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سروِ چمن کو

یوسف کی طرح گر پڑی ای ماہ کنوین مین
دیکہی مہِ نخشب جو تری چاہِ ذقن کو

خوش چشمون کی مضمون کیی مینی قلم بند
تیزی سی کیا صید غزالانِ ختن کو

بت کہتی ہین کیا کیا مجہی اس بید ہنی پر
اللہ نی صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکھون کو تری سرمی کی دنبالی گران ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالانِ ختن کو

تربت پہ مری آبِ ہین یار نی پہینکا
بہولا نہ پسِ مرگ وہ غنچہ تشنہ دہن کو

مرنی پہ ہی خوش چشمونکو مجہسی ہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتی ہین ہرن کو

یارون نی پسِ مرگ مری باندہ دیی ہاتہ
تہا خوف کہ پکڑی ہی نکری جیبِ کفن کو

مرنی پہ رہی ساتہ زمانی کی دو رنگی
دکہلایا شبِ گور کو اور صبحِ کفن کو

جنبش نہ زبان کو ہو تو پہر بات نہ نکلی
گویائی ہی گردش سی وزیر اہلِ سخن کو

دوست سب کہتی ہین وقامتِ جلاد کو
نکلی قمری توڑ پی گر بیضۂ فولاد کو

یونہی گر فریاد سی دستِ زلیخا [illegible] کو
آئی چاکِ دامنِ یوسف بہار کیا کو

[illegible] ایجاد کی گلزار بی بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقش مانی کی کمر کھینچا تو ہو لا تھا لچک
ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیر اوڑ جاتی دیتا ہی قفس گلدام سی
رحم آجاتا ہی مجھ بلبل پہ جب صیاد کو

پھونکتا ہوں کسقدر اللہ ری سوزِ فراق
موم بن جائی اگر لوں ہاتھ مین فولاد کو

لکھنی بیٹھو گی تو لاکھوں سر قلم ہو جائینگی
پہلی بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو

صدقی کر کی سرو کو آزاد اوس نی کر دیا
کہدو قمری سی کہ آج آئی مبارکباد کو

کٹ کی سر حاصل ہوئی کیا ہی سکندر شی مجھی
سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نی کھینچی نہ دی ہی شیشہ نہ
رنگِ رخ اوڑنی نی عاجز کر دیا بہزاد کو

پائی مجنون جب کھنچی ہی زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوئی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفلِ مہرو چوٹ دل پر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا استاد کو

ہو چلی وحشت صریرِ کلک کی تحریر سی
گا بہار او طفل جنگلا ہو نصیب استاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھوں کی طوطی اوڑ گئی
جانور صدقی ہین چھوٹی دیکھکر صیاد کو

ولہ

اسطرح پتی سی پوچھنا قاصد مکانِ یار کو
چاندنی کہتی ہین کس کی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سی چشمِ یار کو
شوق سی کعبہ کہوں مین ابروِ خمدار کو

جب صبا لائی ادہر سی بوی زلفِ یار کو
نافۂ مشکین بنایا روزنِ دیوار کو

کسنی پامال خرامِ ناز اب گلزار کو ۔ پاؤن نی پڑتی ہی حنا سی قدون کی رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطفِ سایۂ دیوار کو ۔ ڈہونڈہتا پہرتا ہون جنت مین کوی دیوار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک ۔ مطلعِ ایجاد ہم کہتی ہین اپنی یار کو

دیکہی بندش صفائی کی جو کیجی وصفِ رخ ۔ باندہی سو پیچ سی مضمونِ زلفِ یار کو

پہول جب جہڑنی لگی رنگین بیانی سی مری ۔ رہگئی حیرت سی بلبل کہول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بختِ خفتہ المدد ۔ نیند آجائی ہماری دیدۂ بیدار کو

راز دار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون ۔ مثلِ پا ہی عمر بہر رکہون چہپا کر خار کو

مثلِ خاتم قمریون نی طوق بہیجی میری ہاتہ ۔ لکہ دی اب خطِ غلامی سرو قدِ یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گم رواں ای شعلہ خو ۔ کر دیا روشن برنگِ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتی ہین میری کیا ہوا سرزد گناہ ۔ پوچہتا ہوتی جو گویائی زبانِ خار کو

کیون نہو ثابت مجہی ظالم کی قسمت مین ہی عشق ۔ دیکہتا ہون بات فن خندان لبِ سوفار کو

چشمِ جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار ۔ ناتوان ہی چاہیی رکہنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتی ہین اب ہی برابر رات دن ۔ سر سی پا تک دیکہکر زلفِ درازِ یار کو

خاک بازی واقعی لڑکونکو بہاتی ہی بہت ۔ اشک نکلی دیکہتی ہی خاکِ کوئی یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بالِ شوق ۔ عندلیبون کی طرح اوڑجاتی دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی بنتی آنکہین ہین نرگس کی پہول ۔ برگِ نرگس کہولی ہی گل ابروِ خمدار کو

ای بتو در پردہ تم ہی ابدونکو ہی عشق ۔ صورتِ تسبیح پنہان رکہتی ہین زنار کو

مثلِ سایہ سرو سی پامال ہو کر بہی خدا ہم
پہول منہ سی جہڑتی ہین [illegible] گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پر اوٹہون نہ مثلِ نقشِ پا
جی مین ہی کہلاؤن نہ ورنا توانی یار کو

سہمِ دی نالونکا اثر باقی ہی بعدِ مرگ بہی
موی تن مضراب ہین ہر اک کفن کی تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجہی
بہاگتا ہون دیکہکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدہا کرون گا چرخِ کجرفتار کو

دل مین اپنی اب تصورِ اسکا رکہی رات دن
عرش مین لٹکائیی زنجیرِ زلفِ یار کو

دل کو سینی سی مری آنکہون مین لایا جوشِ اشک
چاہیی نقلِ مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتہ آتا ہی مری مضمون دہانِ یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستۂ گلزار کو

جوشِ گریہ سی نہ خط لکہنی کی جب فرصت ملی
کاغذِ ابری عوض نامی کی بہیجا یار کو

خانۂ زنجیر سی نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نی کیا آزاد جسمِ زار کو

ٹکڑی ٹکڑی طوق کو کردین گریبان کی طرح
تیری وحشی جب سنین زنجیر کی جہنکار کو

آئی ہی وحشت مین اب یادِ بتانِ سنگدل
خوب وہ دن منہ پہ لیکر دامنِ کہسار کو

باندہی ہین مضمون جو مین نی قامتِ دلدار کی
عالمِ بالا مین پڑہتی ہین مری اشعار کو

پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بیچنی آیا ہی وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

دوست دشمن ہین برابر چرخِ کجرفتار کو
پہول دیتا ہی سپر کو اور پہل تلوار کو

زیرِ ابرو دیکہکر گوشہ نشین چشمِ یار کو
ماہِ نو نی بہی چڑہایا چرخ پر تلوار کو

راحت جان کہتی ہین عشاق زلف یار کو
یاد دشت ہی جیتی نہین بیمار گیسوی یار کو

باغ سی تشبیہ دیتی ہین گلِ رخسار کو
اب عوض طوطی کی بلبل کہتی خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابروِ خمدار کو
بس اوٹہا رکہ طاق پر ای ماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغِ آہِ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتہ آیا فکر سی
زورِ افسون سی کیا خاتم دہانِ مار کو

کیون نہو ہمکو ادب وصل ابروِ خمدار کا
چوم کر لیتی ہین اکثر ہاتہ مین تلوار کو

غیر دیکہین جلوہ تیرا ہم جلین ای محسن
آگ لگجائی تری اس گرمیِ بازار کو

برچھیان مارین نگہ نی ہر مژہ نی لاکہ تیر
ابروِ خونریز تو بہی کھینچ لی تلوار کو

اس می دیوانگی پر ای جنون پتہر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑی ٹکڑی دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوسدم سپرداری کری
ای جنون صحرا جو کہینچی مجہ پہ تیغ خار کو

لاغری سی آج ہم دوشِ ہوا پہرتی ہین
ای گلو بہنستی تہی کل خارِ سرِ دیوار کو

اسقدر ہی کانٹی چبہتی کی کفِ پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکہی جو شمعِ خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میری اشک و آہ سی
ہی بہت ناسازیہ آب و ہوا بیمار کو

توڑکر سو بار دی ہی ای جنون ہمنی گرہ
کر دیا ہی شکلِ سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندہتا ہون مین تو مضمونِ دہانِ یار کو

داغِ گل نالی ہین بلبل ٹہنڈی سانسین ہین نسیم
یا الٰہی رکہیو سرسبز اسی گلزار کو

پاؤن کی چہالی نہین دیتی ہین آنکہون پر جگہ
دیدۂ تر آبلہ سمجہا ہی مژگان خار کو

سنکر قمری و سکی جستی طوق پا مین پہنی ہوی
اس لئی کہتی ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکہتی ہی سیر چشم یار کو ہی احتراز
کس نی مبتلا پایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیجیی تمثیل دل کی داغ سی
باندہتی ہی شک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر می ہنستی ہین ساقی بہکنی پر مری
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنی کوچی مین مجہی رونی تو دی ای شاخ گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتی ہین گلزار کو

غنچہ گل مشک نافی بیچتی ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوئی زلف یار کو

ان بتون کی ظلم سی دشمن ہوا ہین کفر کا
ہو گیا ہر موی تن نشتر رگ زنار کو

اس قدر مستی مین بہی ساقی رہا پاس ادب
سجدی کرتی جاتی ہین ہم خانہ خمار کو

ای بت کافر تجہی بتیا ہون مین گل سی شال
باندہتا ہون مین رگ گل رشتہ زنار کو

میری ہر اک زخم تن کو اس نی خندان کر دیا
زعفران کا کہیت کہتی تیغ جوہر دار کو

دیکہکر تیری مریض عشق کو بولی طبیب
ہم پیام مرگ کہتی ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کر دی سایۂ دیوار کو

بل بکر ہم وحشیون کی آگئی ای شاخ غزال
پیچ مین لائی ہین اپنی ہمتو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تہا سمجہا سرو جوئبار کو

حال بیتابی گریہ سی ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانہ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سی کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لی لونگا بہی واللہ مین
ای بتو مصحف کہوگی تم اگر رخسار کو

وصف ان شیرین دہانونکا لکہون گر ای وزیر
نیشکر دم مین بنا دون کلک گوہربار کو

بنی گلخن جلا دو آہ سوزان سی جو گلشن کو ۔ کہین سب غنچہ شہہای سوختہ پہولونکی خرمن کو
وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوز انسی جو گلشن کو ۔ شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو
جلین گی رشک سی گل ہنستی جاتی ہی جو گلشن کو ۔ جلائی گی یہ بجلی دیکہنا پہولون کی خرمن کو
ہمین بیکس سمجہکر پہول اگر لاتا نہین کوئی ۔ صبا سی کہدو گل کر دی ہماری شمع مدفن کو
جنون نالون سی میری کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو ۔ نہ جاگا پای خفتہ سن کی زنجیرون کی شیون کو
دلا نا جنس کی صحبت ہی طرفہ گل کہلاتی ہی ۔ کری نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو
غبار دل عوض اشکون کی آنکہون سی جو گرتا ہی ۔ جنون نی دامن صحرا بنایا میری دامن کو
بہی سیلاب اشک ایسا گلی تک پانی آیو پہنچی ۔ بنا دون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو
مجہی دیوانگی نی جذب مقناطیس بخشا ہی ۔ گلی سی غیر و لپٹ جاتی جو لائین طوق آہن کو
مسی آلودہ لب مین واہ کیا ہی جلوہ دندان ۔ بہرا ہی ابر نیسان نی گہر سی اپنی دامن کو
بتاتی ہین جو مجہ وحشی کو انگلی کی اشاری سی ۔ مہ نو ای جنون سمجہی ہین لڑکی طوق گردن کو
نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلی ۔ اولٹ دون جام می گر تو چہپائی روی روشن کو
کہا قصہ جو قاتل کی لباس زعفرانی کا ۔ ہنسایا خوب سا ہمنی دہان زخم سوزن کو
سیہ خانہ مرا شمع فلک سی خاک روشن ہو ۔ کہ جا لا پرتو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو
بہار آتی ہی ای وحشت یہان پہرا گئین آنکہین ۔ بہر اشک گان نی میری تہہرون سی اپنی دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی ہین جاتی
کبہی موتی نہ دیکہا خشک ہمنی آب آہن کو

ہزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہووے
سپر کی پہول لازم ہین چڑہانا میری دشمن کو

پس از مردن ہی سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکہین سنگ مدفن آپ گردش ہی فلاخن کو

صدا آنی لگی ہی ہا ہدو اللہ اکبر کے
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکہکر جوبن گلوئی شیشۂ مَی کا
خجالت سی جہکا لیتی ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم تہا پارس سی اے وحشت
طلائی کردیا خون گلو نی طوق آہن کو

یہ کسکی گوہر دندان سی اسنی ہمسری کی تہی
ملایا جو خدا نی خاک مین ہیری کی معدن کو

پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکہو راضی اسی پردی مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ ہی محفل مین مستون کی طرح لوٹی
نگاہ مست ساقی کردی مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میرا گنبد مدفن
نہ بہولا خاک ہوکر ہی مین اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ سبکو زلف نی پہیلا دی اب عارض
بنا پروانہ ای مہر چراغ صبح روشن کو

برنگ شاعر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنی شیون کو

عوض پروانون کی تربت پہ شور عندلیبان ہی
یہ کس نی پہونک کر منہ سی کیا گل شمع مدفن کو

نکل جاتی ہین گر ہاتہ مین ہون سنگ ای وحشت
تڑپ نی میری نبضون کی کیا نادم فلاخن کو

یہ کہت آیا تہا گہر مین جو دماغ اپنا فلک پر تہا
سمجہتی تہی چراغ خانہ شب بہر ماہ روشن کو

کرون گر میری خیال گیسوی شبرنگ مین آہین
وزیرا کدم مین گل کرون چراغ صبح روشن کو

حسد سی سمجھی ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتی ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ می روکی دیکہا وہ ساغر کو

مجھی وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزی پہ جب دیکھوںگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنی کیا ہی خوش ہو ہو کی دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سی
روان ہوتی نہین دیکھا کسی نی آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنی پیرہن سی ار ایسا ہون لت
ہوئی تشبیہ بوئی گل سی میری جسم لاغر کو

ولہ

دشمن بہی اپنی دوست سی یارب جدا نہو
نا آشنا کو بہی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پہوٹی وہ آنکھ جس سی کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بہی ہین اور اڑ سکا نہو
یارب مجھی کہین پر پاسے بلا نہو

بعد از قضا زمین سی نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوئی کسیکی نظر سی گرا نہو

گرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ
تسمہ کوئی گلی مین لگا رہ گیا نہو

مرکر ہی اوس گلی مین ہم پہونچین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑی تو اودہر کی ہوا نہو

قطعہ

بی یار ذوق کب ہی شراب و کباب سی
پروا نہین ہی اب مجھی ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جس نی وہ می پیے
کہائی وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملی تو ملی غم مگر یہ ہی
دل مین تری غبار کہین آ گیا نہو

سودائی کا ہی چاہیی وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پہٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تہی تیغ پر نہ نزاکت سی کہہ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز پتی لگایا تو فائدہ
بی آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دل خراش
ہمراہ قافلہ دل نالان صرا نہو

جو ہو سکین وہ مجہ سی کرو بیوفائیان
تا پہر کسیکو تم سی امید وفا نہو

جز کہربا اوٹہای کسی نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوی یارب ہوا نہو

حسرت سی کیون تڑپتی ہین صیاد اسیر دام
ہاتہون مین تیری طائر رنگ حنا نہو

کہاکہا کی پان پیک جو پہینکی مزار پر
اوسکی شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسد رنج کیون ہی چرخ جفا جو کو اضطراب
دل کو مری قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنی در پہ مجہی دیکہکر وہ شوخ
کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سی کہی لب جدا نہو

پہر جواب خط مین جگہ چہوڑ دی تہی کچہ
قاصد نی اوسپہ خط غلامی لکہا نہو

پہر روح کو ہی جسم مین آنی کا اشتیاق
اوس نی مری جنازی کو کاندہا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سی قیامت بپا نہو

مستو بچہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکہون تو کیونکر آنکہہ تری سرمہ سا نہو

تاریک ہوگیا ہی نظر مین جہان فرید
آنکہون مین اوسکی غیر نی سرمہ دیا نہو

کیفیت اوس مین ہی ہی جو ہم سی گناه ہو
بوتل ہو میکشی سی اگر دل سیاه ہو

مصروف دید افعی زلف سیاه ہو
ای جان ناگ دون تیغ نگاه ہو

کاہیده مجکو دیکھ کی وه غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاه ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سی
پگڑی کا پیچ ہوی سر پی کلاه ہو

جہک کر غم برہنہ سری کو مٹا سی
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاه ہو

کیا مین نہی ہٹی ہوین مژگان کی پلٹنین
سرمہ جو دو تو شبہہ گرد سیاه ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجہ سی یار
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباه ہو

احسان سی ہی عرق شرم مین ہون غرق
آئی جو نا خدا مری کشتی تباه ہو

موج وحباب وار نہ عریان ہون کبہی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاه ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بی قصور جو مجسی گناه ہو

سوجہی ہی اولٹی دشت نوردی مین انہون نی
پاؤن مین آبلہ کی طرح سے کلاه ہو

پیدا ہو تن سی جامہ تن مثل موج آب
سر سی حباب وار مہیا کلاه ہو

نظرون مین ہون سبک تو مین چڑہ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاه ہو

بیتاب روح ہی تری نظاری کی لیے
مثل نگہ روان کہین آنکہون کی راه ہو

جیسی بیاض چشم مین ہی جلوه گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاه ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سی حیا ٹہر
جبتک کہ آئنی سے نہ باہر نگاه ہو

دیکہین جو آنکہ اوٹہا کی مجہ ناتوان کو
تم ہون مری طرح سے یہ بار نگاه ہو

آئی ہی پہ نکل نظر کیا گلا کرون
تم آئنی کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکہون ہو نازکی سی اوڑہی وہ غبار خط
اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانی ہوگئی ہین تری شاہدان باغ
گل پہاڑ کر قبا کہین داد خواہ ہو

بل بی صفا کہ چشمۂ عینک سی گر رہی
دیکہون شکم تو پشت کی باہر نگاہ ہو

تو بنگیا ہی سایۂ قد صد سواد خط
جاتی جدہر وہ ساتہ یہ بی شتابہ ہو

پانی نہی سفید ہو ساقی شراب سرخ
بوتل فراق مین رنگ ابر سیاہ ہو

ساقی چلی وزیر اہی توبہ توڑ کر
گلشن مین بوتلون سی جو ابر سیاہ ہو

نہ بنی مثل حباب اب تو ہی گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گہٹا دی کہین بڑہ کر آنسو

کیا ہوا ضبط سی لو آ گئی منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینی کی طرح بہر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو
ہین عبث زیر لب مجہی آنکہون کی برابر آنسو

تو نی ڈہلکا کی ہین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئی ہم آنکہ مین بہر کر آنسو

پوچہتی پہرتی ہین ہر ایک سی ہم فرقت مین
ضبط کہتی ہین کسی تہمتی ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوی ہم جہڑکیون سی دربان کی
چشم پر وزن سی نکل جائین گی بنکر آنسو

جیل کی تلوار تری گ گئی کیون وئی ہم
بن گیا گشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکہ کی تجکو تو نہ ہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتی ہین اکثر آنسو

حیرت بادہ کشی رکہتی ہی گریان ساقی
جام می ہو جو گری دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بہی ہی کسی جائی کی
لیی پہرتی ہین تنِ زار کو گہر گہر آنسو

منہ ہی کیا آنی کا ہو جو حجابِ رخِ یار
توڑ ڈالین یہ ابہی سدِّ سکندر آنسو

اوڑھ گیا کون جو کی آدلبِ ساغر نی
گر پڑی چشمِ بطِ می سی زمین پر آنسو

آگئی یاد دمِ گریہ یہ کن آنکہون کی
ہو گئی شیرۂ بادام سی بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہے تو پہرنا ذلت
تہا گہر بہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتشِ تر جام نہی پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہو گئی ساغر آنسو

پتلیان حسرتِ دیدار مین یون آتین نکل
جسطرح آنکہ سی ہو جاتی ہین باہر آنسو

عشقِ خال و مژۂ یار نی لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکہ دربان ہون رکتی نہین جانی والے
اونکی دیوار کو دم بہر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑہی سولی پر
آئی مژگان پہ جو ہو آنکہ سی باہر آنسو

نقدِ دل دی لبِ خندان سی جو مانگی کوئی
صورتِ غنچہ ہی مٹہی مین لیی زر آنسو

پانی پانی کیا ہی پی اشرہی نی اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پہیر دی گی مری گردن پہ چہری تیغِ شکر
آگئی لہر تو دکہلا ہی گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی
ابہی آنکہون سی نکل جای گی بنکر آنسو

کوئی قاتل ہی اگر جای دلِ بسمل پا
ابہی دیتی ہی لہو سی پاون بگہہ سر آنسو

پانی پانی ہو اکیا دیکہ کی تیرا رخِ سرخ
مثلِ شبنم نظر آتا ہے گلِ تر آنسو

گردشِ چشم جو گہوارہ بنی فرقت مین
طفلِ نادان کی طرح سو رہین پلن پہر آنسو

وله

آہ کھینچون تو بہائی اسے ہے پتہر آنسو
نکل آتے ہین شرر سنگ سے بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئی طفلان ستمگر آنسو
ڈہیلی آنکہون کی لگا یا کیی شب بہر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس سحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سی ہے مکدر آنسو

صدمہ گرد یتیمی کب اوٹہائین یہ گہر
کیون نہون سرمی سی ای جان مکدر آنسو

دو قدم آنکہین تری یاد آتین تو پہر رونی لگی
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جای
تو ابہی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی نگہ برجنون خیز کو نشتر در کار
آہ کھینچون تو بہائی مژۂ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشی دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آتین جو شیشی خالی
رووں ایسا کہ بہرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سی عصا پر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکہ لو سرمی سی ہوتی ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجہ مژگان سی ہی ہر ہر آنسو

روتی ہین یاد رخ و زلف افشان مین مدام
پہول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سی بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچہی جو مری اشک سے رسوا ہو کبہی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سی یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجہی فکر نہین روزی کی
آب و دانہ ہی مری واسطی ہر ہر آنسو

نہین منظور ہی رو کر نہین سوا کرنا
لو اوٹہا لیتی ہین اولی کی طرح ہر آنسو

تو بہی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وادی دل سی چلی آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلہ پا سے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکہلا کے تیے جانا مجکو
آب آہن سی ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو
صبح کا چاک گریبان دکہانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مری یوسف نی لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیکٹ یا رب بد ہو
ہو گنا ہون سی سیہ تو حجر الاسود ہو

ردیف ہای ہوز

گر اولٹ کر دیکہی تصویر پشت آئنہ
سید ہی ہو جاتی ہی تقدیر پشت آئنہ

دیکہتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ
بخت اسکندر ہوی تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو پیٹہہ سی لپٹون مین چوٹی کی طرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتہ کیا اسکہا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزی دکہلا ہی گی تنویر پشت آئنہ

کہینچی داخل دل بیتاب یاری کی عوض
روز سینی نالہ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینی کی پڑتی ہی ادہر تیغ نگاہ
آہ اپنی ہی ادہر ہی تیر پشت آئنہ

یار کی منہ پر کرون مین آج وصف پشت پا
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گہر — دیدکی قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک ویرانہ بناتا گر نہ اتی تیر نگاہ — جہانکتی تجکو اسیہی تصویر پشت آئنہ

یار کی دست حنائی نی لگادی وس مین اگ — اب آئینہ کری تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سی تیری آئینہ سپہر حسن ہی — نسر طائر طوطی تصویر پشت آئنہ

وہ کف رنگین جانان نی قیامت زا کیا — نور روی شمس ہی تنویر پشت آئنہ

عکس روی آتشین نی صاف کشتہ کر دیا — کہی اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم اودہر منہ دیکہتی ہو اور ادہر مین ناتوان — ہون نگاہ دیدہ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکہا تو آواز شکست رنگ سی — بول اوٹہی گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئی ہین خدنگ عکس انگشتان یار — شکل جوہر یہ نکلی تیر پشت آئنہ

سایہ سان مین کو پس دیوار ہی فرقت کی رات — بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتہ اوس رشک قمر نی رکہدیا — آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوس مین عکس جبین یار نی — ہی غزال چشم آہوگیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان ہین اوس آئنہ رو کی طرح — پیشتر اسکندر کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنی انگشت حنائی رکہی جب ہنگام دید — بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی — پیٹہہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روی آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کی — دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئنہ

پیٹہہ پر چوٹی تری دیکہی تو وحشت مین کہا — جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل سی میری صفت تم پوچھو صفائی پشت کی
آج طوطی سی سنو تقریر پشت آئینہ

تیری نظارے کو عکس آسا ادہر آئی نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سی مثل خط ظاہر ہوی حرف سخن
بن گئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس روی صاف ادہر سی صاف جا نکلا ادہر
خود نمائی نی کیا تصویر پشت آئینہ

ابروی تصویر اگر چہو لو فلک پر ہو داغ
چرخ پر چڑہ جای یہ شمشیر پشت آئینہ

ہاتہ کیا رکہا لگا تیر دستی آپ نی
بن گئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تہا جو گہر چاندی کا اب وہ بن گیا سونی کا گہر
دست رنگین مین بڑہی توقیر پشت آئینہ

اپنی بیگانی ہوی ہین ای وزیر اب کیا عجب
روی آئینہ کری تحقیر پشت آئینہ

ہر عضو مسافر ہی نہین کچہ سفری آنکہ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکہ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای شک پری آنکہ
لو سیکہ گئی طرز کلام بشری آنکہ

اون آنکہون مین صانع نی بہری کوٹکی موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکون سی بہری آنکہ

باتین جو کرو ناز سی تم منہ کو چہپا کر
سننی کی لئی کان ہوای شک پری آنکہ

آیا ہی مری دل کا غبار آنسوونکی ساتہ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکہ

اب تک ہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئی اسپر ہی یہ کافر نہ مری آنکہ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سی
کہینچی گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکہ

نرگس پہ نظر کیجی دوبارہ کہ وہ کٹ جای
ہو جای نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکہ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جای ہری آنکھ

تون کو زبان مثل سخن منہ سی نکل جای
نظارے کو ہو پای نگہ سی سفری آنکھ

تیر مژہ یار کو مژگان ہی سمجھتے
کس آنکھ سی لڑتی ہی سہ ابل بی جگری آنکھ

رفتار تو دکھلا کی ز خود رفتہ بنا دو
نرگس کی طرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوی آنکھ کی پردی
او وست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتی
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سی بری آنکھ

لیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل
ڈرتی ہی نکری دعوی پیغامبری آنکھ

کشتی وہ لیی نوح کی مانند چلی آتین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

رہتی ہین وزیر اشک کی جا ٹکڑی جگر کی
اندرون ہوی کان عقیق جگری آنکھ

ہم ہر چند یکھی تجلی پہ شتاب پری آنکھ
مژگان کی زبانون سی کری نوحہ گری آنکھ

جم جاتی تصور جو تری بوٹا سی قد کا
پتھرا کی بنی صاف عقیق شجری آنکھ

لی لیجیی شیشی ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکھ گئی شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کری فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسی بسمل کیا تا کا جسے مارا
اوس آنکھ سی ڈر بی جو خدا سی نہ ڈری آنکھ

جنبش او دہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پہری آنکھ

دید کی قابل تری کوچی کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جہانک رہی ہو یہ تمہین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ ابہی لگتی ہی میری آنکہ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکہ کی بلبل
رخسارِ گل تر پہ ہی نرگس کی دہری آنکہ

ای ماہ یہ سب چشم فلک کی ہین اشاری
ایسی تو نہ تہی مائل بیداد گری آنکہ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکہلانی لگی جلوہ گری آنکہ

کدکا کہین وہ سرمہ کا دنبالہ اوٹہائی
ہی دست مژہ مین لیی پتلی کی چہری آنکہ

دیکہی وہ اگر چشم سیہ او یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکہ ہو طوطی کی ہری آنکہ

ولہ

تیغِ عریان پہ تمہاری جو پڑی میری آنکہ
چشمِ جوہر سی اچہی خوب لڑی میری آنکہ

نہ ہٹی ہیٹ پر اوسکی جو پڑی میری آنکہ
بنگئی نافِ شکم ایسی اڑی میری آنکہ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی یہ پہولون کی چہڑی میری آنکہ

تم رہی بام پہ یان لگ گئین آنکہین چہت سی
رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکہ

اس خجالت نی ابد تک مجہی سونی ندیا
ہجر مین لگ گئی تہی ایک گہڑی میری آنکہ

دُرِ دندان کی بہلا آئنہ کیا جانی قدر
اسکو دکہلاؤ مُبصّر ہی بڑی میری آنکہ

خطِ رخسار نہین پای نگہہ کی ہین نشان
عارضِ صاف پہ سو بار پڑی میری آنکہ

یاد آئی جو ترے تیغ کا مالا قاتل
رو کی پیدا کری موتی کی لڑی میری آنکہ

رخنہ دیوار مین معمار بناتا کیا تہا
تو نی روزن کی عوض کیون نہ جڑی میری آنکہ

زندگی ہین تو کیا مردم آسی مجہکو
دیکہون اب کیا ہو مری سانتہ گڑی میری آنکہ

زلف کی طرح سی سنجیدہ ہوی جاتی ہی نرم — پڑتی ہی جوش جنون مین پیچ کری میری آنکھ

کیا اسی نی یہ کیا مطلع ابرو موزون — تم جو کہتی ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمی کا دنبالہ بنا کر بولے — کیون عصا ٹیک کی ہوجای کہڑی میری آنکھ

متحمل نرگس نہین بت پہ نظاری کی لیی — آہی دیکہتی ہی آہ کہڑی میری آنکھ

نظر آتی گی زمین کشتی دریای فنا — دیکہ لینا جو مری سانہ گڑی میری آنکھ

باغبان پہر نہین یاد مین اک کوچی کی — رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود — کیا بنا دیتی ہی مسّی کی دہڑی میری آنکھ

آتی تیرا جو تصور ہی تو بہر تعظیم — کیا عجب پای نگہ سی ہو کہڑی میری آنکھ

دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا — اوگی نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

یاد آتی ہین مجہی حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکونکی جہڑی میری آنکھ

جیتی جی بس وہ بت رہا ہمراہ — اب تو بندی سکی ہی خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون — دشمن اک دوست کی کیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان — لی گئی کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی — رہی گر مجسا پارسا ہمراہ

تجہی دیکہا جدہر نگاہ سی گئی — تہا تصور زبس ترا ہمراہ

[illegible] تنہا آئی لحد نہ رہا — یار کی غم کو لی لیا ہمراہ

شبکو جاتے ہو ساتہ لو مشعل | کبہی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ
ہوی بعد اپنی بیوفا عشاق | لی گئی یان سی ہم وفا ہمراہ
تیری رفتار کا مین کشتہ ہون | قبر تک آئیو ذرا ہمراہ
یہ دل بدگمان نہ دیکہہ سکے | اگر اوس بت کی ہو خدا ہمراہ
تا سلامت تو آئی ای قاصد | ٹہہرا اتنا کرون دعا ہمراہ
اوسنی تنہا مجہی نہ جانے دیا | غم فرقت کو کر دیا ہمراہ
ناتوان ہی بہت غبار مرا | تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ
رہی یان گردش اور جامہ دری | کاش لاتی نہ دست و پا ہمراہ
گالیان جیسی دین ہین دل لیکر | جای گا یہ دیا لیا ہمراہ

جانہ تنہا تو اے شہ خوبان
ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ

ساتل کا ہاتہ چوم لی دست خدا کی ساتہ | آیا ہی بادشہ تری در پر گدا کی ساتہ
قاتل تلک پہونچ ہی گیا مین قضا کی ساتہ | بہولی کبہی نہ راہ جو ہو رہنما کی ساتہ
روتی پہ میری رحم کیا پر جفا کی ساتہ | بجلی گرای خندہ دندان نما کی ساتہ
بہی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کی ساتہ | ناآشنا کو ہمنی کیا آشنا کی ساتہ
ڈہونڈہا ہی جسنی اوسکو تو پایا ہی آپ مین | دیکہو کہ قرب بندی کو ہی کیا خدا کی ساتہ
ساقی کی آنی کی یہ تمنا ہے بزم مین | دست سبو بلند ہی دست دعا کی ساتہ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاوی ای جنون
کھینچ جاؤن مین بھی دانہ زنجیر پا کی ساتھ

چپ ہون کہ گفتگو ہی سی پڑتا ہی تفرقہ
ہوتی ہین دو تو ہونٹھ جدا اک صدا کی ساتھ

دربان کی ضد سی دل مین ہی مرکر اوٹھی ن خاک
سو بار جاؤن روزنِ در سی ہوا کی ساتھ

اپنی خطا ہی لف کو ہم کیون نہ پیچتاب
نسبت نہ دینی تھی ہمین مشکِ ختا کی ساتھ

ہم خاک ہو گئی نہ ہوا ختم خطِ شوق
آخر ہمین چلی گئی بادِ صبا کی ساتھ

بیجا تلاشِ دولتِ دنیا سی ہی ای وزیر
غیر از کفن نجاہی گا شاہ و گدا کی ساتھ

ہو نقشِ پا بپا ہی دستِ سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاندی کی گھر مین آئنہ

کون دیکھی گا اٹھا اپنی منہ کو وقتِ صبح
شام ہی سی ہی تمنائی سحر مین آئنہ

دیتی ہی دل اوس سنگدل کو سخت پچتاتا ہون مین
کیون دیا مینی کفِ بیدادگر مین آئنہ

جوہرون نی اسکی ای قاتل مجھی دہوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روی یار کو
بنگیا مصحف رجب مین او صفر مین آئنہ

میری قاتل کو ہوا ایسا ہی خودبینی کا ذوق
اب عوض خنجر کی کہتا ہی کمر مین آئنہ

پرتوِ رخسارِ جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگِ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکی جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑی
نصب ہی جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

اون کیا آگاہ اوسکو حسرتِ دیدار سی
جا کی رکھ آیا مین اوسکی رہگذر مین آئنہ

صفحۂ پیشانیٔ جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو دردِ سر مین آئنہ

پشت پر اوسکی لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکہتا روزن بنا کر اپنی گہر مین آئینہ

دیکہکر مجہہ ناتوان کی شکل کیا سوا ہوا
ناتوانی مین بن گیا سبکی نظر مین آئینہ

پڑ گیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائیگا ابہی آب گہر مین آئینہ

پڑ گیا جو عکس ابروی وسمہ قاتل نی کہا
دیکہہ لو رکہتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئینہ

لکہہ سکا خط مین نہ جب وصف صفای روی یار
دی دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئینہ

رکہہ کی عارض اوس پہ سویا تہا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بہر مین آئینہ

خال رخسار صنم دیکہا تہا اک دن ای وزیر
آج تک رکہتا ہی داغ اپنی جگر مین آئینہ

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئینہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئینہ

جوہر آئینہ آئیگا نظر موی کمر
امتحاناً آپ رکہہ دیکہین کمر مین آئینہ

صاف جب اوسکا شکم دیکہا کمر کی متصل
ہو گیا دہوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئینہ

خوبرویون کی بہی یان ہوتی نہین یکسان نصیب
کاٹہہ کی گہر مین کوئی چاندی کی گہر مین آئینہ

دیکہتا ہون اوسکو پہرتی دست خوبان مین سدا
گہر سی گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئینہ

دیکہکر قد رخ ترا دیکہا تو حیرت ہو گئی
ہی عوض گل کی نمایان اس شجر مین آئینہ

خوبرو ہوتی ہین حیران جائی گلا اوسکا اگر
دیکہہ لی ہوتا ہی آئی کل سبکی گہر مین آئینہ

تو دکہائیگا اگر روی عرقناک ای صنم
اشک بہر لائیگا ابہی چشم تر مین آئینہ

پا نہین سکتی مری حیرت سراسی چاند نی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئینہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نی
بیقراری سی نہ ٹھہرا اپنی گھر مین آئینہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسی آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئینہ

چشم بد سی دیکھی گر سوئی دُر دندان یار
ڈوب جائی ای خدا آب گہر مین آئینہ

عکس حسن یار کو گوہر گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسی اپنی نظر مین آئینہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سی رخسار یار
چھپ گیا ان طوطیون کی مشت پر مین آئینہ

ہاتہ سی بیخود کا سر کاٹی بکیون عارض سی تیغ
کوئی ہی دیتا ہی دست بیخبر مین آئینہ

ہاتہ وہ رخسار پر رکھی ہوی بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف شاخ قمر مین آئینہ

رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھل کر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئینہ

[illegible] پو دیکھو کہتی ہین اپنی چھپا کی ہاتہ
ہین آج دست غیب تیری آشنا کی ہاتہ

اس مین ہی کیا گناہ نہ پکڑو حنا کی ہاتہ
ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کی ہاتہ

آتی ہی جب صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کی ہاتہ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سی کاہ لگ گئی ہی کہربا کی ہاتہ

پونہچا ہی ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجای چرخ مین جو نہین ہین ہما کی ہاتہ

کہتا ہی دل مرا کف رنگین پہ رکھ کی یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کی ہاتہ

صیاد پر لڑاتا ہی بلبل کی نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لی اوڑا کی ہاتہ

مجھ [illegible] سیرا ہاتہ گریبان ہی آپ کا
دامن سی اب تو جاتی ہو میری چھڑا کی ہاتہ

چاہی اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسی کو دی دیا ید بیضا جلا کی ہاتھ

اولٹین جو آستینین تو اک صفا ولٹ گئی
تیغ برہنہ ہوگئی اوس دلربا کی ہاتھ

مین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر
ساقی ادہر بہی ایک پیالہ بڑہا کی ہاتھ

ہی آرزوی قتل ابہی دم ند و مجہی
چہوڑا ہی نہیں تو لگا و بڑہا کی ہاتھ

دیکہو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا
کس ناز سی وہ کہتی ہین مجکو دکہا کی ہاتھ

تیری دہن کی مجہسی مضامین نہ بندہ سکی
جاتی رہی ہین غیب کی مضمون آ کی ہاتھ

دیندار ہم اوسی کو سمجہتی ہین ای وزیر
دنیا سی جو کہ بیٹہہ رہا ہی اوٹہا کی ہاتھ

خط کو جانبازونکی درکار ہی کب سرنامہ
میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ

گم ہوا لکہتی ہی حال تن لاغر نامہ
بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکہی خط یہ نہین چاند سی خسارون پر
دونو آئینون پہ لکہا ہی اسکندر نامہ

گم ہوا ضعف سی یہ مین کہین ڈہونڈہی نملا
قاصد یار لیی پہرتا ہی گہر گہر نامہ

ہی مزا اگر لطمی خط سوی ساقی لیجای
لطف ہی پڑہ کی سنا دی لب ساغر نامہ

نہ اوٹہا ضعف کی مضمون سی مین گر ہوا
بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

ردیف یا

وہ پری زاد منانی سی خفا ہوتا ہی
اب سلیمان بہی اگر آئی تو کیا ہوتا ہی

آنکہین وہ دیکہ کی دم اپنا فنا ہوتا ہی
آج بیمار سی بیمار جدا ہوتا ہی

آبلی روتی ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی / کوی کانٹا جو کہین پاسی جدا ہوتا ہی

ترکِ مطلب سی جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی / ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھی دستِ دعا ہوتا ہی

[illegible]ی کی ہین کہل جاتی ہی ساری قلعی / تیری چہری کی مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفسِ تن مین یہ کہبراتی ہی طائر روح / جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جانِ شیرین دمِ آخر جو لبون تک آئی / بولا فرہاد کہ مرنی مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بہی آزاد گرفتاری سی / ہاتھ مہندی ہی کی چہلی مین بندھا ہوتا ہی

[illegible]ادن سجدۂ شکرانہ ہی مرا جب منعم / کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

[illegible]نفسی جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون / مجکو ہر روز یہان روزِ جزا ہوتا ہی

یاد آتی ہی تبھی آ ہی تو کرنی لگی قتل / وصل مین بند سی یان بند جدا ہوتا ہی

[illegible] لاغر کف جانان پہ جو رکہتا ہون ہاتھ / طائرِ رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہی

توڑ کر آئنہ دل کو بنالی ہو عبث / اب سکندر بہی اگر آی تو کیا ہوتا ہی

دم بہرتا ہی مری لب پہ تو بس رک رک کر / ایکدم بہی وہ اگر مجھسی خفا ہوتا ہی

[illegible] ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا / مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سی گرا ہوتا ہی

شاخِ طوبی اسی کہتی ہی تو بیجا ہی مطرب / خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

سخت جان ہون نہ مرونگا شبِ فرقت مین [illegible]
سیکڑون بار اجل آی تو کیا ہوتا ہے

جو ملک [illegible] تری [illegible] ہوتا ہی / ای شہِ حسن وہ اوڑتی ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لبِ شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرون کو قفس مین بہی رہائی نہین
روز دہڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجہی تاریک نظر آتی ہین
جب تصور ترا ای زلفِ دوتا ہوتا ہی

اور بہی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ صفات
خاک مین تو جو ملائی ہمین کیا ہوتا ہی

پوچہلی تو دہنِ زخم سی میری اکدن
پہل مین تلوار کی قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورتِ ماہِ نو آتا ہی مہینی پیچہی
انہین باتون سی تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہرِ چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرّی کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم
بت جو پہر جاتی ہین اللہ پہرا ہوتا ہی

جان کر میرا تنِ زار وہ ٹہکراتی ہین
کوئی تنکا جو سرِ راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سی گراتا ہی وہ لا دستِ سوال
ہاتہ مین یان اثرِ لغزشِ پا ہوتا ہی

ولہ

ای خیالِ گیسوی جانان تری تاثیر سی
کم نہین کچہ دودِ چراغِ داغِ دل زنجیر سی

ہم وہ پیاسی ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سی
آب جاری ہوا ہی قاتل تری شمشیر سی

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سی
کاٹ ڈالین گی گلی کو ایکدن شمشیر سی

ون خنجرِ چشم اوسکی آنکہون کا بہلا وحشی ہین
بیشتر آہو بہی دیکہی ہین بندہی نخچیر سی

صف گلو یان کیا کرتا ہون مین تیغین بیان
عندلیبو پہول جہڑتی ہین مری تقریر سی

ردہ حیرت اوٹہا دیتا اگر یہ جوشِ عشق
تی آواز عنادل گلشنِ تصویر سی

ہوں غم وہ دیوانہ اگر لوں ہاتھ میں شمشیر تیز
ہوا ہی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سی

رشک عارض سی تیری کہاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہیں ہی ای پری نخچیر سی

کیسی پیری ہی وہ ہو جو نوجوانوں سی نہو
ہوں کماں لیکن فزوں طاقت ہی مجہمیں تیر سی

میری خاک قبر پہ [illegible] اوٹھانی آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگاں یاد آجاتا ہی جس ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنی لگتی ہیں نخچیر سی

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف میں نالی ہیں تیز
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سی

برچھیاں مارین نگہہ نی زلف نی پہینکی کمند
تیغ سی ابرو نی مارا اور مژہ نی تیر سی

باندھتا ہوں سیکڑوں مضمون غزال چشم کی
فکر میری کم نہیں صیاد آہو گیر سے

داغ سینہ میں ہو ماتگی اپنی کشت آرزو
آگ برسانی لگی وہ برق کی شمشیر سی

کہتی ہیں جو تری تصویر پہ ہیں نثار
انس بلبل کو بہلا کب ہی گل تصویر سی

جسکو جو یہ کہتی ہیں وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہوں گی ایکدن ظالم تری شمشیر سی

ہی [illegible] تیری ابرو کی ہزاروں کشتنی ہیں تیز
اس کمانکو دیجیی نسبت قضا کی تیر سی

ہمسری کی تہی جو اوس ساق بلوریں سی وزیر
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

لی مری ہاتہوں نی بیعت حلقۂ زنجیر سی
سلسلہ میرا ملا زلف بت بی پیر سی

[illegible] نشاۂ وحشت تری تاثیر سی
دور ساغر ہوی پیدا حلقۂ زنجیر سی

[illegible] جہاں ای گل تری تقریر سی
کم نہیں منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سی
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر کی

یار کی آنکھون مین عین ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندہ دی زنجیر سی

طفلی مین لکھتا تہا تیرونکی بنا کر تو قلم
ہی عیان مشق ستمگاری کی تحریر سی

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرتی لگون
شمع بہی خاموش ہو جاتی ہی تقریر سی

تہک گئی ہین پاؤن او رجاتی ہین سر گشتگی
سر مرا پہرنی لگا ہی نالہ زنجیر سی

رکہتی ہین آغوش حسرت وا کمان کی طرح ہم
دیکہی کب ہم بغل ہوتی ہین اوسکی تیر سی

جب صفت وحشت مین کی اوس شکستہ شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنی لگی زنجیر سی

ہاتہ مین لیگا کمان تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانی مین کمانگیر سی

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکہتا
مانگتا پرواز کو زاغ کمان پر تیر سی

گرنہ بدخلقی سی کچھ ہو مار رکہی خلق سی
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سی

خط ہوا مژگان جانا کی تصور مین رقم
ڈرہی مرغ نامہ بر مارا نجائی تیر سی

کشتہ ہوتی ہین عدو سنکر مری اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سی

میری مشت خاک پر آئی جو وہ جاتی ہی پاؤ
آرزو اٹہتی ہی اپنی خاک دامنگیر سی

اسقدر تیر افگنی کر ای مری ناوک فگن
آشیانہ تا قفس پہنچا ہی چوب تیر سی

قصہ فرہاد کی ہوکی ہین حال اونسی سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنی بہی کس تدبیر سی

گیسوئے پیچ کی پہر پیچ مین آیا وزیر
صاف عالم پر کہل گیا اوسکی تقریر سی

حنا ہی سرخ جو تیری کف پا سی سرو رعنا ہے
عیان ہی پشت پا سی رنگ لطف کف پا ہے

نگہ بیتاب ہے کر یون سو خال سے دوڑی
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سی دانی پہ گرتا ہی

ہوئی ہین اشک چشم تر زمین پر دو تا ہیرین
بچشم غور دیکھو نید اک کوزہی مین دریا ہے

ادا سی ہی نہ ہو پر نور ... پہ نہین رکہا
یہ اوسنی لوح پر قرآن کی اللہ لکہا ہی

زمین شعر مین بڑہ بڑہ کی نہریں ہی گرتی ہین
قلم نی یہ دم فکر سخن میدان باندہا ہے

نہ پاتا لذت دی ہی ہی سرکشی عہد جوانی کو
قد خم گشتہ سی ہر پیر اپنی پاؤن پڑتا ہے

تلیون ہو سنبلستان دشت و دراہ سوزنا ہے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ ... خوبی غیریون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے

قطعه

صفا ہی پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجہ سے
ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ کہلا دیتا ہی

کہ نان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمہ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلودہ رخ ہی چاندنی مین یون الگ سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہی

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
و زیر آب عالم وحشت مین ہی میرا یہ تباہی

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کی شیشی مین ہی آفتاب ہی

آنکہ ملکوت ہی تا لب وہی دیکہین بی نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بیحجاب ہی

ریگ روان کی طرح نہین ایکدم قرار
ہم خاک ہو گئی پہ وہی اضطراب ہی

نقطے ... قطرہ باران مین ...
مضمون اشک چشم سی نامہ سحاب ہی

ای طفل نی سوار بنجا اور ایکدم — یان شہسوار عمر ہی پا در رکاب ہی
سی جو رات ہی تو ستاری ہین اوسکی دانت — سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی
دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب — چشم فنا سی دیکھہ کہ دریا حباب ہی
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو — یہ پرسش عمل ہی نہین اک عذاب ہی
کرتی ہین جیسی بات وہ دیتا نہین جواب — ہر اک سخن ہمارا مگر لا جواب ہی
بی عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا — گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

جس شی کو دیکھہ آنکھہ سی خواب و خیال جان
بیداری ای وزیر یہان عین خواب ہی

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نی ہاتھ کی تل سی — مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک قلقل سی
لبون پر دم ہی اور عشق مزہ جاتا نہین دل سی — چڑائی آب خنجر منہ مین کہدو میری قاتل سی
جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سی — ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سی
لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سی — شکر رنجی نہین باتونمین رہتی ہی [illegible] سی
پہونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سی — بجھی وہ لگی لگی صدشکر آب تیغ قاتل سی
مری محفل مین پہر میکشی وہ آفتاب آیا — فلک سی مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سی
عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلی سی — چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سی
رہین گر دور محبوب انس کچھ اونسی نہین ہوتا — نہین پروانی کو الفت چراغ ماہ کامل سی
بغل مین یار ہی دیوانی کیا پہرتا ہی صحرا مین — صدا یہ آرہی ہی اپنی زنجیر [illegible]

بچھی ہی چادر مہتاب و سمع کی چھپر کھٹ مین — بچا ہی مانگی گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے
ہمین ہر طرح سے یارونکی ہی مد نظر خاطر — چمن مین دیکھتی ہین وے گل چشم عنادل سے
ہمیشہ چاہتی ہی یہ ہماری سنگ مدفن کو — مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے
نظر کی ہی پری حسنی نے تیرا وہ دیوانہ — اثر مین نقش پا افزون کہین ہی نقش عامل سے
قسم قرآن کی اس بات پر ای طفل کہاتا ہون — ترا چہوٹا سا یہ مکہڑا نہین ہی کم حمائل سے
ہماری سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر — ہی مجنونکو بہی بیعت انہی ہاتہونکی سلاسل سے
سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کہلتا ہے — پہر آئی آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے
عبث لکہوا رہا ہی تو پری تعویذ الفت تو — مکان تیرا نہین کم خانہائی نقش عامل سے
نہایت بیری اشکونکی جہڑی ہی غیر ہنستی ہین — گری بجلی الہی اب مری بیتابی دل سے
کہین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی دوگرن پر — خدا جانی ہی الفت مجکو کس ہرزہ شمائل سے
یقین ہی یہ بہی مری تاثیر وحشت سے ہو مجنون ہو — کوئی لیلی بنائی گرد ل دیوانہ کی گل سے
جنون نے تہپڑ مین مرنی پہ بہی یہ بید باغی ہے — دہرا ہی پہول چہاتی پر تو وہ بہی کم نہین سل سے
سا ہوئی بدنام ناحق یہ ہماری وہ لگی بیتابی — سپند آسا نکالا یار کی گرمی نی محفل سے
چراغون کی طرح جلتی نہین آنکہین ہجر کی شب مین — نکلتا ہی عوض اشکون کی وغن آنکہ کی تل سے

تصور جلوہ فرما ہی وزیر ادس وی خندان کا
صدائی خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے

ہی سیاہ تیغ گردش افلاک ہی — خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہِ روی آتشناک ہی
چشمۂ خورشیدِ تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکی لیی یہ گردشِ افلاک ہی
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر پھرنی پہ دل بیتاب بیر خاک ہی
ہین فلک ساکن زمین ہین گردشِ افلاک ہی

خاکساری سیر کردیتی ہی ہر مغرور کو
دیکھلو اہی سپہر کشو گردونکو سیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کی پہول
برگِ نرگس ہین ہوی برشاخِ نرگس ناک ہی

ہجر مین تارِ شعاعِ مہر ہی اشکون کا تار
چشمۂ خورشیدِ تابان دیدۂ نمناک ہی

وله

سولائی قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہی
تری ابروہی کی تیغی یہ جھلکو نیند آتی ہی

ہوی پوشیدہ ہم نظرون سی ایسی ناتوانی ہی
شکستِ رنگ کی آواز بانگِ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سی کیا سرخ پانی ہی
مری قاتل کو ہاتھونکا ہی ہونا خون نفشان

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی
پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونی کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ای جان جانِ قرآن ثانی ہی
تری یہ بید ہانی شرحِ لفظِ لن ترانی ہی

مرا کچہ حال لکھکر ذکر مجنون کرتی ہین عاشق
کتابِ عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نی اکثر آب آہن پر
پسِ مردن بہی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

مین اب مچہلی کا چہلا یار کی انگلی مین پہنادون
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی مری نشانی ہی

عجب اوس غیرتِ خورشید کی ہی گرم رفتاری
زمین پہ ہر نشانِ پا چراغِ آسمانی ہی

سسی ہی رات اگر تو ہین ستاری دانت سے تیری
جو تکہرا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

بھرے تھی مین ساغر تھے نہین شیشے مین
گلی مین آج جو ساقی کی جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانی مین ابھی مینا ہی ساقی
مچا دی شور قلقل اب یہ کیا بہنہ دہانی ہی

وہ نالان ہون اڑی جب رنگ آواز آئی نالون کو
مرا رنگ پریدہ طائر روح فضائی ہی

رہی جا ہم تجھ بن بیٹھی کنارے گور کی پوچھی
بدلا عمر رواں مین حباب کشتی کی روانی ہی

نفس زد دیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تاب نفس بھی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی وسکی ہجرانی کا مینی اشتیاق ایسا
صبا کی طرح از خود میری نامی مین روانی ہی

ملمع یار کیون ہی اسکی سی چھلی کی چھلی پر
مگر چاندی کی مچھلی کی لیی سونی کا پانی ہی

تو انکی کبھی نہ دیکھ پاتی آ نہین سکتی
ہماری ضعف کو افزون حکم پاسبانی ہی

نہین گل سی یادہ سرخ ہی رنگ اوس پری وش کا
اگر سائی کو بھی دیکھو تو رنگت ارغوانی ہی

گرینگی گا قیچ گرو ہم تہ تیغ بین گی نہین سکی
نہین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چہوٹون بھی ہیبت وتی تو سچ جانو
جو بارش مینہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان مین لائی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیری ہونٹون کی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پا سی میری ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سی منہ ملاتی ہو یہ منہ دیکھی کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتی غلط الفت بیانی ہی

مین وہ طوطی نہین گویا کری آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزدی یہ میری خوش بیانی ہی

لکھی مین لڑ آئی ہین ہم جو اک نغمۂ جنگ ستار
آئی صدا شکست کی جھرکی رنگ سی

گھبرا کی یون وہ اوٹھ گئی میری پلنگ سی
جیسی کوئی غزال کری رم پلنگ سی

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سی
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سی

ہر صید کو ہی عشق مری خانہ جنگ سی
اوڑتا نہین ہی دیکھ لو ہلتا تفنگ سی

سمجھا ہون میل سرمہ اسی مجھکو دیکھنا
آنکھین گڑ رہا ہون تمہاری خدنگ سی

اللہ ری ادب کبھی نام بتان نہ لون
جب تک مین کلیان نہ کرون آب گنگ سی

بت ہی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کبھی
پڑھی نماز کر کی وضو آب گنگ سی

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میری پھول زیادہ ہی سنگ سی

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئی
نکلی شراب تاک سی اور شیشہ سنگ سی

کاٹی گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مری مرقد کی سنگ سی

دیکھی جو اسکو چہرۂ جانان نظر پڑی
آئینہ گر بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی سی ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشی بنی بھی سنگ سی ٹوٹی بھی سنگ سی

دل چین زلف یار سی نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین ہی کم نہین قید فرنگ سی

باہم اگر ہون شیشی تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سی

وحدت بچائی غم سی اگر دین و دنی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پای لنگ سی

چھوڑی جو اپنی ہاتھ سی وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئی صدائی تفنگ سی

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ سحر حسین
کچھ کم نہین ہی گیسوی پر خم نہنگ سی

مطرب بجائی آپ ہون گر مجھ حزین کی شکل
آواز گریہ آئی تری جلترنگ سی

جا نکلون کوئی یار مین سو بار اگر ہون دفن — کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سی
مانند شمع پہونچی عدم کو کہڑی کہڑی — استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سی
سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دی طور — بجلی گرادی شعلۂ آواز زنگ سی
بلبل نکل قفس سی کہ آپہونچی فصل گل — پرواز سیکہ لی مری چہری کی رنگ سی
وہ صید ہون اگر مین کہاونگا اپنی زخم — چلائیگی کمان بہی زبان خدنگ سی

اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای وزیر
چلتی تہی جسکی ساتہ شجر پای لنگ سی

ہر گوشہ بہر رزق پہری عار و ننگ سی — گر آسیا بنی مری مرقد کی سنگ سی
ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سی — مانگونگا میکشی کو پیالا تفنگ سی
روشن چراغ دیکہکی جا لپٹی پتنگ سی — پروانون کو شب وہنی لڑایا پتنگ سی
بہر دی عوض شراب کی ساغر کو بنگ سی — گاڑہی چہنی ہی ساقی اب اک سبزہ رنگ سی
الفت جو ہی مژہ سی قسم کہاؤنگا مین یار کو — سرمہ لگاؤن میل کی بدلی خدنگ سی
تیرافگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد — سرمہ لگا دی آنکہ مین میل خدنگ سی
گرمی سی خال رخ پہ تمہاری عرق نہین — ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سی
وہ زخم دل ہون دل ابہی پہلو مین چور ہو — شیشہ بہی ٹوٹی گر مری مرقد کی سنگ سی
صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کچہ تیری یاد — یارب نہی جو شیشہ ہو ٹوٹی وہ سنگ سی
ٹوٹی نہ دانہ بہی اثر ضعف سی مری — بالفرض آسیا بنی تربت کی سنگ سی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کی ہین تربت کی سنگ سی

آیا ہی میکدی مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پہوڑتی ہین شیشی سنگ سی

پتہر پڑین جنون کہ نہ پینی شراب پی
شیشی نہ جب تلک ہی لڑکونگی سنگ سی

ان آئینہ رخونکا نظارہ کیا کری
دیوانہ ہی بنا ہی جو آئینہ سنگ سی

موزون طبیعتون کو نہ کیون ہو تنفر
کیا رابطہ ہی دیکہو ترازو کو سنگ سی

دیوانی ہونگی دیکہ کی بادام چشم یار
از خود سر اپنا پہوڑینگی بادام سنگ سی

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبای یار
غنچی کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سی

جسن جم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشہ می کی ترنگ سی

فرقت مین جام می ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سی

ہون وہ پتنگ شب کو نہ آون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پہری پای لنگ سی

اوس شمع رو کو پاس ہی عاشق کی نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سی

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکی
نفرت ہی اوسکو صلح سی اور مجکو جنگ سی

کسطرح سی بچین مری بازو کی مچہلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سی

ای شام وصل ہون کہین آنکہین نی سفید
آپونہچی صبح مرگ تری اس درنگ سی

گرمی کی اوسنی بہی تجہی اللہ ری نازکی
جلنی لگین ہتیلیان مہندیکی رنگ سی

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسی یار
صیقل اس آئنی مین نظر آئی زنگ سی

کہولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کی آئیگا طوطا تفنگ سی

تیر اوس ادھر لب معشوق ہو گیا | منہ کو ادھر لگایا جو تو نے تفنگ سے

ہر آن ضعف سے ہے دگرگون وزیر رنگ
تصویر سی ہے کھنچی گل رعنا کے رنگ سے

مری تربت پہ شور بلبلان ہے | چراغ قبر شاید گلفشان ہے
سگ جانان کی خاطر استخوان ہے | ہما تو بے بلا یا میہمان ہے
بدن وہ روح کا جس پر گمان ہے | گلے سے پان کی سرخی عیان ہے
بدن مین اوس سہی قد کے ہو گیا گل | الف مین دیکھو نقطہ کہان ہے
اگر دیکھی اودھر تنکی چمکی برق | ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے
جہان اے ماہ تو ہے جلوہ فرما | زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہے
بہا دریا ہے خرمن سے ایسا | جنازہ خود بخود میرا روان ہے
چمن مین تو جو ہین صیاد نے پر | بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے
سبکروحی سے بوئے گل بنا ہون | وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے
زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر | دہن پر میری خاتم کا گمان ہے
عجب انداز سے بیٹھا ہے وہ ماہ | کہ کرسی پر گمان آسمان ہے
کوئی یوسف ہے اوس چاہ ذقن مین | نہین خط گرد اوسکی کاروان ہے
کوئی ڈرتی ہین سر کٹنی سے ہم مست | کہ سر شیشی کی گردن پر کہان ہے
کہون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکی | برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہی

ہین ایسی کفش پائی یار مین گل
جہان وہ پاؤن رکھی بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
تری تلوار شانِ زعفران ہی

ہماری ہڈیان کھانا سمجھ کر
ہما آخر تری بھی استخوان ہی

رہی ہم اس چمن مین خانہ بر دوش
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

وزیر اسنی نہ کی کچھ دستگیری
ہمارا ہاتھ ہی اور آسمان ہی

دی مجھی خلعت شہادت کا خدا کی واسطی
تیر کا دستہ منگا میری قبا کی واسطی

شاخ سی گل نکلی تیری نقش پا کی واسطی
باغ مین کنگھی ہوگی زلف دوتا کی واسطی

کی سگ جانان کی خاطر استخوانی احتیاط
قینچیان لگوائین تیسے پر ہما کی واسطی

بعد مردن قبر مین بھی لائی بو تی زلف یار
ایک دو روزن بنا دینا صبا کی واسطی

ہم فقیرون کی نہ کھاتی سگ بھی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہون کی ہما کی واسطی

اوڑھنی دین کسطرح اے ظالم کلیرین ہاتھ کی
دام مین پھٹا تیر رنگِ حنا کی واسطی

چاندنی چھٹکی ہماری شک کی سیلاب سی
رات کو روئی جو ہم اک مہ لقا کی واسطی

ہون وہ میکش گریہ آیا میکدی مین ایک دن
ہر سبو نی ہاتھ پھیلائی دعا کی واسطی

پھرین سی گر پڑی اپنا تو مٹی مین لگی
خاکساری چاہیی اتنی گدا کی واسطی

کر دیا ہی غم نی کاسہ دہ مجھی کیا ہی مجھی
استخوان تن سی جھونکی کہربا کی واسطی

اوسکا سنگ آستان کیونکر چہٹی ہمسی جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کی واسطی

ہون وہ پیاسا اشک بہر کر اپنی آنکہون پہ چہ
ہاتہ پہیلاؤن نہین آب بقا کی واسطی

از قضا بیستی رہی ہرگز نہو کچہ آرزو
گر دعا مانگی تو ترکِ مدعا کی واسطی

ہو گوارا سنج او نہین جنکو ہوا آتش لسنید
ہاتہ شبد ہوا ہین حسین رنگِ حنا کی واسطی

روؤن جب یاد آیا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینی لگی مجکو خدا کی واسطی

ہو گئی زخمی اپنی قاتل سی پہین دہی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئی پیدا دعا کی واسطی

بخش دی اپنی کرم سی ای خدا جرم وزیر
مصطفی کی واسطی اور مرتضی کی واسطی

کعبہ ابرو کہا او بت خدا کی واسطی
شکل مژگان ہاتہ اوٹہائی ہون دعا کی واسطی

یارب کی ہاتہ پہ ... گل حنا کی واسطی
ہاتہ پہیلائی ہین شاخون نی دعا کی واسطی

ضعف نی ایسا کہلایا تہی ہی ہلتی ہین
استخوان میری ہوی عنقا ہما کی واسطی

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیی دستہ ستارونکا قبا کی واسطی

ہون وہ دیوانہ مرا پہلا جو لی تو ہاتہ مین
ای پری یہ طوق ہو دزِ حنا کی واسطی

سیکڑون گل پس گئی اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کی واسطی

کیا برابر میری سینی پہ لگائی اوسنی تیر
بس یہی دستہ مناسب تہا قبا کی واسطی

لاکہ دروازہ کری تو بند خط بہیجین گی ہم
روزنِ دیوار ہی بس ہی صبا کی واسطی

تیری ابرو کی شوق مین اس قدر لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کی واسطی

دستگیر وبنکا نہ احسان ضعف نی ہوئی یا
ہاتہ اوٹہ سکتا نہین ہی عصا کی واسطی

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائی فریب نفس سی
دام کب صیاد پہیلائی ہما کی واسطی

بار احسان ہی جو سر پر استخوان ہین چور چور
سنگ ہی سایہ ہما کا تجہہ گدا کی واسطی

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکہون کہین
استخوان تن سی نکل آئین ہما کی واسطی

ای پری پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالی تری زلف دوتا کی واسطی

سچ تو یہ ہی آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بہی تو حور بہ لقا کی واسطی

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی
برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کی واسطی

اوسکی تنخانی سی کعبی کو اگر جانی لگون
برہمن دینی لگین مجہکو خدا کی واسطی

ڈہانپتی ہین منہ کو اپنی چادر مہتاب سی
روتی ہین راتونکو ہم اوس لقا کی واسطی

زندگی تک ہی یہان اہل سعادت کی بہی قدر
بعد مردن [illegible] ہما کی واسطی

اونکی آرائش یہان ہی جو کسی قابل نہین
ہی حنا اس باغ مین بیدست و پا کی واسطی

زخم کہاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان لون آب غذا کی واسطی

ہجر کی شب صبح ہونی کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کی واسطی

اپنی گردنکو جہکائی ہی مہ نو دیکہ لے
خوب رو پیدا ہوی شرم و حیا کی واسطی

کفش نو گر تو پہن کر روندی قبر عاشقان
سر نکالین دست دشمن زیر پا کی واسطی

اشک خونین سی ہی گلگون رخت عریانی زبس
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کی واسطی

منہ گلشن ہی چہٹی کہیں ابروی خمدار سے
[illegible] کی گرمی آتش رنگ حنائی یار کی
کرتی کیجہ تعریف تیغ ابروی خمدار کے
خوب بندآیا ہی گلگون سی ہماری قبر کو
عکس [illegible] سی بنا موتی کا مالا تیغ مین
آستین سی گر ہوی باہر مری دست جنون
کفش زرین سی ہی ستاری جہڑتی ہین [illegible]
دخل کیا ہی حشر تک چمکی جو تیغ آفتاب
روزن آتی ہین نظر اشکون مین [illegible]
آئی جب [illegible] شمع [illegible] مکان
[illegible] مین بلبلون کی [illegible] غرق آب ہین
اپنی قد کا وہ لب جان بخش سی کرتا ہی و
[illegible] سی گذرا ہجر مین سیلاب اشک
[illegible] دریا مین سکندر کی جو پتلی وہی وہ
ہون [illegible] عاصی کہو روز حشر ہر عضو سی
بادشاہ شاعران
دہوم ہی ملک

طوف گردش سی کیا کرتی ہین آنکھین یار کی
سنگنی فی ہاتہ مین منقار ہو سیمار کی
گر دہانِ زخم مین ہوتی زبان تلوار کی
چادرِ گل نقشِ پا ئی یار فی تیار کی
جوہری سی پوچھی قیمت تری تلوار کی
دھجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی
سیر دیکھو اب مین پرکوکب سیار کی
تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کی
وقت گریہ یاد ہی کس وزنِ دیوار کی
صدقی ہون ہر پہر کی تصویر ذر دیوار
بی تری وہین یہ آنکھین نرگس بیمار کی
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی
حالت اب مثلِ کفِ دریا ہی یان دستار کی
پتلیان یاد آتین میری چشم دریا بار کی
آ ہی گی آواز یا غفّار یا غفّار کی

ہن گو تخلص ہی وزیر
معانی ہین مری اشعار کو

کچھ حقیقت سنیئے میری دل سے چشم یار کی
پوچھی بیمار سے حالت ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جہ پڑتی ہے کسی میخوار کی
ہے صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کہا کی زخم نوک مژگان ہوگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کی نوبت آگئی تلوار کی

ہوگئی صیقل سے ظالم باڑہ ہے کہی کی
تو جو بگڑا ہم سے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہے گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہیں تصویرین در و دیوار کی

اوسکی رخ کو میری داغ دل کو باید آفتاب
لکھیں تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین سے ہم دیندار ہے مرنی لگا
برہمن زنار پہنا دی کفن کی تار کی

چشم میں پتلی کی بدلی ہے کسی بت کا خیال
آنکھ کی ڈوری ہے اب بنتی ہے کیوں زنار کی

راتکو بہی چھپ کی اوسکی گھر میں جا سکتی نہیں
چاند کی چھٹکی ہوئی ہے سایہ دیوار کی

ہوں میں وہ بلبل قفس میں بہی نہ بہولا گل
جب اٹھی ہے [illegible]

منشکلیں ہی یار کی دیوار میں روزن نہی
کیں ہیں میری سنتیں سے [illegible]

سازسے بی یار آئی کیوں شہ رونی کی صدا
تار میں صورت ہے مطرب آنسو وتنی تار کی

ہے وہ میرا کفر جسکی ہیں مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہے ہو ہماری منہ میں قاتل کی زبان
اور دہان زخم میں بہی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہیں چنگاریاں
نی بنائی تو نی کیا منقار مو منقار کی

وله

یاد گیسو میں [illegible] آتا ہے کبھی ہوش مجھی
سارا عالم نظر آتا ہے سیہ پوش مجھی

شب کو مستانہ [illegible] یاد میں می سرجوش مجھی
مثل شعلہ ہم چمن دہر میں بی سامان ہوں

نہ سنوں کوئی ہے آواز سوا قلقل کے
اسقدر پہول سا مکھڑا ہے ترا سرخ و سفید

کاسہ ماہ کو دی پٹکوں خم گردون مجھے
لن ترانی جو کہو گی تو سنو گی تم ہی

نہ سنوں کوئی ہے آواز انا الحق کی سوا
ہجر میں مر نہ گیا منہ اوسی کیا دکہلاتا

آج پہ ہجر کی شب صبح وہ دکہلاتی ہے
[illegible] ہوتا ہے [illegible] گردون

گلستان ہی جو چراغ سحری خوش ہوگا
شور قلقل و مینا کچھ یاد دلا دیتا ہے

نرگس مستانہ کسی مست کی یاد
ترک گیسو ساقی میں جو غم کہاتا ہوں

ڈر گئے [illegible] اب صبح کا تار اسکلا
جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہے عکس

سینا غم [illegible] ہوا ہے لبریز شراب

ساقیا دور کہ پہر آنی لگا ہوش مجہی
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجہی
ساقیا پنبہ مینا دی پی گوش مجہی
گل تری آگی نظر آی سیہ پوش مجہی
ساقیا آی جو مستی مین کبہی جوش مجہی
ایسا نظروں سی کیا ضعف نی روپوش مجہی
چاہیی پنبہ منصور پی گوش مجہی
شکر صد شکر کیا ضعف نی روپوش مجہی
غم فردای قیامت ہی فراموش مجہی
آی گر عالم وحشت مین فراجوش مجہی
یار دکہلای گا پہر صبح بنا گوش مجہی
بہول جاتی ہین جو یاران قدح نوش مجہی
دور ساغر نی کیا بزم مین بیہوش مجہی
کہتی ہین ساری سیہ مست بلانوش مجہی
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجہی
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجہی
صورت می اگر آ جای فی رہ جوش مجہی

تالی سنکر مری تنگ آ کی وہ بت کہنی لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نی ہمہ تن گوش مجھی

اوٹھ گیا پھر مری پہلو سی وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانی لگی آغوش مجھی

ہون وہ نخچیر جو چلای کمان دون نہ جواب
شکل سوفار ملی ہین لب خاموش مجھی

ساغر عمر کو اللہ نی لبریز کیا
جام تونی نہ دیا ای بت مینوش مجھی

ولہ

ایسا اک جام دیا ساقی مینوش مجھی
دونون عالم نظر آنی لگین بیہوش مجھی

میری چپ رہنی سی ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوی ہین لب خاموش مجھی

دیکھکر بزم مین ساعد کو تری مرنی لگی
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھی

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیکھیو جام اجل ساقی مینوش ہا مجھی

نالہ مرغ سحر ہو گی صریر خامہ
لکھنی ہی [illegible] صبح بنا گوش مجھی

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھانی ہی سر ہوش مجھی

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر درکار
شکل آئینہ بنایا ہی نمدپوش مجھی

بار سر اوتر اگئی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر نسکا کوئی سبکدوش مجھی

مر ہی جاونگا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئی گا کسی مہ کا در گوش مجھی

لب گویا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھی

بھر کی اشک آنکھون مین ساغر سی گراتی ہین شراب
یاد کرتی ہین پس مرگ جو مینوش مجھی

ہی یقین جیتی کی اس تفرقہ پردازی سی
قبر سی دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھی

ہجر مین سر کو ہی پہوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہے ہر اک شام کی اے ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کی دکہا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہے شمع زبان سی یہ اے شک چمن
گل ہون مین تو جو کری بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر پہ مری ہاتون سے الاثر
شیشی کی طرح بنایا ہے سبکدوش مجھے

کرتی ہے سرمی کی دنبالی کا شکوہ تری آنکہ
دیکہو آہو سی بنایا ہے سیہ گوش مجھے

سنگ قدسی مری شیشی وہ بنواتا ہے
نہ کیا مرنی پہ ساقی نے فراموش مجھے

گرچہ ہون نالہ زمانی کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے

برق باران جسکو کہتی ہین مرا افسانہ ہے
کچہ حقیقت و نیکی کچہ حال بیتابانہ ہے

گنج ہوتا ہے جہان اکثر جہان ویرانہ ہے
خانہ ویران ہر درویش دولتخانہ ہے

نشا ہی سی ہر قدم پہ لغزش مستانہ ہے
نقش پائی ساقی مہوش خط پیمانہ ہے

کسکی شمع حسن سی روشن مرا کاشانہ ہے
بنگیا ہے کرمک شبتاب جو پروانہ ہے

صاف کہتی ہے کہ دل مین جلوہ جانانہ ہے
لامکان جو شوخ تہا اب وہی صاحبخانہ ہے

ہوت قلقل نوائی بلبل اب مستانہ ہے
ہے ہر اک غنچہ گلابی جو ہے گل پیمانہ ہے

کر شکایت کوئی بتان کہتا نہین دیوانہ ہے
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہے

یاد من دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہے
موج مے ہے کلک عنبر امیرا خط پیمانہ ہے

ایک عالم یار تیری حسن کا دیوانہ ہے
گل جو ہے بلبل ہے اور جو شمع ہے پروانہ ہے

دور ساغر کو جو ہی تیری حنائی ہاتھ سی
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گریبان
شمع مینا بنگیا ہی جام بھی پروانہ ہی

دیکھ لیتی ہین جو دل مین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتی ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام ہی گردش مین سبحہ کا دانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران ہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روی روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ای صدف تیری طرح محتاج نیسان کی نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلی ہی ایک کعبہ لاکہ جا بتخانہ ہی

ملتی ہین حیرت کی نقشی سی تری نقش قدم
پاؤن کا تیری نشان جبہائی بتخانہ ہی

برسون گذری ہین خیال یار سی آیا نہین
ہم مین اور تنہائی مین کیا اندنون یارانہ ہے

یاد کرتی ہین کسیکا مصحف روی طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہم چشم مکتب خانہ ہے

کرمک شب تاب کی مانند اوڑتی ہین چراغ
تیری دیوانی کا وحشت خیز کاشانہ ہی

خوشۂ پروین ہی ای دہقان چرخ استانہ پہول
برق خرمن ہی ہماری کشت کا جو دانہ ہی

مین جو آنکھین لگاتا ہون لو بچھ پڑتا ہی یہ
پنجۂ مژگان تری گیسو کو مثل شانہ ہی

جو حسین ہی اوسکا ہرجائی ہی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سی روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ و ساغر اڑا تین مجکو تہر کی عوض
کہدو لڑکون سی یہ دیوانہ نو بچہ مستانہ ہی

دل جگر کیا ہی قاصد نے کہین بجلی گری
میری ناحق مین قسم کچھ حال بتایا نہ ہی

داغ سوزان سی ہی مثلِ شمع روشن دل مرا
کر کہ شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لی اوڑی ہی حسرتِ دیدارِ روی یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپرِ پروانہ ہی

ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکتِ شاہانہ ہی

ایسی مری یوسف کی ہی رخسار مین گرمی
جلتی ہین خریدار رہی بازار مین گرمی

تم آئی نہین داغِ دلِ زار مین گرمی
ای میری خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبھی پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مری وادیِ پرخار مین گرمی

موسی کی طرح مردمِ چشم آئینہ غش مین
اسطرح ہی برقِ نگہِ یار مین گرمی

سروی نفسِ سحر مین ہی آنکھون مین برسات
رہتی ہی سدا داغِ دلِ زار مین گرمی

قدِ صاف ہی سانچی مین ڈھلا شمع کی صورت
ہی شعلہ صفت آتشِ رخسار مین گرمی

مچھلی مری بازو کی بنی شکلِ سمندر
ایسی تبِ غم سی ہی تنِ زار مین گرمی

غیرون پہ گری شعلۂ آواز سی بجلی
اللہ ہی کیا ہی تری گفتار مین گرمی

رکھا قدم گر خانۂ دل سوختگان مین
آہو تسی ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملی آرام
پیدا ہو تری سایۂ دیوار مین گرمی

نکالی تری پٹی ہی خطِ حسن تہا یہ مرا گرم
پیدا ہوی ظالم لبِ سوفار مین گرمی

پھل برق ہی اور قبضی مین سج کی گرہی
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کی چمن مین نہ لگی آگ
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کری سامنا ہو جای سیہ رو
خورشید سی ہی تیری سیہ کار مین گرمی

خالخال پہ ہی شعلۂ جوّالہ کا دہوکا
اُن شعلہ رخون کی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکہی تو ابہی جلنی لگی خرمن مہ بہی
بجلی سی فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجہی صورت بتخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سی تشبیہ تو اک دم مین پگہل جای
کیا آتش غم سی ہی تن زار مین گرمی

ناسور مین ہی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی

آہون سی ہی اب کوچۂ دلدار مین گرمی
چلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹہا تہا مین دلسوختہ تکیہ جو لگا کر
اب تک ہی تمہاری در و دیوار مین گرمی

منہ پہیر لی مژگان کی طرح ابر جو دیکہی
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکہین مری جہانکون جو کہین مین
پیدا ہو تری روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنی شمع
نالون سی مری زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سی جلا دون مین چمن کو
ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنگر
اب میری سبب سی ہی مری یار مین گرمی

یون حسن کی گرمی سی ہی جلتی ہین آنکہین
جسطرح ہو تپ سی تن بیمار مین گرمی

بل کہا ئی کس طرح سی موئی کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھی کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیری در و دیوار مین گرمی

ای جان تری نقش قدم سی ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتی ہی تری پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
بسر دا آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دہوان شعلی ہین وہ دست حنائی
سر سی کف پا تک ہی مری یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سی ہی گرم
ہون برق زبان ہی مری اشعار مین گرمی

ولہ

آنکھین کہلین ہی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کی دیوانی کا نپوچھ
بس مختصر ہی کر کہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی دیوانی بتون کو جا
ادنی تمیز کچھ ہی تجھی امتیاز ہی

محراب تیغ یار سی پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتی ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہو کی سی بنتا ہی آئینہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سی ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانی ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستو تمہین کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئی
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام می تنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نی خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانہ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھی ہین ہم ابروی یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شرابخوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنی لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

موتی صدف مین دانہ انگور کیون نہ ہون
دریا مین جلوہ گر وہ مراست ناز ہی

ٹپکی جو میری زخم کی انگور سی شراب
گرم نظارہ کیا وہ مراست ناز ہی

جہک جای کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی

ابروی یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کہلین نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ می کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مراست ناز ہی

آئینہ عذار بتان کیا بنا ہی صاف
ہاتہ اوسکی چومیی عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تہا
بس دم نکل گیا جو سنا بی نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سی بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیی یار کو بندہ نواز ہی

لگتی ہین ایک جنبش مژگان سی لاکہ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی

رونی لگی ہین چلی جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل پہ ہمارا گداز ہی

ذکر اوس دہن کا سکی زبان پر یہی ای وزیر
یہ لفظِ مختصر تو نہایت دراز ہے

تری سرمہ کی دنبالی پہ جسنی آنکھ ڈالی ہی — تو پہر شاخِ غزالان مین بہی شاخ اوسنی نکالی ہی

فراقِ یار مین جو گل ہی رنگ و بو سی خالی ہی — چمن اپنی نظر مین گلشنِ تصویرِ قالی ہی

چمن مین آج نرگس پہ جو تونی آنکھ ڈالی ہے — کوی شاخ اوس مین شاید چشمِ بد دور نکالی ہی

ہمیشہ ٹہوکرین کہاتا ہی صرف پائمالی ہی — تن بیجان ہمارا صورتِ تصویرِ قالی ہی

تری جانی سی مطرب بغیرہ ان تصویر قالی ہی — مثالِ تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی

گہلا پا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نی — کہ تیغِ آفتاب ہی ماہ ابرو زدن ہلالی ہی

تری خمی کو ای مہر دیکہ نکر چاندنی مارے — سپر مین بہی ہی چاند اور تیغ بہی تیری ہلالی ہے

تجہی دیکہا جو چشمِ بد سی تعزیر گلچین نے — نہین توڑی یہ نرگس آنکہ گلشن کی نکالی ہے

بچہائین بلبلون نی آنکہین پا تو جو گلشن مین — زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہی

نہین موجہ رونا زار زار ابرِ بہاری کا — تمہاری کان کی بجلی یہ پہر گرنی والی ہی

تصدق ہو گئی ہین پہر پہر کی دیوارونکی تصویرین — مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہی

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سے — فقیر اک ماہ کی ہین اپنی کشتی بہی ہلالی ہی

وہ میکش ہون نہ دیکہون رات بہر اوسکی طرف ہرگز — فلک بی آفتاب آگی مری مینا ہی خالی ہی

یہ کیسی میکشی نی دیکہا چشمِ کم سی سکو ای ساقی — پیالہ بادۂ گلگون کا نظرون مین پیالی ہی

لگا مضمون ہاتہ اوس کانٹی بالی کی مچہلی کا — یہ ہمنی چشمۂ خورشید سی مچہلی نکالی ہی

لکھا ہی کاغذِ ابری پہ حالِ گریہ ای قاصد
زبانی کچھہ جو پوچھی کہیو خط سی آشکارا ہے

تری ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب اگر ہی وہ سمین تن چاند تارا ہے

دلِ پرخون ہی شیشہ داغِ حسرت ساغرِ مے ہے
نہین ہی تو جو ساقی اب تو غم مجلس آرا ہے

رولایا ای وزیر اسد رحمہ شوقِ ہمکناری نی
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی

جو مجھہ زخم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہے
کری گی چاند ماری ای صنم فوج بضد آرا ہے

کیا واعظ کو محوِ دخترِ رز لا کہ افسون سے
پڑی ہی جن کو مری ساقی نی شیشی مین اوتارا ہے

سر انکھو نسی کہین سجدہ جدہر ابرو ہلاتی وہ
جدا کچھہ کفر اور اسلام سی ہی مذہب ہمارا ہے

تری قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہے
مثالِ سایہ ہی وان سرو جس جا تو خود آرا ہے

بیابان گرد ایسی ہین نچھوڑا ساتہ گردش نی
پس از مردن بگولا گنبدِ مدفن ہمارا ہے

ہوا ہی وسپری کا جلوہ گر دل لا کہ افسونسی
سلیمان کی قسم دی دی کی شیشی مین اوتارا ہے

کوئی شمشیر ابرو کا ہی قاتل وار ہو جائی
مژہ نی برچھی ماری ہی نگہہ نی تیر مارا ہے

پر اعتقاد ہین کو کہی خط کو سایہ عنقا
دہن کو باندہتی عنقا نیا یہ استعارا ہے

ہزار افسوس ہی اِنروزون وزیر اک ماہِ تابان کو
برنگِ آسمان ہمنی ہی شیشی مین اوتارا ہی

کون جیتا ہی ای صنم مر کی
آو تو دیکھہ لین نظر بہر کی

شکر ہی اِن بتون کی کوچی مین
پونہچی ہین ہم خدا خدا کر کی

سر کو ٹکراتی ہین لحد مین ہم
لطف بھولی نہین ہین ٹھوکر کے

ساقیا چشم یار یاد آئے
دی مجھی ساغر اجل بھر کے

منہ دکھائی کا کسنی وعدہ کیا
منتظر ہین جو روز محشر کے

کیا بجھائی ہماری دل کی لگی
صدقی اوس آبدار خنجر کے

ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر
کہین گردن سی بوجھ تو سر کے

دیکھیی نکھو رخ سی کیا ٹھہرے
زلف کی میہمان ہین شب بھر کے

کس خرابی سی کاٹی ہی شب ہجر
اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے

یاد آیا چمن مین جب قد یار
صدقی ہونے لگے صنوبر کے

خاکساری مین نقش پا کی طرح
رہنما ہین ہر ایک رہبر کے

نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا
کہ کبوتر وہان اوڑی پر کے

ای صنم ایک تو ہی غیرت گل
بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے

ہین جو ابروی یار پیوستہ
خوب مصرع ہین دو برابر کے

نقشہ یار کھینچ یون مانی
چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر
لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے

ایک عالم فی جبہہ سائی کے
ای بتو تمنی بھی خدائی کے

عاشقون کی لہو کی پیاسی ہین
ہتھیلیان اوس کف حنائی کے

زلف سی ہم الجھتی ای رخ یار — کیا کوئی درمیان مین تو ہی
سیکڑون گہر ڈبو دیی پل مین — یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے
کہینچی ہے جیسی ماہ نو کی شبیہ — آسمان پر دماغ ابرو ہے
رگ گل سی کمر ہی کچھ نازک — فرق دونو مین اک سر مو ہے
پہیر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین — چشم بد دور کیا ہے بد خو ہے
دل ہی اک ماہ کے تجلے گاہ — اپنے غنچے مین یار کی بو ہے
صفحہ چرخ پر ہلال نہین — مصرع انتخاب ابرو ہے
چہان ڈالا تمام کعبہ و دیر — ای ہماری خدا کہان تو ہی
کہتے ہین حق ہو انکو سب کافر — تب تجہی کہتی ہین خدا تو ہے
فکر سے ہے بیت ابرو کے — اندنون سر کو ربط زانو ہے
چمن دہر مین جا نہ مرغ نگاہ — جی کا جنجال دام گیسو ہے
قطعہ
غم نہین پہیری گر وزیر سی آنکھ — تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہے

رہی آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی

ہماری اس وفا پر بہی دغا کے — قسم کہائی تہی او کافر خدا کی
وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار — اگر کہائی سعادت ہی ہما کی
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تہا — مری اوسکی شکر رنجی بہا کی

وفا سی مینی بہی اب ہاتہ اوٹہایا
ہوی گر صلح بہی تو ہی ہی جنگ
فقیرون کی قدم لیتی ہین سلطان
تصور بندہ گیا جب اوس مژہ کا
خدا یون جسکو چاہی دی سعادت
نہین اوٹہتا ہی سر سجدی سی میرا
کہون جب مین کہ بی تیری ہون مرتا
نہ آیا منتون سے یار جسدم

ول

ظاہر ہی شوق دید مری چشم زار سی
ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سی
انجہتی ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سی
افزون ہو تپش مژہ مین ہی خنجر کی دہار سی
آنی کا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا
مرجائین دود آہ اگر ضبط کر سکی ہم
میکش وہ ہون کہ شیشی سی پیدا ہو جام
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب

قسم ہی مجکو اپنے بیوفا کے
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کے
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کے
تو پہروں دل پہ برچھی سی لگا کے
وگر نہ سنگ مین خصلت ہی ہما کی
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی
تو پھر کیا کیا اجل سے التجا کی

تارِ نگہ بنا ہون غمِ انتظار سے
نکلین گی شعلے گل کی عوض شاخسار سے
راحت اوٹھاتی ہین غمِ لیل و نہار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے
جھڑتی ہین پھول میری چراغِ مزار سے
ہرگز وہ ہوا نہ نکلی چراغِ مزار سے
رکھتا ہون مین سند یہ دلِ داغدار سے
شب ہو گئی تھی تذکرہ زلفِ یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
او بھی کہین نہ موی کمر زلف یار سی

مکھڑا ایسی ہی زلف سیہ سایہ پری
خط رخ کی گرد کم نہین ہرگز حصار سی

اوس گل بغیر سنگ پہ سر پٹکون کب تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سی

مرنی پہ بہی نہ دیکھنی دین سوی یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنی غبار سی

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکی اگر لگین تری کاکل کی تار سی

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سی

شاداب رہتی ہین یہ گل زخم ای وزیر
تیغ اوسکی کم نہین رگِ ابر بہار سے

زائل بہارِ حسن ہوی خطِ یار سی
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سے

گرتی ہین لختِ دل مژۂ اشکبار سی
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سی

زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بہی کہنچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گہاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گہاٹ
پانی کی دہار کم نہین خنجر کی دہار سے

اٹکا ہین دل نہ اوس سی جہان سیج رشک ہو
وہ گل نہ ہم چہوین جسی ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بہی عجب اک بہار سے

رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوای عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سی اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سی طرفہ بہار ہی
گل بہی کسی نی پہولتی دیکہی ہین خار سے

پاؤن کی بدلی آنکہون سی صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دیدہ خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نه ره سکی
کیونکر نکالی جائین نه هم کوی یار سے

کهتا هون کس خوشی سی وه آیا پیامبر
اوٹها اگر غبار ره انتظار سے

گل سی هزار درجی هی بهتر وه رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین هزار سے

لکهی هی سکی نرگس مخمور کی صفت
پڑهواؤن خط جام کسی باده خوار سے

مرجائین هم جو تیر ادا هو نصیب غیر
صیاد هم شکار هون تیری شکار سی

ولہ

دن هوگیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

مجنون سی کهدو کهتی هین جوش جنون سے آ
آتی هی فصل گل مری تصویر پهٹ گئی

کڑوی نه هو مثال اگر انگبین سی هی
فرماؤ شان کیا لب شیرین کی گهٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر هوئی
افسوس ایک هاتھ مین گردن نه کٹ گئی

وه تو مری گلی نه لگا لیکن ای جنون
زنجیر اوسکی میری گلی سی چمٹ گئی

اوسنی نگاه کرتی هی بس آنکهه پهیر لی
برچهی لگی تهی سینی په لیکن اوچٹ گئی

کرتا هی کیا اشاری یه ابروی یار پر
یارب سنو نهین اوسکی منه نوک کٹ گئی

بولا وه سنکی شب هی بیچارون کا حال
کیسی یه داستان تهی کی نیند اوچٹ گئی

شرمنده صبح هوگئی عارض کی ذکر سی
گیسو کا تذکره جو بڑها رات گهٹ گئی

جس پر نگاه کی اوسی بس مار هی رکها
جنبش جو دی مژه کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا هون مین تیغ های اسی کهتی هین حیا
تصویر یار سامنی سی میری هٹ گئی

بیتاب ہون سی تری تعجب ہو اب مجھے
ای دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی

کہتی ہین آسمان ہی نہ خاک ای وزیر
بیتاب ہون سی میری زمین کیا اولٹ گئی

چہانتا ہی خاک کیا تو گہر بنانی کی لیی
فکر رہنی کی نہ کر آیا ہی جانی کی لیی

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹہانی کی لیی
ایک تنکی کو نہ چہیڑون آشیانی کی لیی

برق ہی بیتاب میری آشیانی کی لیی
ابر سی ہی بیشتر آئی جلانی کی لیی

کام آئی مرغ گلشن کی مری کاہیدگی
لی گیا تنکا سمجھکر آشیانی کی لیی

اس چمن سی گل چلی بلبل گریبان پہاڑ کر
ہی جنون تنکی جو چنتی آشیانی کی لیی

ہمنی کیون مانگی تہی گلشن مین جائی خوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانی کی لیی

خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائی فلک
سو طرح کی گردشین مجکو کہانی کی لیی

پہر وہی ہم تہی وہی تم تہی محبت تہی وہی
صلح کر لیتی اگر آنکہین لڑانی کی لیی

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونی لگون
کچہہ بہانا چاہیی آنسو بہانی کی لیی

سایہ پڑجائی اگر زلف دراز یار کا
پہر کہون مین بہی تسلسل ہی بنانی کی لیی

ہون وہ دیوانہ کہ بنگیا ہو وہ مجنونکی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانی کی لیی

پونہچی ہی شانی تلک کیا یار کی زلف سیا
درد کیون پیدا ہوا ہی میری شانی کی لیی

جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیری فسانی کی لیی

یون رہی قسمت مین تہا پرواز کرنا بانصیب
نوچتی ہین طفل پر میری اوڑانی کی لیی

کون ہوگا تیری تیرونکا نشانہ میری بعد — خاک لیجایا مری تودہ بنانی کی لیی
بزم عالم مین کہڑا ہون پہ چلا جاتا ہون مین — سیکھ لی ہی شمع سی رفتار جانی کی لیی
کیون دل بیتاب کو دکہلایا خال زیر زلف — دام مین پنچھی نہین آنی کی دانی کی لیی
ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان — خاک اوڑا لاتی بگولا گہر بنانی کی لیی

اب کسی گلرو کی دل مین کیجیی گہر ای ذوق یہ
کیا چمن مین تنکی چنیی آشیانی کی لیی

پہر نکل آون لحد سی سر کٹانی کی لیی — بہیج دیکہو عمر رفتہ کو بلانی کی لیی
تنکی ای گل چنتا ہون آشیانی کی لیی — آتو ابرو تیغ سی بجلی گرانی کی لیی
ابتو میری قتل پر بیڑا اوٹہایا چاہیی — نقد دل تمکو دیا ہی پان کہانی کی لیی
جسکو آتی دیکہتا ہون ای پری کہتا ہون یہ — آدمی بہیجا نہو میری بلانی کی لیی
تا نہ میری استخوانونکا نشانہ چوک جاؤ — پر ہماکی لاؤ تیرون مین لگانی کی لیی
اوٹھ گئی بعد اپنی رسم نامہ و پیغام بہی — رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانی کی لیی
ہو گی کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پر — لاش میری کہربا آئی اوٹہانی کی لیی
ہو اگر جراح واقف میری شوق قتل سی — چاہی مرہم آہی تلوارین لگانی کی لیی
دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا — شاخ گل کیا چاہیی اب آشیانی کی لیی
جاکی میری پاس پہر آیا نہ وہ جان جہان — سیکھ لی کیا عمر سی رفتار جانی کی لیی
چاہیی غم کی عوض شادی کرین اہل عزا — مار ڈالا مجکو قاتل نی جلانی کی لیی

روتی ہم فرقت مین دریا کیا ہی پر آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑہانی کی لیی

میری تربت پر اگر دو پہول لانا خار تہا
آنکلتی تم کبہی تیوری چڑہانی کی لیی

خواب آتی بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنی کی لیی

دی بہو دنکو اوسنی جنبش اب کوی بچتا ہو نہین
ابری تلوارین چلین بجلی گرانی کی لیی

ہی بہی جراح باقی زخم کہانی کی ہوس
پارہ کا ڈورا منگا ٹانکی لگانی کی لیی

ہو بپا طوفان ای حدا دآب تیغ سی
میری آنسو لی جو تلوارین بجہانی کی لیی

لیکی میری دشت سی مٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوئی یار لی لیلی بنانی کی لیی

کاسہ سر ہاتہ مین لیکر ہین نکلون قبر سی
اب بہی گر ساقی بلائی می پلانی کی لیی

برق پہر چمکی گرونگا پہر تڑپ کر خاک پر
پہر اوٹہا ابر شب فرقت رلانی کی لیی

چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر
آئی ہندو جیسی دریا مین نہانی کی لیی

تری رخ کا کسی سودا نہین ہے
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پہرا ہی آپ وہ مہ ہندو ہمارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہے

کہین ایسا نہو اوٹہے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچہو میری آنسو تم نہ پوچہو
کہیگا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سی پا برہنہ پہرتی ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

ترا سب دشمنونکا چاہتی ہین
مین خوش ہون جیسی دل اندوہگین ہے

رہی مضمون غم کی طرح اس مین — ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہے
جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ — الٰہی آسمان ہی یا زمین ہے
بنایا تجھکو ایسا خوبصورت — کہ نازان تجھ پہ صورت آفرین ہے
ہین عشق زلف مین اعضا بہی دشمن — ہمارا ہاتہ مار آستین ہے
نہ نکلا بی تری مین گھر سی باہر — نگہ تنگ چشم مین خلوت نشین ہے
فلک جو چاہی ہم پر ظلم کر لی — ابہی تو ضبط آہ آتشین ہے

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

شانی ہین پیچ سی اون لفونکا جو بن دیکھی — پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتہ برہمن دیکھی
جیب صد چاک کری جو ترا دامن دیکھی — خواب کم آئی جو کمخواب کی چپکن دیکھی
سمجھی خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھی — ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھی
جان دی گال جو گوری وہ فرنگن دیکھی — کھینچی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھی
ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحیں — سیکڑون سبحہ صد دانہ کی خرمن دیکھی
کہی انجیل مسیحا پہ ہوی ہی نازل — دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھی
گر پڑی پہولونکی خرمن پہ یکایک بجلی — ناز سی ہنسکی جو تو جانب گلشن دیکھی
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر بہا ہی سی — آئی پروانہ چراغ تہ دامن دیکھی
بوی گل ہیتی ہی پوشیدہ قبائی گل مین — کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھی

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ ای صیاد
مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سنگ گلشن دیکھی

دہن یار مین ہستی کی او داہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھی

ترک خونریز ہین انکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھی

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون غنچا دل ہو کباب
نگہ گرم سی گر تو سو گلشن دیکھی

سر کہین ہاتہ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کی تمہاری کئی مدفن دیکھی

سیم مرغ نگہ سونی کی چڑیا ہو جای
آنکہ اوٹہا کر جو طلائی تری جوشن دیکھی

رخ کو قرآن کہی زلف سیہ کو کالی
مکر سی شیخ تو حیلی سی برہمن دیکھی

چار لعل آپ کی شبدیز کی ہین چار ہلال
چاندنی سمجھی جو گرد سم توسن دیکھی

انکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجای چمن جو ترا توسن دیکھی

چمن کوچہ دلدار مین ہتا ہون وزیر
دم بہر کجای جو بلبل مرا مسکن دیکھی

ہو رہا ہی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چہوٹی تری شمشیر سے
جوہر اوسکی کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچہلی کب ہاتہ آتی جوئی شیر سے

کہتی ہین وہ لی کی دل مجہ پیر سے
مچہلی ہاتہ آئی ہی جوئی شیر سے

ای جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلی دانہ زنجیر سے

ابرو پر خم عرق افشان ہوے
یہ چلا پانی ترے شمشیر سے

کیا کہون قاصد کہون کیا شوق وصل ہی فزون تقریر ہی تحریر سے
بند کیا مین وحشی نازک مزاج سچ ہوئی زلف کے زنجیر سے
گر نہین ساقی تو قاتل لای گا جام طاق ابروِ شمشیر سے
نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان کھنچ رہی ہے خامۂ تصویر سے
تشنہ لب ہون تیر باران کبھی پانے گر دیتی نہین شمشیر سے
باتین کرتا ہون کوی سنتا نہین خامشی بہتر ہی اس تقریر سے
ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب جام می بدلون نہ جام شیر سے
یون کرینگی تیرے ابرو کی صفت مانگ لین گی ہم زبان شمشیر سے
رزق چاہا چرخ سی نادان ہون مین شیر مانگا دایۂ بی شیر سے
بل بی ذوق وصل و فرط اتحاد خون نہ چھوٹا یار کے شمشیر سے
نبگتی اوسکے نگہ تیغ قضا تیر نے مارا نہین شمشیر سے
آتش گل کے لکھون مضمون گرم پہلجھڑی خامہ بنی تحریر سے
اشتیاق سر مین تڑپی اسقدر ہوگئی جو ہم جدا شمشیر سے
قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال پوچھیی لطف جوانی پیر سے
زلف اگر رخ سی ہٹا دو تو کہون چھوٹی یوسف خانۂ زنجیر سے
کم نہین شب سی مرا روز سیاہ کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے
چھیونکر ارباب تعلق پھرتی ہین فیل چل سکتی نہین زنجیر سے

ہجر مین مرتا نہین ہون اہی وزیر
منفعل ہون موت کی تاخیر سے

بخت ہی تیرہ خطِ تقدیر سی / جیسی کاغذ ہو سیہ تحریر سے
کیا چھٹی وہ نوجوان مجھ پیر سے / بل کی شکر کب جدا ہو شیر سے
گوشہ گیرونکو کیا ابرو نی قتل / اس کمان نی توڑ سیکھا تیر سے
آہ آتش بار ہی تیرِ شہاب / شعلی بنکر نکلی پر اس تیر سے
ایک کو دو کر دکھائی آئنہ / گر بنائین آہن شمشیر سے
ہی لب رنگین سی برگِ گل خجل / منفعل ہی بوی گل تقریر سے
چھٹ گیا ہی ہاتھ سی دامانِ یار / جیب پہاڑون دستِ دامن گیر سی
کیا عجب پیدا کری وحشت مری / بیدِ مجنون دانۂ زنجیر سے
قلقلِ مینا ہی ساقی کی صدا / می ٹپکنی لگتی ہی تقریر سے
کھیل پر اوس طفل کی مرتا ہون مین / قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے
تمکو دکھلا کر تماشا دل لیا / نکلی پتلے دیئ تصویر سے
ہین دہکتی داغ انگارونکی طرح / پہاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سی
لائی ہی مرغ جنون کو دام مین / لیجیی دانے مری زنجیر سے
نام رکھا چرخ نی طوقِ بہار / لیکی اک حلقہ مری زنجیر سے
کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا / کم نہین گل بلبل تصویر سے

جام سان چلیی جو وحشت مین وزیر
آئی قلقل کی صدا زنجیر سے

لال ہین آپ ہی لب سرخیِ پان دور رہے
نازکی کہتی ہی یہ بارِ گران دور رہے

گہر کیا دلمین تہی پہ غم دوری نہ گیا
اب یہی کہتی ہین کہ ہم جا کی کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سی مینا کی زبان دور رہے

تیری ہوتی تو ٹہا سکتی نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کی لسی مری جان دور رہے

پہول بہر بہر کی گلابی مین پلاتا ہی مجہی
چمنِ محفل ساقی سی خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئی ہمای ناوک
جب چلے ناوکِ بچہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سی نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژہ کج کیطرح سی رخ ناوک پہر جای
وہ نشانہ ہون کتی تیر کمان دور رہے

میری پہلو مین ہمیشہ رہی سفاک کا تیر
ایسی محبوب سی آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مری بعد اجی اور کوی
شست سی تیر تو چلّی سی کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی ہی ضعف
پیرہن جسم سی ہی اور جسم سی جان دور رہے

چہوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئی تا درِ دوست
منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار ہی ہی
نہ کری آج سبک خواب گران دور رہے

پوچہتی ہین مسیِ لب کی عنایتین بانگین
کالی مرہم سی نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سی بہی تنگ تر اے ضعف کنار
کیون نہ آغوش سی وہ سرو روان دور رہے

جنس دل ہو چکی ہی جا کہ سر بازار بکی
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

جب کہون حال جدائی کو ہی سمجہی نہ وزیر
حرف سی حرف سخن وقت بیان دور رہے

کاٹی پڑ جاتی ہین زبان سی جو زبان دور رہے
خون تہوکی جو دہن سی وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینون کو سلیقہ ہو جای
چاندنی خاک پہ لوٹی جو کتان دور رہے

جنبش لب سی کہی اونکی نزاکت بس بس
حرف مطلب سی ابہی غنچۂ دہان دور رہے

لی اوڑا ایسا ہی مجہی اپنی سی بیتابی دل
گرد سان قافلۂ تاب و توان دور رہے

بید ماجنون سی وہ گلگشت چمن کرتی ہین
غنچۂ گل نہ بند رکہین لب سی دہان دور رہے

خط کی تائید سی دل چاہ ذقن سی نکلی
کبہی اس کانٹی سی یارب شکنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد
چار جوہر سی ابہی آئینۂ جان دور رہے

دوست بن بن کی عدو قتل کیا کرتی ہین
پنبۂ ماہ سی ابہی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاون مین اگر ہجر نصیب
شمع سی شعلہ تو شعلی سی دہوان دور رہے

دست بی فیض سی ہو پیر و جوان کو نفرت
قبضۂ شل سی سدا تیر و کمان دور رہے

عمر بہر کوچۂ جانان مین پہونچنا ہی محال
جب تلک جیتی ہین گلزار جنان دور رہے

چور ہو جاو نگاہین تماشائی ہین ار دل ہو
سنا تھا پہول سی ابہی بار گران دور رہے

دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہی وزیر
کس طرح مصحف عارض سی نشان دور رہے

ہی نقش درم جو نقش پا ہے
آپ آتی تو گھر درم سدا ہے

دل جب جلوہ ترا دکھا رہا ہے
شیشہ یہ مرا پری نما ہے

سلطان جہان ہی جو گدا ہے
تیمور ہر اک شکستہ پا ہے

انسان بہی قدرت خدا ہے
کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے

شیرین ہی دہن کرو شکر خند
ہنسنے مین تمہاری اک مزا ہے

مضمون پروانے سنکے آئین
شبدیز قلم چراغ پا ہے

یاران گذشتگان سی ہی انس
زندہ مردون پہ مر رہا ہے

آیا نہین خود فروشی میرا
گویا مجھے مول لی لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل
گلگشت چمن کو جو گیا ہے

گلزار ہوا ہے پاسنے پانے
بلبل پانے کا بلبلا ہے

جو چاہے ہے عشق مین گیا وہ
ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے

ہی جہوٹ کہون جو راست ہی قد
یہ توسن حسن الف ہوا ہے

منہ سے جسنے دیا وہ رزق دیگا
گویا یہ دہان آسیا ہے

توبہ کا نہ در ہو بند یارب
جب تک در میکدہ کہلا ہے

ہی شیشہ سبز گرم قلقل
طوطی ستون کا بولتا ہے

کیا جسم ہی صاف اون پری کا
گویا قد آدم آئنا ہے

بیگانہ کوہی نظر نہ آیا
آئینہ بہی صورت آشنا ہے

کیا خوف گنہ وزیر کو ہو
حامی سلطان انبیا ہے

رنگین لب لال کی صدا ہے
کیا خوب یہ لال بولتا ہے

سنبل گلشن مین کج رہا ہے
یکتا ہے یہ زلف کو دوتا ہے

ہم وحشیون کا کبوتر ای سرو
قمری کی طرح سے طوقیا ہے

آپونہچا ہی اوڑکی استخوان تک
ناوک مین مگر پہ ہما ہے

دانی کی طرح سے پیس ڈالا
کیا گردش بخت آسیا ہے

کیا آنکھون مین اوسکی ہین سبک ہو
نظرون مین وہ مجکو تولتا ہے

یوسف جو کہا او نہین تو بولے
کیا آپ نے مول لی لیا ہے

آئی ہی بہار کیا جو ساقی
شیشی مین پہول بہر رہا ہے

پونہچی مری ہاتہ تک تو جانون
تم کہتی ہو زلف کہ رسا ہے

نکلی نہین ات کو ستاری
شبدیز فلک چراغ پا ہے

ایسا مین کہسلا وزیر غم سے
خار کف پا مرا عصا ہے

کیا سنگ رزق خوش ہوا گر ماہ عید ہے
یان بستگی قفل کے باعث کلید ہے

کہر پونہچی ہین لحد اسی کہنا بعید ہے
یارو جواب نامہ نہین ہی سپید ہے

خط دیکہلو وزیر عبث شوق دیدہ ہے
لکہا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہے

دکھلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو کی مین کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہو گئی تو در خرمی کہلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہے

قاتل بجای گل تو چڑہا دی حسین بند
یہ کربلای عشق یہ قبر شہید ہے

ولہ

اوٹھتا ہی جای شعلہ دہوان دل کی داغ سے
تاریک ہو گیا ہی مرا گھر چراغ سے

پیدا اگر ہنگی داغ جگر دل کی داغ سے
کرلین گی ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل اسیر قفس سی چہٹی تو ادہر پہنچی
گلدام موج نکہت گل لای باغ سی

ہو جای وجد دیکھی اگر استخوان مری
پتلی نکل کی رقص کری چشم زاغ سی

ہی دم قدم کی ساتھ یہ گردون کی کجروی
اوتر و مسیح ایسی خبر بید باغ سے

کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی پہول سی شبکو چراغ سے

گریبان ترے گلی سی ہم ای شک گل چلی
جاتی ہین موتی جہیل لیی عنبر باغ سی

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مری
مثل صدا نکل گئی منقار زاغ سی

دیکھا دہن کو خندہ دندان نما سی آپ
گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سی

ولہ

لذت درد سراپا مجھی حاصل ہو جای
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جای

وہی بیتابی وہی درد اسی حاصل ہو جای
ہاتہ جس عضو پہ رکھدو وہ بہی دل ہو جای

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جای
پاؤن سے رکھی وہ جہان نقش قدم دل ہو جای

ہم اسیرون کی طرف آئی اگر نکہت گل — پیچ پڑ جائین کچہ ایسی کہ سلاسل ہو جای

خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی — یار کا ہاتہ ہی بندہ جانی کی قابل ہو جای

آئی بی پردہ جو لیلای خیالِ جانان — دل یہ بالیدہ خوشی سی ہو کہ محمل ہو جای

کوچہ زلف ہی کچہ مصر کا بازار نہین — آئی یوسف جو ادہر قید کی قابل ہو جای

چال افتادگی اشک سی سیکہی ہمنی — لغزشِ پا سی بہی قطع منازل ہو جای

فاتحی کو جو وہ بت ہاتہ رکہی مرقد پر — ہو یہ بالیدہ انگوٹہی کا نگین سل ہو جای

ولہ

کاکل جو اوسکی شعلہ رخ سی سرک گئی — کالی گہٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی

پونہچی اوسکی کان تلک آہِ نارسا — کیا فائدہ زمین سی اگر تا فلک گئی

ٹکڑی ہوی ہماری گریبانِ صبر کے — انگڑای مین جو یار کی چولی مسک گئی

مینی جو آہ سرد بہری اوسنی ہنس دیا — گل کی کلی نسیم سحر سی چٹک گئی

بعد از فنا جو قبر پہ آئی وہ ای وزیر
پونہچائی اوسکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتون سی کیا آج یار نی — دیوار گرد کہینچی ہی سول کی غبار نی

چہیڑا چمن مین یہ مژہ اشکبار نی — آخر لہو دیا رگِ ابرِ بہار نی

گلشن مین کیا اشارہ کیا خالِ یار نی — افیون باغبان کو دی کوکنار نی

دکہلائی نی سواری لڑکپن مین یار نی — دوڑایا اپنی پاؤن سی گہوڑا سوار نی

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوی یار نے
لی راہ آسمان کی زینِ تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا ضعیف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپ کی عاشق کا ہی لہو
کیون خون پیکی کوڑی ہی کھائی کٹار نے

پہینکا جو مینی اپنا گریبان پھاڑکر
دامن لیا سمیٹ شبِ ہجر یار نے

دیکھین جوای ذریہ مری بیقراریان
لی آرزوی صبحِ شبِ انتظار نی

مجکو جو نہ دی بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقیِ کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزۂ ختم آپ کی لب پر تو نہین ہے
عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے

جب میان سے نکلی تو مری دل مین سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہے

قاتل ہی کمان معجزۂ شقِ قمر کا
جوزا کی طرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے

میخانی کو سجدہ کیا ہی کعبی نی جھک کر
اوس چشم پہ ابروی نگون سر تو نہین ہے

داغ اوس مہ کہان تھی یہ، گلی سو کی ہی سر پر
بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہین ہے

پیری مین جوانو سی ملون جھک کی مین کیونکر
قامت شجرِ خشک ہوا تر تو نہین ہے

ہی سرمی کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی
ساغر سی تری موج یہ باہر تو نہین ہے

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہِ حسن اگر آئی
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے

نہ اوسکو دکھاؤ گی تو مین بگڑی کرونگا
آئینہ ہی کچھ سدِّ سکندر تو نہین ہے

اوراقِ خلائق نظر آتی ہین پریشان
یہ دفترِ عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین خواب شب فرقت — سرخاب کا تکیے مین کوی پر تو نہین ہے

او طفل جو کہتا ہی ہر بی آنچ ہی اسکے — چہوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے

کس شوق سی آیا ہی گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوی پر تو نہین ہے

قبضی کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی — اب باڑہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہے

خالی ہو تو از خود عرق شرم سی بہر جای — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے

عریانی کی جامی کا گریبان بنا ہے — بیکار گلی پر ترا خنجر تو نہین ہے

کہتی ہو مجھی خواب مین معراج ہوی ہے — جبریل کا تکیے مین کوی پر تو نہین ہے

کیون اوٹھ گئی پا ئی صف مژگان کی یار — فرمائی بہاگا ہوا لشکر تو نہین ہے

رسوا نہ کریگا تمہین یہ دیدۂ حیران — پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہے

وله

تم جو ٹھہراؤ کرو کور بہی بینا ہو جای — منہ پہ پتھر جو لگی آنکھ کا ڈھیلا ہو جای

گرمیان کیچی جو بن یہ زیادا ہو جای — نکل آئی جو عرق حسن کا دریا ہو جای

گردش چشم کا تیری اثر ایسا ہو جای — گرد اوڑی پای نگہ سی تو بگولا ہو جای

فکر کرنی مین جو ہو ڈر تری سوائی کا — رنگ اوڑ جای ابہی خون پسینا ہو جای

سرمہ دینی مین نکل آتین جو تیری آنسو — ہر گل اشک ابہی نرگس شہلا ہو جای

چشم مخمور سی دیکھی جو وہ بت کعبی کو — می سی محراب کا لبریز پیالا ہو جای

پہنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھی نبض — کف عیسی ابہی جل کر کف موسی ہو جای

نشانی ہین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکہو
ہو یہ بالیدہ ابہی صورتِ مینا ہوجاے

حال کچہ اونکی تلوّن کا نہ مجہسے پوچہو
عکس جس گل پہ پڑی وہ گلِ رعنا ہوجاے

رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزۂ خط سونی کی چڑیا ہوجاے

تم جو اک ہاتہ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
ابہی دو ہاتہ کا ای جان کلیجا ہوجاے

سُبز مگین آنکہ کی گر یاد مین پتہرا جاے
سنگ سرمہ یہ مری آنکہ کا ڈہیلا ہوجاے

دُر دندان نبی کی جو رولائی الفت
ای **وزیر** اشک ہر اک عرش کا تارا ہوجاے

دیکہکر مجہ زار کا مردہ وہ بولی نا ز سی
غش نہ آیا ہو شکستِ رنگ کی آواز سے

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے

دیکہنی والون مین تیری بہت اچہی رہے
قتل کر ڈالا جنہین تیغ نگاہِ ناز سے

چاند کی ٹکڑی ترے تلوی ہین او خورشید رو
چاند نی نکلی نکیو نکر فرشِ پا انداز سے

دُر دندان ہی اوس دہن کی طرح پوشیدہ رہی
چاہیی دل جگر واقف نہو اس راز سے

تیری دیوانی کو ایسا شور وحشت سی ہی ننگ
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

بہر دی کانون کی ہٹی جاتی ہین بل بی ضعف
ناک مین دم ہی شکستِ رنگ کی آواز سے

ولہ

ای جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑی
نزدیک ہی کہ منہ سی کلیجہ نکل پڑے

ڈرتی ہون ذکر میری دلِ بیقرار کا
منہ سی کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑ نیکو یہ مضطرب ہوے	ہاتھ اپنی آستینون کی باہر نکل پڑے
ہوتا ہی انس لڑکون کو لڑکون سی واقعی	او طفل تجکو دیکھ کی آنسو نکل پڑے
پہنسنا تہا دل کو گیسو پیچان مین پہنس گیا	قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نکل پڑے
ایسا کسی کو شوق شہادت نہوی گا	گردن جہکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے
لکہنی لگا حقیقت گریہ جو یار کو	میری طرح قلم کی بہی آنسو نکل پڑے
باتین جو چکنی چکنی سنی میری یار کی	زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پہسل پڑے

ولہ

اوسکی تلوار کی سو بال کا پہاہا تو نہین	آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے
چشم خونریز مین سرمی کا نہین دنبالہ	اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہے
نازسی آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین	کہتی ہین فتنۂ بیدار ابہی خواب مین ہے
گر پڑی ہین مگر آنکہون سی مری گرم آنسو	کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہے
میٹہی نظرون سی مجہی دیکہ کی کین بند آنکہین	زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدائی آہ ہوتی ہی	مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہے
بلا جب سہم داغ جنون گہبرا کی دل بولا	یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی
بیان کرتا نہین دل وصف اوس روی مخطط کا	خدا کی گہر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی
مرغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردش سی	جو دل جلتا ہی روشن اوس شمع آہ ہوتی ہی

غزل در نعت سرور کائنات

مرحبا احمد بی میم محمد لقبی عین ربی بتحقیق و مجاز عربی

گشت خورشید فلک شهره جان بخشی تو آمده عیسی مریم پی درمان طلبی

هجر تو مرگ وصال تو حیات ست حیات جسم را جانی و جانانی و روح قلبی

گر بگوییم که ایازی و خدا محمود ست بسر عشق قسم این نبود بی ادبی

یا حبیبی ارنی گفت خدا مثل کلیم حق پسند این چه جا است با این بوالعجبی

بهر وای خضر دلم تشنه دیدار کسی ست نخورم آب بقا جان دهم از تشنه لبی

متفرقات

مرگئی هم وه روانه هو گئے رات بهر جاگی سے تهے دن کو سو گئے

قتل بی شمشیر او ظالم کیا آئنه دکهلا دیا دو هو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو چشم احول ہین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی بات سیدہی ہہی جو کی ٹیرہی ہوئی

بی ہوا اوڑنی لگا مشت غبار طبع اپنی خاک کے بادی ہوئی

سوکہ کر کانٹا ہوا دست جنون خار دار اب ہاتہ کی ہتہیلی ہوئی

ولہ

بر زمین بازو ردیا مال دیا گنج دلی ای فلک کونسی احسان کی عوض رنج دئی

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سی | جسنی راحت تمہین دی وسنی ہمین رنج دیا
کیون نہون کوچہ محبوب مین عاشق نالان | اس گلستان کو یہ مرغان نغمہ سنج دیا

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابہی چین نہین ہی | پوچہا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
بی تیری مجہی دید کا کچہ شوق نہین ہی | تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی | آئینہ ہی پر توسی مری چین بجبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہوا ودہر سر مرا جاتا ہو جائی | پائینتی قبر کی بیٹہو تو سرہانا ہو جائی
یار جاتا ہی کہو دل ہی روانا ہو جائی | ساتہ اچہا ہی اگر ایسی ہین جانا ہو جائی
کبہی مجہہ پہ نگہ غیر مری چہتی سی جی | تیر مین آپ کی کہاؤن وہ نشانا ہو جائی

ولہ

دیکہا پچتا ہی گا اوبت مری ترسائی سی | اوٹہ کی کعبی کو چلا جاؤنگا بتخانی سی
وہ مسیحا جو چلا ہاتہ چہڑا کر شب وصل | نبضین بہی چہوٹ گئین ہاتہ کی چہٹ جانی سی

ولہ

ہجر مین اک ماہ کی آنسو ہماری گر پڑی | آسمان ٹوٹا شب فرقت ستاری گر پڑی
پہینکی ہی زاہد نی کل شیشی کی گردن توڑ کر | آج سنتی ہین کہ مسجد کی مناری گر پڑی

ولہ

صحرا کبھی ہین پیدا بڑہ کر غبار دل سے — پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سی — کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سی

ولہ

سینی پہ میری زخم ہین کیا ہی نشان لگی — جرّاح ہاتھ ملتا ہی پھاہا کہان لگی

ولہ

لب و دندان پر کیا کر اپنی وہ کہتی ہین شوخی سی — نکل آیا ہی یکہو لال یہ دانتون کی کہرکی سی

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکھ لگی جاتی ہے — لوگ سچ کہتی ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ

صدائی نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سی — چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سی

ولہ

چمن سی توڑ کی پھولون کو باغبان چلی — تمہاری سننی کو باتین گلونکی کان چلی

ولہ

زلف سے کے چال صبا چلتی ہے — کیا پریشان ہوا چلتی ہے

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوی یار مین ہو گذر — نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوسی کہ ای جان تیری فرقت مین — فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک — گذر گیا ہی بس اب سر سی آب دیدۂ تر

کبھی ہی ہوش اوسی گاہ فرط بیہوشی — کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سی باہر

ہر ایک کوچی مین پھرتا ہی صورت وحشی — کبھی ادہر سی ادہر او کبھی ادہر سی ادہر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی | عجیب حسرت وارمان سی ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ایکی یہ فیض مسیح باد بہار | چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
رہا چمن مین نہ آزار دیدۂ بلبل کو | پلا یا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار مین ہی اثر | نہ کسطرح سی ہو زائل تپ دروں چنار
وفور عیش سی بزم نشاط ہی گلشن | کلی جو چٹکی تو آئی صدای نغمۂ تار
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطی | نہال شمع تلک سبز ہو کی لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی | بنی ہی وہ مین زر گل سنگ سی جو نکلی شرار
نظر پڑی گل تر رستہ شاخسار سی یون | عیان ہو شیشی سی جیسی شراب سرخ ای یار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سی ہو گئی خم | جھکی ہین شکر کی سجدی کو باغ مین اشجار
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا | جگہ نہین جو کری عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وفیر
نماند جای کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سی رنگ بوقلمون | چمن مین دیکھی جس گل کو اک گلستان ہی
زبان حال سی کہتی ہی موج نکہت گل | اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل ورد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سحر در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہی گلستان پر — کہ سایۂ گل تر بہی ہو شعلِ گل احمر
رہنی پائی ذرا داغ دل مین لالی کی — لگائین مرہم کافور یاسمن لیکر
رہی چمن مین نہ بیمار آج نرگس سے — بغیر لطف پریشان نہو وی سنبل تر
خدا کی فضل سی صحت ہوی ہی آج اوسے — ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پہ
صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کری — چمن کی سیر کو آئیگا آج وہ گل تر
رہین قرینی سی سبزان باغ ہر جانب — نہ کوی آہی ادہر اور نہ کوی جا ہی اودہر
گمان سبکو یہ ہووی یہ فرش بلبل چشم — بچہائین بلبلین آنکہین میان رہگذر
چمن سی آئین نخل نخل بہر استقبال — ادب سی نذر گل اشرفی کرین لیکر
ہر اک نثار کری آج مال و زر اپنا — یہان تلک نہ رہی مشت غنچہ مین بہی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سی ہوی ہین پیر جوان — مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان
تو چند روز ہوا تہا علیل و زار ز حال — قسم خدا کی نہ تہی بس ہماری جسم مین جان
بہ رنگ نرگس بیمار دم تہا آنکہون مین — یہ تیری رنج کا تہا رنج ای مسیح زبان
سو تو شفا کی دعا مانگتا تہا سب عالم — ہر ایک موی تن خلق بنگیا تہا زبان

خمیدہ غم سی تہی محراب کی طرح زاہد / دعا زبان پہ تہی اور ہاتہ مین قرآن

مدام کرتی تہی شیشی بہی نالہ قلقل سی / بنا تہا ساغر لبریز دیدۂ گریان

دعا مین مانگتی تہی ہاتہ اوٹہا اوٹہا کی سبو / جہکی تہی سجدی مین ساقی سی تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تہا روز مسیح / کہ تا فلک مری جاتی تہی نالہ سوزان

مریض دیکہہ کی تجکو یہ حال تہا اپنا / رہی تہی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصای مژگان بود

ہزار شکر خدا نی تجہی دی جلد شفا / وگرنہ دامن عیسی تہا اور ہاتہ مرا

تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون / مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیری غسل صحت سی / کہ تیری سائی تلی رہتی ہین ہزار ہما

خدا نی آج تجہی جان تازہ بخشی ہے / ہزار جان گرامی کرون مین تجہہ پہ فدا

جہکا کی سجدی کو سر سب کیون دعا نکہین / جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجہی آسمان لطف و کرم / نگاہ مہر سی ذرونکو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانی کو تیری صحت سی / ہی اس چمن مین ہوا تیری کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بہی اب نہین رنجور / تجہی شفا جو ہوی بس کوی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال آراست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سی ہر ایک ہی سردار — بہری چمن نی گل اشرفی سی جیب و کنار

جو نام لیکی ترا توڑی گل کو ی گلچین — تو ہاتہ مین ہو زرِ گل طلای دست افشار

ترا وہ حلم وہ ثروت ہی تو اگر چاہی — ہر اک فقیر کا گہر اسطرح سی ہو طیار

بجای آب ہو آب گہر کا صرف وہین — خریدین سونی کی اینٹین بنائین گہر معمار

ضعیف الیسی قوی ہین تری زمانی مین — او لجہ ہی کی چاک کری خار دامن کہسار

سوای دُر نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم — ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکہ لی تری تلوار ماہی دریا — تو اپنی پوست سی بہاگی نکل کی صورت مار

دعا یہ میری یہی مثل خضر ہو عمر ترے — کبہی نہو تو مسیحا کی طرح سی بیمار

سوا ترے ہی کرم و لطف کی یہان اپنا — نہ کوئی یار نہ ہو مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برای نام وزیرم وسلے فقیر توام

مخمسہ

جگر مین ناوکِ غم ہی لگی یہ تیغ ستم — زبان پہ آہ ہی آنکہون مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سی کشتہ مین ہر غم — مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

تہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم — جفائین تری ہتی بیش و وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنی بندی پہ یہ ستم
لکن تغافل ازین بیشتر که می ترسم

گمان برند که این بنده بی خداوندست

کچھ اپنی اصلی کہتا نہیں ہی یہ پر غم
یہی ہی ڈر تری بندہ نوازیوں کی قسم
کہی نہ بیکس و بی یار مجکو اک عالم
لکن تغافل ازین بیشتر که می ترسم

گمان برند که این بنده بی خداوندست

قطعه

نکر عوض مری جرم و گناہِ بیحد کا
الٰہی تجکو غفور الرّحیم کہتی ہین
کہین کہین نہ عدو دیکہکر مجہی محتاج
یہ اونکی بندی ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعهٔ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغِ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب
اندرین عہدِ شہنشاہِ سخی و باذل
نایب مہدی دین شاہِ شہان عالم
غیرتِ قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف پر زگہر چشم تہیدستان شد
ہست دریای سخاوکرمش بی ساحل
بر در دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسۂ دستِ سائل
مثل خورشید درخشنده کف ہمتِ او
روی تابندۂ او غیرتِ ماہِ کامل
حبذا باغ لطیفیکه در وبکشاده
دفعةً قافلۂ فصل بہاری محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش
جان تازه بدمد چون دم عیسیٰ در دل
باغبانان [illegible] چو رضوان [illegible]
تا ابد باد خزانی نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید — می شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان پرور راحت افزا — نیست از روم و حبش تا بجد چین چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد — عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر — قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود — عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن شاخ — دارد بلند دست دعا باغ کربلا
یا از سر ادب بنهد اینجا ملک که هست — گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب — مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
ناله همیشه او ز صدای شکست رنگ — دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم باو چو نسبت گلزار خلد گفت — ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا
رو نیست پس بسوی کعبه و سویش رخ جهان — هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنا اینچنین چو ای وزیر — بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

۱۲۵۲

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر — که هست او به بحر شرف بی بهادر
کف همتش غیرت ابر نیسان — که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد به هیجا — چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون ز آب شمشیر او دید حسودان نشانه پی تیر او دید
ز پیلان او هست یک پیل گردون سبق برد رخشش بشبدیز گلگون
به ایثار گنجینه ها می دهد او به اصرار پشمینه ها می دهد او
مغموم شد هیچکس از در او نه محروم شد هیچکس از زر او
بیق جناب وزیر معظم فقیر محمد امیر مکرم
مدو بست سالش بود زندگانی باقبال و با جاه و با کامرانی
میلبش بود صحت و عافیت هم قرینش بود عشرت و میمنت هم
لطف نظمش به از آب گوهر زبان شست لاریب از آب کوثر
ط جهانست فکر رسایش که شد ورد بر هر زبان شعرهایش
م فصیحش بلاغت نظام ست بدیع و بیان را از و انتظام ست
مون چشمان بیمار جانان شده دفترش غیرت نرگستان
ری در اشعار رنگین نموده ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده
بروِ حور هر بیت دیوان نقط غیرت خال رخسار غلمان
سر طایر طبع مضامین ز کیوان بلند ست معنی رنگین
رعش مصرع سرو شد پست ز رنگینیش جیب گل چاک گشته ست
ش خم و کلک او باده نوش ست مضامین او همچو مستی بجوش ست
بتر تیب ... تالیف این شد بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

شد تالیف و ترتیب دیوان نموده	که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند بسالِ عشش مه تابماسے	که ترتیب دیوان همایون الٰهی

۱۲۳۱

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحٰق و اسمٰعیل خان	از رهِ صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر	کعبهٔ ایمان ما این ست بنیاد السلام

۱۲۶۱

ایضًا

ساخت اسحٰق خان و اسمٰعیل	مسجد دومی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر	شد دگر کعبهٔ شریف بنا

۱۲۶۸

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزاده مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزادهٔ خورشید شکوه	تر شد دهن خشک من از آب مراد
از میمن قدم زمین چو شد رشک فلک	خرّم گردید و سر بپایش بنهاد
گل خنده زن ست و بلبلان نغمه سرا	شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب	گلدام شود چمن بهوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر	جاوید جوان بخت جوان طالع باد

۱۲۶۳

خاتمة الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان و تحفهٔ حمد بی پایان لائق بارگاه بدیع الارض و السماوات

ہی کہ جسنی ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکہایا اور لا
ثنائے بی شمار اوس عالم اُمی لقب کی لیی سزاوار ہی کہ جسنی اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت
کا تفرقہ بتا کر استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجہتی تہی دلائل بینہ سی باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کی ظہور کی
برکت اور فیض ہدایت سی کنایۂ معرفت ذہن مین آیا من بعد خاکسار کج مج زبان
امیدوار افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان ادخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت [illegible]
صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سی خیال انطباع کلام بلاغت
نظام افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران
زمن دانای اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اُردو زبان
فخر المتقدمین سند المتاخرین اشرف شرفای ذیشان افضل نجبای
ہندوستان جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر تہا
لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سی کہ لازمۂ اہل کمال ہی سوائے
احباب و تلامیذ کی ایک پرچہ بہی مصنف کی پاس کبہی نہ دیکہا الحمد للہ
کہ اس ایام جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی و سعی محبان دلی سید
ہادی علی اور سید [illegible] علی صاحب سی کہ سرخیل شاگردان عالی مقام

ابتر دفتر تلمیذان صاحب عتبار جناب غفران مآب مین یہ گلدستہ لخت جگر
کہ ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تہا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ دفتر فصاحت ۱۲۷۲ ہوا اور اہتمام
خاکسار مین مشک ریزی خامۂ عنبرین شمامۂ مشاق خفی و جلی
شیخ اشرف علی سی اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو مطبع مصطفائی
واقع شہر لکہنو محلہ محمود نگر مین زیور طبع زیب فرماکر یوسف بازار شہرت ہوا
ازبسکہ خاتمۂ طبع دیوان موصوف الصدر کا آخر سنہ ۱۲۷۳ ہجری کو ظہور مین
آیا بعض احباب نزدیک و دور نی قطعات تاریخ کو سنہ ۱۲۷۳ مین موزون
فرمایا چونکہ زمانۂ فرصت ہاتہ سی جاچکا تہا وقت اطمینان باقی نرہا
تہا اس نظر سی مصنفین تاریخ کو تغیر و تبدل سن کی تکلیف ندی
مصلحت وقت یون نظر پڑی کہ بدستور قطعات
مذکور شامل طبع ہوجائین تاکسی
کی مشقت مفت رایگان
نہوا حباب شکوہ
نفرمائین
فقط

تاریخهای طبع دیوان بلاغت عنوان از نتائج افکار شعرای گرد روزگار

از جناب فتح الدوله بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بهادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمده الله بغفرانه

مطبوع طبائع خلائق بجهان	منظوم وزیر باکمال هند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامهٔ برق	دیوان کلیم بیمثال هند ست

۱۲۷۲

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر	ہی ہر مصرع مین ماہ نو کے تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا ہین نے	ہی نسخہ برگزیدہ دیوان وزیر

۱۲۷۲

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجه وزیر افصح دوران وحید عصر	یکتا بفکر بوده و مشتاق لاجواب
دیوان شد چو طبع بگو سال ای قبول	این کارنامه هست در آفاق لاجواب

۱۲۷۲

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود هر که ببیند این را	دوستان طبع نمودند چه دیوان متین
سال مطبوع چنین ساخته تحریر شهید	منطبع گشته چه دیوان کلام الحق این

۱۲۷۲

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

قطعۂ اقلیم سخن اس نظم کو کہتی ہین سب	کیون نہ خاقانی ہو اب کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر

۱۲۷۲

از لالہ رام سہای صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا	مدام روضۂ رضوان نشش خوابگاہ بود
نجات دہ مان نبی و علی شود محشور	دعا قبول بدرگاہ ہستی آگہ بود
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن مطلع او رشک مہر و ماہ بود
نوشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود

۱۲۷۲

از منشی علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مغفور

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر ہچو خاقانی بعہد

۱۲۷۲

ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع و بگو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد

۱۲۷۲

ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اونہین کی واسطی تہی شاعری موضوع
چہپی جب نظم کیوان نی کہی تاریخ	قبول عام روح خاقانی ہوئی مطبوع

۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرّہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر　　چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرّہ　　سخن یادگار سحر آمیز ۱۲۷۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا　　فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کرون جو عشقی مین اوسکی مدحت نہ پائی مین کہان طاقت　　مزہ اوٹھائی گی روح شوکت ہی اسمین ایسا ہر ایک شعر
بس ایسی تیہی کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی یہ شایان　　زبان شیرین کلام رنگین کمال زیبا کمال زیبا ۱۲۷۲

از سیّد کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے　　ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم　　شاہراہ سعدین افکار دیوان وزیر ۱۲۷۲

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بخود مرتب این دیوان　　پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت　　ہمہ کلام وزیر است شاہ کُل کلام ۱۲۷۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع　　کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد　　تعریف کی ہر سمت سی آتی ہی صدا آج
ترتیب سی اور چھپنی سی جو بن نکل آیا　　ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سی سب نقش و نگار اوسکی جو دیکھو — مانی کہی ارژنگ کا ہی رنگ مٹا آج
کیا نور کی گل بوٹی ہین کس حسن کی بیلین — ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کے تاریخ سفیر اب — گویا کوہی آراستہ معشوق ہوا آج

۱۲۶۲

ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج — جسکی ہر صفحی پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مدنک حرفون کی نقطی ہین دوا چشم حور — دید کی قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین — زلف غلمان جنان کا صاف دہوکا ہو گیا
لکھہ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر — سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا

۱۲۶۳

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم و نثر فصیح — نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
سج کہ رتی ہین عدو صورت احباب اسکی — ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ
کیون نہ سمجھی اسی دستور عمل ہر نامی — چل بسی حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکھنی سی اسکی یکون ہو پیدا — حاصل فکرت ایام جوانی ہی یہ
لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری — دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحی مین — طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ انور دیوان نظر آجای اگر — بی تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہائی مضامین عدو
باغ حاسد کی لیی باد خزانی ہی یہ

بلبل کلک قلق نی یہ لکہا طبع کا سال
طرفہ گلدستہ گلزار معانی ہی یہ

۱۲۷۲

از جناب سیّد محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سی نکلا در شہوار وزیر
کرتی ہین بحر کمالات کی غوص پسند

مصرع مادۂ طبع یہ لکہ ای محسن
اب وہ دیوان چہپا جسکو ہین خاص پسند

۱۲۷۲

ایضًا

چہپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور
اب بدخشان پر یقین ہی لکہنؤ ہو طعنہ زن

جوہری طبع محسن نے لکہا یہ سال طبع
مطبع سنگین سی آج آیا در العل سخن

۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر سپہر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سیّد محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چہپا
بنکی پروانہ کرینگے سب پسند

جنکی حرف بانقط لکہ ای سپہر
نور کی ہے شمع مضمون بلند

۱۲۷۲

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر
دوستون کا دل نہایت شاد ہی

شعر سب ہین سکۂ کامل عیار
کیا ہی نظم حضرت استاد ہی

ہین رعایا گر مضامین لطیف
بندش خوب اونکی خانہ زاد ہی

کلک نشتر نی لکہا یہ سال طبع
ملک مضمون وزیر آباد ہی

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد — ہر سخن فہم کی لکہی اسمی تاریخ طبع
خوب تاریخ لگی ہاتہ لکہو اے معجز — کیا ہی یہ نظم دل آویز بہی کیا ہی مطبوع
۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد — شد طبع بہ حسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی — چون نکہت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت — دیوان وزیر ہست بستان
۱۲۷۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان بی مثلی بہ آب و رنگ آرایش — چو لعل بی بہا از مطبع سنگین بدر آمد
چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود — چہ دُرِّ شاہوار ایندم بسلک طبع در آمد
۱۲۷۲

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین چہپکا مطبوع آج — ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوانِ وزیر
کلک شاخ گل سی یہ تاریخ اے بیخود لکہو — بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوانِ وزیر
۱۲۷۲

ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چہپ گیا — رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب — ہر نظم کی ہی سبکو زلیخا کیطرح چاہ
ایسی بندہی ہین اسمین مضامین نور کی — کرتی ہین کسب نور سدا جن سی مہر و ماہ

ہوں آشنای بحر سخن غوطہ زن اگر — برسوں نہ آب گوہر مضمون کی پائیں تہاہ
مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے — کیوں ہو نہ روح خسرو شاہی ہی باج خواہ
باندہی ہوا یہ سیفن بہار کلام سے — اڑ رہی ہیں ہوش باد صبا مثل برگ کاہ
کہتی ہیں اسکو سحر بیانی کہ وقت دید — بی اختیار کہتے ہیں حاسد بہی واہ واہ
خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب — جو دائرہ ہی یوسف دل کی لیی ہی چاہ
ظل ہما سی کم نہیں ہر حرف کا سواد — شاہین نہی جو آی ادہر طائر نگاہ
پر نور اسقدر ہیں نقاط حروف شعر — ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ
صفحوں پہ خط عیاں نہیں بین السطور کی — گویا یہ ہی قلمرو معنی کی شاہراہ
بین السطور سیلی مضمون کی مانگ ہی — سطریں عروس نظم کی ہیں گیسوی سیاہ
بیخود لکہو گی اسکی صفت تم کہاں تلک — فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ
فردوسی دی رہا ہی لب گور سی صدا — ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ

ایضاً در سال عیسوی

چہپا ہی وہ دیوان بی مثل آج — سند جانتی ہیں سخنور سب جسے
ہدایت ہی مطبوع یہ نظم ہی — عجب کیا جو سمجھی یہ دل کی چہپے
مضامین کی ہیں بندشیں صاف صاف — کہ قصر سخن میں ہیں نصب آئینے
تم ہی یہ اعمال اسکے شوق کا — ہزاروں ہی مضمون مسخر ہوے
نہ و نقد دل دیتے ہیں رونما — جمال عروس سخن دیکہ کے

نقوش معانی دلکش نہین / یہ تعویذ حب سب کہ ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی / پڑھی ہی کلمہ حاسد اگر دیکھ لے
سیہی مین بیخود یہ لکھ سال طبع / عجب نقش تسخیر چھاپے سے گئے
۱۸۵۶

ایضاً در سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد / کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا / اک قطعہ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کی ہر حرف نی پائی ہی نشست / دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفون کی کیا دلکش و زیبا ہی کشش / ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلای سخن / ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرای سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط / خورشید سی دہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم / دل نی کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا / یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا
۱۹-۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کی اشعار ہوی ہین مطبوع / ہر سخن فہم ہی مجنون کی طرح سی شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھوای ضبط / محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا
۱۳۰۲

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان وزیر افصح و اکمل / بیاض صبح جنت کر اسی کہی پی تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تاری حروف اور کہکشان سطرین	خط جدول نہین یہ خیط ابیض آشکارا ہی
دکہایا جوہر حسن صفا اس نظم نی ایسا	کہ ہر اک صفحی پر آئینہ قدرت کا ہویدا ہی
نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے	بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی
تعلی پر ہین رعنا ان مضامین بلند ایسے	کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سی دعوا ہی
جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسے	کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی
صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ	جو کچہ ڈہونڈہو خدا کی فضل سی اسمین مہیا ہی
وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکی دیکہی سی	کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سی تفتا ہی
ہوی اس نظم سی منسوخ دفتر خود پسندون کے	جو کہی ناسخ دیوان اعدا اسکو زیبا ہی
جنہین شک کلام خواجہ ہو کہدی کوئی اونسی	خدا کی دین ہین ای حاسدو کسکا اجارا ہی
کہین گی منصفان اہل معنی دیکہکر اسکو	ہنر سی ہی یہ مملو عیب سی بالکل مبرا ہی
جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سی آئی	مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چہپا ہی ۱۲۷۲

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع	کہ ارزنگ کا جس پہ ہی اشتباہ
مضامین کی نقشی ہین دلکش سی کہنچی	ہو بہزاد حیران کری گر نگاہ
لکہا خامہ ربط نی سال طبع	مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص
خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید ہادی علی بیخود

چہپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن
سروح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسی ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب در مضمونکا بہا ہی دریا

نعت کی شعر جو پڑہتا ہی کوئی کہتا ہی
خوب دیوان ہی یہ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

بندشین عارض گل سی ہی سوا ہین نگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جا کی گلشن مین پڑہی شعر اگر اسکی کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہی خوب کہا

دبیل خامۂ تسخیر یہ لکھہ طبع کا سال
اب کہلا ہی گل مضمون نہین یون چہپا

۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سیّد ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
بندہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روی عروس مضمون پر
دل عالم ہے محو آئنہ سا

بندشین اسکی صاف ہین ایسی
دوست رکہتی ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکہو ای سالک
اب یہ دیوان بی نظیر چہپا

۱۲۷۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سیّد ہادیعلی بیخود

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چہپ گیا آج واہ

۱۲۷

از سیّد محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سیّد محسن علیصاحب شاگرد بیخود

چہپ گیا فضل خدا سی آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

ای محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر | دلکی صفحی پر ہوا سب نقش دیوان وزیر
۱۲۷۲

ایضاً

چھپا ہی ای محمد اب وہ دیوان | صفت کرتا ہی جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہی بہار باغ مضمون | دل حاسد ہو جس سی مثل گل خون
ہین خوش تقطیع سب اشعار کشمیر | ہی موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سی ہی مبرا | نہ اس مین دخل اقوا ہی نہ ایطا
ہر اک بندش ہی اسکی قابل دید | نہین ہی نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش | کہ جس پر ہی گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا | لکھون تاریخ مجکو دہیان آیا
سنا مصرع بلبل کی زبان سی | یہ گلشن پاک ہی کیسا خزان سی
۱۲۶۳

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا | کیون حاسدون کی دلکو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب | سحبان لحد مین جا کی نکیون گوشہ گیر ہو
لکھ ای محمد اب سن فصلی کا مادہ | مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو
۱۲۶۳

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی مین طبع | کلام آج استاد بیمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کی | کھلا باغ معنی کا اب واہ وا
۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدای جہان سی	کلام وزیر سخندان بی‌مثل
نعیم اسکی تاریخ کے فکر اگر ہی	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بی‌مثل
	۱۲۷۳

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر	مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از پی تہنیت نشست	قالب مطبع چہ جان تازہ ای ل یافتہ
	۱۲۷۳

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین صاحب الطاف

خوب دیوان اب ہی متین چھپا	ایک عالم کا دلپذیر یہ ہے
ملک معنی مین ہی اسیکا رواج	سکہ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سی مینے جب تاریخ	کہا دیوان بی نظیر یہ ہے
	۱۲۷۳

از جناب مرزا محمد اصغر علی خانصاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر	چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	زبان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن	اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لایق شاہان
	۱۲۷۳

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑہایا مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا ‏ ‏ ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سی دیوان کا

نگاہین گداگر ہین دم نظارہ مضمون ‏ ‏ ہوا جوش صفا سی شیشہ عارض حور و غلمان کا

عدو و حب دیکہتی ہین بندش الفاظ گیتی ہین ‏ ‏ اثر ہی مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن مین کہل نہین سکتی ‏ ‏ ہوا قفل خموشی نقطہ لبہای سخندان کا

عیان ہی بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سی ‏ ‏ لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نی لبی بوسی دہان نکتہ پرور کی ‏ ‏ بلاغت سی ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چہپا جسدم مرتب ہوکی یہ افسون بیتابی ‏ ‏ رکہا جمعیت دل نام اجزای پریشان کا

شکست پای خامہ سی صدا تاریخ کی نکلی ‏ ‏ سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

۱۲۷۲

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال ‏ ‏ شہرتش ارباب فن را مژدہ دیدار داد

شد تماشائی تمنا فکرم بہر سال ‏ ‏ ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع نو تسلیم گفت ‏ ‏ ای کمال فکر بر تر رفعت اشعار داد

۱۲۷۲ ‏ ‏ ۱۲۶۴

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان سید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر ‏ ‏ بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر ‏ ‏ کشد توتیائی بچشم خیال

نوشتہ پی سال او کلک مہر ‏ ‏ طلسم مضامین صاحب کمال

۱۲۷۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد ازو لذت آشنا هر دل

کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل ۱۲۷۲

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر بست گلشن ز طبع — سخن فهم عالم ازو کامگار

قلم کرده اشرف پی زیب سال ۱۲۷۲ — جگر گوشهٔ فکر عالی وقار ۱۲۷۲

ایضاً فضلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شد مطبوع با آیین بهتر

سخن را سر بلندیها رسانید — معانی کرد پیدا حسن دیگر

سواد او سواد کاکل حور — ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر

بنقد دل همه عالم طلبگار — بجانش مشتری باشد سخنور

دم طبعش نوشتم سال فضلی — شعاع آفتاب طبع انور ۱۲۶۳

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع

دل شوکت نمود ایمای سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ۱۲۷۲

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ سبزه بها — چون شمیم گل کمال وزیر

جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت چه گلشن خیال وزیر ۱۲۷۲

از مرزا محبوب بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل — کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش — ز دریای طبع نسیم است این در
۱۲۷۲

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی — ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال — زہی گلدستۂ نازک خیالے
۱۲۷۲

نثر خامہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثارد و معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلہ نجات ہی اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہے لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی نہ اسکی تحریر کا یارا ہے اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی بشر تو انسان ہی فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہے گناہ ہی خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی اور اوسکی نعت کی رمز کون پائی جسکا سایہ تک نظر نہ آئی اگر انصاف فرمائیی تو ایک بات فقیر کی فہم مین آئی ہی طبع آزمائی ہی کہ سایہ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کی سر پر سایہ گستر ہوتا ہی ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی جب پہلی مرحلی مین ہجای تو کیا نظر آئی مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجی درود پڑہی زیادہ بکھیڑی مین نہ اوجھی طبیعت سی نہ گڑہی یہ خوشہ چین خرمن سخنوری

باریک بین خود غلط سراپا قصور رجب علی بیگ سرور نئی خبر اظہار کرتا ہی جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی یعنی عنایت فرما انتہا کی شفیق بحر رحمت پروردگار
کی غریق شاعران حال مین یکتا بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھی
کئی برس گذری ہین کہ سرای فنا سی اونکا انتقال ہوا بہت بخیر مآل ہوا شیخ امام بخش
ناسخ کی شاگرد رشید تھی دیدہ تھی نہ شنیدہ تھی جو باریک بین اس فن سی ماہر بلند و دستگاہ
تھی وہ بنظر انصاف دیکہ لی کلام اونکا گواہ ہی مرد قانع وضعدار غیور تھی نزدیک و دور
مشہور تھی بظاہر منحنی مشت استخوان باطن مین شیر ژیان مرد میدان راست باز و راست گو
سی فلک کج نہاد ازل سی ٹیڑہا رہا ہی جو وضع کی پابند ہین اونکو بکہیڑا رہا ہی کہین
سی کچہ معین تہا بی تردد معاش تہی قناعت کی یہ معنی ہین اسیر تلاش نتہی
کچہ دنون فقیر محمد خان گویا سی صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تہی جلسی ہمدگر تہی
آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہوگئی رہ و رسم کم ہوگئی گوشہ نشینی مین بہا لہا
دہلا از با وقات بسر کی گرم و سرد زمانہ دیکہا شام غم خوش ہو کی سحر کی سبکسار سبکبار
تہی ہر دم سفر کو تیار رہتی تہی اونکی مرنی سی دوستونکو بو ملال ہی ابلکہ دشمنو نکو رنج بدرجہ کمال ہوا
ہزار ہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سی جمع کرنی کا کبہی دہیان کیا دیوان کو مرتب
نکیا عمدا پریشان کیا انددنون کہ سنہ ہجری بارہ سی بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب
محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین اس فن سی بہت ماہر ہین وضعدارون مین انتخاب ہین
بیمثل ہین لاجواب ہین انہون نی بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سی غزلین بہم پہنچائین اور جناب

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بہی بڑی ہوشیار ہین جوان عمادو ضعدار ہین
اونکی سعی سی بہت ہاتہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب محمد مصطفی خان صاحب مغفور کی
صاحبزادی عبد الواحد خان کہ وہ بہی اپنا ہمشہرین کہتی طبیعت بہت عالی انتہا سی فہیم ہین سا
اونکی کارخانی مین یہ دیوان چہپا ہی کاغذ بہت سفید پری چہرون کی عارض کا نمونا مسلسل سطرین مثل
عنبرین مو یونکی زلف سی حسن فزونا بین السطور کشادہ تنگ کہکشان کا ڈہنگ سیاہی مین یہ چمک
کہ ایک عالم روشنائی کہی سفیدی سیاہی مین ذرات کا دہوکا ہی اور تکلف یہ ہی کہ یہان کا چہپا چہپا نہین
سب پر کہلا ہی رنگ ڈہنگ سب کچہ نیا ہی گو فرمانروا نہین کوی جوان قوی ہیکل ہین لیکن اشاری
مین کل نکل چلتی ہی روانی مین کلکل نہین اور ونی مرمر کی جمع پتہر کی ہین خدا نہ دکہای
شفافی مین آئینہ سکندری ہین خفی جلی اونچہ لکہا جاتا ہی کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی
سالہای دراز نہ مٹی گا بدستور رہی گا اگر حسود پڑہی گا درد پڑہی گا منصف مرحبا کہی گا وہ جو
شاعری کا حاصل ہی اس دیوان سی پیدا ہی رمز کنایہ جو چلا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی
مین گنجایش نہین صحت الفاظ اور محاورہ مین شک نہین ادا بندی کا عالم کچہ اور ہی
مطلع سی مقطع تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہی جا بجا غور ہی مشکل زمینون مین
طبیعت کا زور آزمایا ہی مضمون کا زور شور دکہایا ہی اوس کی چہیڑ چہاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکہی
دیوان صاحب ہی جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کہولا ہی بلبل شیراز کا گہر بولا ہی قند کہولا ہی سراپی فائق تیر دن
کی زندگانی اور اس پریشانی مین کیا دیکہی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہان گرد نی بایا وہ نام کیا خلق
مروت آشنای باعزہ حاضر و غائب یکسان تہی اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تہی تمام شد

اشتہار یہ دیوان خواجہ وزیر صاحب کا مسمی بدفتر فصاحت داخل ہی رجسٹری گورنمنٹ کی ہوا حسب مراد قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ عیسوی بغیر اجازت احقر الیرہ کی کوی نہ چہاپی